توصیفِ عالم پناہ

(اعظم اللہ ذکرہ)

تالیف لطیف

حضرت علامہ مفتی صوفی محمد صابر القادری فیضی

صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج، ضلع بارہ بنکی یوپی

حسب فرمائش

فدائے عالم پناہ حضرت علامہ مولانا انوار احمد نعیمی جلالپوری

صدر المدرسین دار العلوم بہار شاہ فیض آباد

ناشر

شہزادگان حضور صوفی ملت ۷/۱۱/۲۷ صوفی کالونی میواتی پورہ، فیض آباد ضلع اجودھیا شریف

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : توصیف عالم پناہ (اعظم اللہ ذکرہ)

مؤلف : حضرت علامہ مفتی صوفی محمد صابر القادری فیضی

حسب فرمائش : حضرت علامہ انوار احمد صاحب نعیمی جلالپوری پرنسپل دار العلوم بہار شاہ فیض آباد اجودھیا شریف

پروف ریڈنگ : ● صاحبزادہ مولوی محمد حسنین رضا قادری رضوی فیض آباد

کمپوزنگ وطباعت : ہائی ٹیک کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، قصبہ خاص گوراچوکی، گونڈہ

موبائل نمبر۔09565410475, 9887895264

سنِ اشاعت : ۱۴۴۰ھ / ۲۰۱۸ء

تعداد : ۱۱۰۰

ضخامت : ۲۶۴ صفحات

قیمت : ۲۰۰ روپئے

ناشر : شہزادگان حضور صوفی ملت قادری منزل ۷/۱۱/۲۷ صوفی کالونی میواتی پورہ، فیض آباد

ملنے کے پتے

۱۔ مدرسہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج، ضلع بارہ بنکی

۲۔ دار العلوم بہار شاہ، محلّہ قندھاری بازار شہر فیض آباد

۳۔ قادری منزل صوفی کالونی، میواتی پورہ، شہر فیض آباد

۴۔ حاجی محمد سعید احمد نوگزی مزار عقب کوتوالی اجودھیا فیض آباد

۵۔ مدرسہ اسلامیہ حسینیہ ارواواں موتی نگر فیض آباد

۶۔ قادری بکڈپو نو محلّہ مسجد بریلی شریف

۷۔ مکتبہ رحمانیہ محلّہ سوداگران بریلی شریف

۸۔ دار العلوم شاہ ولایت قبول پورہ شہر بدایوں

۹۔ خانقاہ حسینیہ بارہ پتھر شیلانگ میگھالیہ

۱۰۔ جامعۃ القراء سیتاپور روڈ کھدر الکھنؤ

۱۱۔ جامعہ محی الاسلام مشن کمپاؤنڈ راجہ باڑی جورہاٹ آسام

۱۲۔ عزیز الرحمٰن قادری بابا فرید اکیڈمی محلّہ بازید پور قصبہ جلال پور ضلع امبیڈکر نگر

۱۳۔ دار العلوم غوثیہ حضوریہ خانقاہ شریف سریا ضلع اعظم گڑھ

۱۴۔ خانقاہ عتیقیہ تیغیہ بیر بھوم ضلع بھیم گڑھ بنگال

۱۵۔ نوری کتب خانہ آستانہ محمود شاہ بابا قیصر گنج ضلع بہرائچ

۱۶ دار العلوم مخدومیہ لطیفیہ قصبہ بھدرسہ ضلع اجودھیا شریف

فہرست

1	حمد باری تعالیٰ	9
3	نعت شریف	10
4	شرف انتساب	11
5	کچھ کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق	12
6	اظہار مسرت وشادمانی	14
7	تقدیم	16
8	سلسلہ عالیہ وارثیہ کے انوار وبرکات	21
9	حضور قبلہ عالم میں قادری نسبت کا جلوہ	23
10	سرکار وارث پاک میں چشتی نسبت کا جلوہ	25
11	سرکار وارث پاک میں سہروردی نسبت کا جلوہ	26
12	سرکار وارث پاک میں نقشبندی نسبت کا جلوہ	28
13	سرکار وارث پاک میں قلندری نسبت کا جلوہ	30
14	ابتدائیہ	35
15	حضور عالم پناہ کے اوصاف وکمالات	37
16	پیشین گوئیاں	39
17	ایک درویش کی بشارت	40
18	میران سید احمد کی تشریح	41

19	خصوصیات وکمالات کا اعلان	43
20	سرکار بانسوی کی پیشین گوئی	44
21	سرکار کرسولی کی پیشین گوئی	44
22	الموحد لکھنوی کا اقرار	46
23	سائیں توکل کا اقرار	47
24	سالک ومجذوب کا اقرار	48
25	حضرت خواجہ محمدی کا اقرار	49
26	خواجہ امام علی کا اقرار	50
27	قابلیت وصلاحیت کا اقرار	52
28	مولانا گنج مرادآبادی کا اقرار	53
29	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا اقرار	53
30	شاہ جی میاں کا اقرار	55
31	مولانا حکیم مشتاق علی قلندر کا اقرار	56
32	حافظ البخاری کا اقرار	57
33	حضور نوری میاں مارہروی کا اقرار	58
34	حضور اشرفی میاں کا اقرار	60
35	حضور اشرف حسین کا اقرار	61
36	حضرت بہادر شاہ نقشبندی کا اقرار	63
37	خواجہ سید عابد علی چشتی قادری کا اقرار	64
38	مولانا سید محمد کریم چشتی کا اقرار	65

39	خاندان غوث اعظم میں آپ کا اقرار	66
40	حرم محترم میں اقرار	69
41	پنجتن پاک سے عقیدت ومحبت	70
42	نجات پانے والا فرقہ کون ہے؟	73
43	فنائیت کی تعلیم	78
44	تصور شیخ اور تعلیمات وارثیہ	81
45	برزخ شیخ کا حال	91
46	شغل سلطان الاذکار	94
47	آپ کے نماز کے واقعات	98
48	آپ کے اور فقراء کے روزے	103
49	صائم الدہر کا حکم	108
50	حضرت رومی شاہ کا روزہ	109
51	ولایتی شاہ کا روزہ	110
52	بی بن وارثیہ کا روزہ	110
53	نصیبن وارثیہ کا روزہ	111
54	مسکین شاہ وارثی کا روزہ	111
55	مخدوم شاہ کا روزہ	111
56	رمضان شاہ کا روزہ	112
57	حاجی مکی شاہ کا روزہ	112

58	مسکینہ وارثیہ کا روزہ	112
59	حضرت فیضو شاہ کا روزہ	112
60	بابو کنہیا لال عرف غلام وارث کا روزہ	113
61	حضرت ابو صالح محدث کا روزہ	113
62	شیخ صومی کا روزہ	115
63	مشہد مقدس کے ناظم کا روزہ	116
64	آپ کا حج مقبول اور اس کی تعلیمات	120
65	عام مریدوں وطالبوں کو ہدایت	122
66	تربیت یافتہ حلقہ بگوشوں کو ہدایت	124
67	آپ کے حج کرنے کی تعداد	126
68	زکوٰۃ کی تعلیم وترغیب	128
69	آپ کی جانب سے زکوٰۃ ادا کرنے کا ارادہ	130
70	ایک مقتدر شخص اور وکیل صاحب کی اصلاح	131
71	روٹی خیرات کرنے کا نایاب طریقہ	134
72	قہر وغضب کے واقعات	139
73	جناتوں کے واقعات	147
74	چند کرامات وواقعات	151
75	حکیم سید مبارک حسین کا معاملہ	151
76	مناظر آپ کے قدموں پر	158

77	منزل کہاوت کی تلاش	162
78	ایک وہابی کا تبدیلی مسلک	167
79	تعلیمات سرکار وارث پاک	171
80	رسمی مرید کا حال واحوال	173
81	آدمی ولطیفۂ قلب	175
82	نماز نظامِ عالم ہے	178
83	نماز میں خضوع وخشوع	181
84	دنیا کا ترک اور فقیری حاصل کرنا	185
85	تسلیم ورضا	190
86	تعلیمات وارثیہ عمومی	193
87	دنیا کی راحت اور آرام	196
88	تکبر وفخر کی مذمت	198
89	ارشادات منازل فقر وفقیری	201
90	عشق اور عشق کا تقاضا	207
91	معرفت الٰہی اور علم وعقل	209
92	ریاضت ومجاہدہ اور محنت	213
93	عشق اور مقامات عشق وکمالات عشق	215
94	محبان خدا سے محبت کرنے والے	222

95	علم نافع کیا ہے؟	225
96	محبت کے ساتھ ساتھ دلی تصدیق ضروری ہے	231
97	حقیقی پیر اور حقیقی مرید کا حال	236
98	خواہشاتِ نفس امارہ	242
99	توحید خداوندی کی تشریح	244
100	خود بینی حجاب ہے	245
101	حج مقبول کیا ہے؟	247
102	دکھاوا اور ہے حقیقت اور ہے	250
103	سلسلہ قادریہ کی اہمیت	252
104	نفس اور طبیعت پر قابو	255
105	حسد اور ناجی فرقہ	258
106	صلوٰۃ وسلام	262
107	دعاء	263

حمد باری تعالیٰ

از: اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی ہم نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نہ یک بنایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تم کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بہ مشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

☆☆☆

نعت رسول مقبول

از: اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا ہوں مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے وہ جانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

☆☆☆

شرف انتساب

میں اپنی اس تالیف کو
استاذ گرامی سرخیل علمائے کبار، زینت عصر حضرت علامہ مفتی الحاج عبدالمصطفیٰ اعظمی
مجددی علیہ الرحمۃ والرضوان
و
استاذ گرامی برکت العصر وارث علوم رضا حضرت علامہ مولانا خواجہ مظفر حسین قادری
رضوی پورنوی علیہ الرحمۃ والرضوان
و
استاذ گرامی صاحب علم وعرفان وحید العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یونس نعیمی
علیہ الرحمۃ والرضوان
و
استاذ گرامی شیخ العصر مرکز علم وعلماء فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج حافظ و
قاری محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان
و
استاذ گرامی مرکز علم وتحقیق صاحب حسنات حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد قدرت اللہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان
و
استاذ گرامی امیر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسن خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان
و
استاذ گرامی صاحب فضل وکمال حضرت حافظ وقاری عبدالحکیم قادری عزیزی علیہ الرحمۃ والرضوان
استاذ گرامی استاذ الحفاظ والقراء حضرت حافظ وقاری محمد وسیم بقائی چشتی
کے نام

نخشبی نیک خواہ خلقے باشد — مثل ایں کار در جہاں کارے است
مردماں جملہ نیک خواہ خواند — نیک خواہی مردماں کارے است

خاکپائے اولیاء وعلماء
محمد صابر القادری فیضی گونڈوی ثم فیض آبادی
صوفی کالونی، میواتی پورہ، شہر فیض آباد اودھ یوپی

کچھ کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق

از-ڈاکٹر الحاج محمد قمر ماہری حبیبی
سابق پرنسپل گورنمنٹ انٹر کالج وبانی ومہتمم دار العلوم بہار شاہ فیض آباد

حضرت علامہ ومولانا مفتی حافظ وقاری الحاج محمد صابر القادری فیضی مدظلہ العالی علوم ظاہر وباطن کے جامع واصلان خدا میں ہیں آپ کے اوصاف و محامد بے حد ہیں، اولیاء وعلماء یعنی درسگاہوں اور خانقاہوں کے افراد کے یہاں آپ کا بڑا مقام ومرتبہ ہے۔

حرف شناسی کے لئے بٹھائے گئے اور قرآن شریف پڑھنا شروع کیا اس وقت آپ کی عمر کا پانچواں سال تھا، ایک سیاح اور درویش صفت بزرگ کا گذر آپ کی آبادی میں ہوا، آپ کے والد محترم نے دعا کے لئے التماس کیا تو ان کی زبان مبارک سے یہ برکت والی دعا نکلی کہ محمد صابر کو قرآن مجید پڑھنے میں تھوڑی سے محنت کے بعد تمام علوم آسانی سے اور سہولت سے حاصل ہوجائیں گی۔ دار العلوم صفویہ کرنیل گنج حاضر ہوکر حفظ وقرأت کی تعلیم مکمل فرمائی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے عالمیت کی سند حاصل کرنے کے بعد دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سے فضیلت وافتاء کی تعلیم حاصل فرمائی، مختلف بزرگوں نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا، اس طرح آپ علوم ظاہری اور علوم باطنی کے جامع ہوگئے اور اپنا فیضان علمی وباطنی عام فرمانے لگے۔

حضرت علامہ مفتی محمد صابر القادری فیضی انھیں شغل تدریس اور تعلیم و تلقین کے ساتھ تصنیف وتالیف کی طرف رغبت ہے، آپ کی کئی کتابیں منظر

عام پر آچکی ہیں، آپ کی موجودہ تالیف سیرت وسوانح کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری وباطنی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔

اس میں آپ نے حضور سیدنا سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان پر لکھی ہوئی متقدمین کی کتابوں سے اخذ کر کے نہایت سلیقے سے ترتیب دیا ہے، اور حضور عالم پناہ کے ارشادات کو نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے، جس کے مطالعہ کے بعد قاری کے دل ودماغ پر سرکار عالم پناہ کے روحانی اور علمی برتری کا اثر کے ساتھ ساتھ قلوب کو معرفتِ الٰہی اور عشق کا وافر حصہ ہاتھ لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد صابر القادری صاحب کو علم وعمل کے ساتھ ساتھ روحانی دنیا کا تاجدار بنائے، ابھی اس ہفتہ آپ حج سے مشرف ہوکر تشریف لائے ہیں، اللہ تعالیٰ سرکار مدینہ کے طفیل آپ کے برکات اور کتاب کے فیضان کو عام فرمائے، آمین یارب العالمین۔

محمد قمر ماہری حبیبی

بانی وناظم دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد

اظہارِ مسرت وشادمانی

از عالی جناب شرف الدین ایڈوکیٹ
منیجر جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی

اس وقت مجھ کو دو دو خوشیوں کے سوغات حاصل ہو رہے ہیں ایک یہ کہ حضرت علامہ مفتی محمد صابر القادری فیضی مدظلہ العالی صدر المدرسین جامعہ رحمانیہ زیارت حرمین شریفین سے دوبارہ سعادت حاصل کر کے تشریف لائے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہم سب کے دلوں کے سرور حضرت آقائی ومولائی حضور سیدنا حاجی وارث علی شاہ قادری چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت وسوانح پر مشتمل ایک کتاب بنام توصیف عالم پناہ کمپوز اور تصحیح ہوکر اشاعت کے لئے جاری ہے، ان دونوں خوشیوں کو یکجا کر کے عوامِ اہلسنّت بالخصوص صاحب کتاب کو مبارک باد پیش کر کے سعادت دارین حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی صوفی محمد صابر القادری فیضی جب سے جامعہ رحمانیہ میں تشریف لائے ہیں، جامعہ کی فضا علمی وفنی اور اشاعتی خوشبو سے خوش گوار ہوئی ہے، ہر وقت کچھ نہ کچھ درس وتدریس کے علاوہ بھی دیگر علمی، دینی اور اصلاحی کام برابر ہوتے رہتے ہیں، جو جو چیزیں ایک علمی ودینی ادارے سے ہونا چاہئے وہ ہو رہا ہے، حضرت مفتی صاحب قبلہ کیا ملے ادارے کو اپنی مراد مل گئی ہے۔

آپ نے ''توصیف عالم پناہ'' ایک بے مثال کتاب تالیف فرمائی

ہے، جس میں سیرت وسوانح کے علاوہ سلوک وعقائد اور اسلامی تعلیمات کا بے پناہ خزانہ جمع کر دیا ہے۔

صوفیائے کرام سے تعلق رکھنے والے شکوک وشبہات کا بھرپور اور مکمل جواب بھی عطا فرمایا ہے کتاب اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ آراستہ و پیراستہ ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو حضور سیدنا عالم پناہ بندہ نواز سے بھرپور عقیدت ومحبت کے ساتھ ساتھ آپ سے زیادہ سے زیادہ روحانی وعرفانی فیضان حاصل کرنے کا ذوق وشوق ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عام فرمائے اور دارین کی سعادتوں کا خوگر بنائے آمین آمین بجاہ جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم

فقط گدائے سید سالار مسعود غازی

شرف الدین (ایڈوکیٹ)

رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی

تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زلاف حمد ونعمت اولیٰ است برخاک عدم خفتن
سجودے می تواں کردن دروے می تواں گفتن

سرکار عالم پناہ اولیاء نواز حضور سیدنا حاجی وارث علی شاہ قادری چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات مبارک معدن سرّ نبوی تھی، آپ پر سلطان حقیقت کا غلبہ تھا آپ توحید کے فناء الفناء کے درجے پر فائز تھے۔

شہ تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے
مظہر شان خدا آپ کو لاکھوں مجرے

آپ کا قلیل کثیر، حقیر جلیل، اور ضعیف قوی اور مسکین غنی تھا، جس پر اہل دل واقف ہوئے، آپ کی ذات مبارک ان میں سے ہے جن کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے اور جن کی محبت سے مغفرت کی امید ہوتی ہے۔

حضور سیدنا سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی دنیاوی زندگانی میں بے نیاز دنیا تھے، اور دنیائے فانی سے شغف نہیں رکھتے تھے، نام و نمود اور شہرت و پذیرائی کی طلب سے بے نیاز تھے، اسی طرح حیات اخروی کی منزل میں اس سے بے نیاز ہیں کہ آپ کا چرچا کیا جائے لیکن ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ کے صفات حمیدہ کو یاد رکھیں، اور آپ کے دینی کمالات کا ذکر کریں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شان محبوبی اور اجتبائی سے سرفراز فرمایا ہے۔

السلام اے مسند آرائے کمال — السلام اے رونق بزم جمال
السلام اے صدر بزم اہل ناز — السلام اے وارث عالم نواز
السلام اے کعبۂ اہل نیاز — السلام اے قبلۂ ہر اہل راز
السلام اے عکس حسن مصطفےٰ — السلام اے سایۂ ذاتِ خدا
السلام اے وارث ارث علی
السلام اے حضرت وارث علی

اسلامی عالم کا افق آپ کے فیوض و برکات سے تابندہ رہا، سرکار عالم پناہ اولیاء نواز علیہ الرحمۃ والرضوان بحر حقیقت شمس المعرفت اہل سنت و جماعت کے اکبر الکبار افضل الفضلاء، علماء، اولیاء، مشائخ اہل دل کے طبقۂ علیا میں بلند مقام اور سردار ہیں، دین پاک نے آپ سے سربلندی پائی، اولیاء اخیار فرماتے ہیں کہ حضور عالم پناہ کا تقویٰ تو تقوی عمل ہی تقویٰ تصور کیا جاتا ہے، مزید یہ کہ آپ کی احتیاط اور تقویٰ شعاری و اطواری نے آپ کو تقویٰ کا محسوس و مبصر بنا دیا تھا۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

عرب سے لے کر عجم تک سرکار وارث پاک کا تذکرہ ہے شریعت و طریقت والے، علم و فضل والے تقویٰ و طہارت والے فکر و نظر والے عشق و وفا والے دانش و بینش والے سبھی آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔

وہ جم غفیر اور تیرے فیض کا طالب
جانے سے جانا کہ تو کون ہے کیا ہے

حضور سرکار عالم پناہ صاحب ایمان تھے یعنی ان الذین امنو کی تفسیر تھے، اور صاحب تقویٰ و طہارت بھی تھے، یعنی عملو الصالحات کی تفسیر بھی تھے، اس لئے آپ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

اہل باطل وہابی، قادیانی، رافضی، خارجی وغیرہ آپ کے سامنے زیر و زبر رہتے، احقاق حق، اعلان حق، اعلائے حق کے لئے پوری زندگی سرگرم جد و جہد کرتے عشق خدا، محبت رسول، عظمت صحابہ، الفت اہل بیت کا پیغام عام کرتے رہے۔

کچھ ایسے نقش بھی راہ وفا میں چھوڑ آئے ہو
کہ دنیا دیکھتی ہے اور تم کو یاد کرتی ہے
ارباب چمن تجھ کو بہت یاد کرتے ہیں
ہر شاخ پر اپنا ہی نشان چھوڑ دیا ہے

خداوند قدوس نے حضور سرکار عالم پناہ کو صورت کی زیبائی بھی عطا فرمائی تھی، وجاہت جو خاندانی بھی تھی اور ہیبت حق جو نشان ولایت کبریٰ ہے اس کی وجہ سے ہزاروں ابرار و اخیار اولیاء و علماء کے مابین سربلند دیکھائی دیتے تھے، دل ربائی ایسی پائی جاتی تھی کہ دل موہ لیتی تھی۔

روئے انور کا تصور زلف مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے
مجھے پرواہ نہیں موجیں اُٹھیں طوفان آجائے
شکستہ ہے اگر کشتی تو کیا غم ناخدا تم ہو

آپ کے فیوض و برکات سے عالم اسلام منور و معمور ہوا، اور اب بھی آپ کے انوار و برکات کی تابشیں پھیلی ہوئی ہیں۔

عطا فرمایئے آنکھوں کو میری ایسی بینائی
نظر جس سمت اٹھے آپ کا دیدار ہو جائے

حضور سرکار عالم پناہ کے کمالات، فیوض و برکات اور احوال روحانی عظیم کارہائے دینی و اسلامی اور بلند مقامی میں کتاب حاضر تالیف فرمانے کی کوشش کی جبکہ عام حالات کی تحریر ہی بے حد مشکل کا ہے، چہ جائے کہ حسنات الدہر، برکت العصر امام اہل الورع قدسی صفات ذات پاک کے احوال کی تحریر کا کام، حضور سیدنا عالم پناہ کی باطنی فیوض و برکات نے ان احوال کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے مجبور کیا، اور صفحۂ قرطاس پر محفوظ کر دیا ہے۔

تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

غلامان عالم پناہ فدایان عالم نواز اس کتاب کا مطالعہ ان کی زندگانی کا مزید رخ سنوارے گا عمل صالح کا مزید جذبہ پیدا ہوگا، کتاب میں بہت سے فوائد و برکات بھی جمع کر دئے ہیں۔

اہل قرب و وصول کے مبارک احوال جس قدر بھی لکھنے میں آتے ہیں، لکھے گئے ہیں کہ اس سے رہبری و رہنمائی حاصل ہوتی ہے، ہدایت و معرفت کی راہ ملتی ہے اور بندہ قرب و وصول کی منزل میں داخل ہوتا ہے، اس کو سیر الی اللہ بھی کہا جاتا ہے یہی عبدیت کا خاص مقام ہے۔

اللہ اللہ! وہ مقام خاص عبدیت رضاؔ
بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا

بندہ ملنے کا حضرت قریب حضرت قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

راقم الحروف اصلح حالہٗ نے اپنی باتوں کے بیان میں بہت وقت لے لیا ہے اب وہ کتاب اور ناظرین کے درمیان کی جگہ خالی کرتا ہے، تعمیر سیرت اور تجلیۂ احوال کے لئے براہِ راست مطالعہ و ملاحظہ کریں۔

چونکہ کتاب کا مقدمہ جس وقت لکھ رہا ہوں محرم الحرام شریف کا چاند طلوع ہو چکا ہے، برکت کے لئے چند اشعار امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت ابدی حاصل کر رہا ہوں۔

خندہ پیشانی سے ہر صدمہ اٹھاتے ہیں حسین
عشق کے آداب دنیا کو سکھاتے ہیں حسین

جب گذرتی ہے کسی دشوار منزل سے حیات
دفعتاً مبتلا کو یاد آتے ہیں حسین

کیوں نہ ہوگی ہم گنہگاروں کی بخشش حشر میں
سر ہتھیلی پر لئے تشریف لاتے ہیں حسین

موج کوثر جس پہ قرباں اس مقدس خون سے
داستان عشق کو رنگیں بناتے ہیں حسین

راقم الحروف اور اس کے اخوان و اخوات اور والدین کریمین اور جملہ اہلسنّت و اہل اسلام کے حق میں دعائے خیر و برکات و حسنات فرمائیں۔ آمین

بندۂ عاجز
محمد صابر القادری فیضی
صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی
۲ر محرم الحرام ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

سلسلہ عالیہ وارثیہ کے انوار و برکات

حضرت علامہ مولانا انوار احمد نعیمی جلالپوری
صدر المدرسین دار العلوم بہار شاہ فیض آباد اجودھیا شریف

فاتحین اسلام نے اسلامی عظمت و رفعت اور شوکت و سطوت کے پرچم عالم اسلام میں لہرا دئے بایں جاہ و حشمت اور مال و منال یہ شاہان اسلام، سلاطین جہاں خود ارباب طریقت اور خاک نشینوں کے ایسے گرویدہ، شیفتہ اور وارفتہ تھے کہ صوفیائے کرام کی خانقاہوں کا چکر لگاتے تھے، اور ان کی بارگاہوں میں عقیدت و محبت اور شوق و ذوق سے حاضر ہوا کرتے تھے، ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے اور اپنی جبین نیاز خم کرتے تھے، اور ان کے قدم کا بوسہ اپنے لئے تاج افتخار سمجھتے تھے اور اپنی الجھی ہوئی گتھیاں اور مشکلات ان سے حل کرواتے تھے، اس دور میں صوفیائے کرام کی ہمہ گیر عظمت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ شاہی خاندان کی مستورات بھی ارباب طریقت اور فقراء عظام سے بہرہ ور ہوتی تھیں۔

ارباب سلاسل طریقت نے اطراف عالم میں رشد و ہدایت کے مراکز قائم کئے ان تمام سلاسل طریقت نے رفتہ رفتہ ان چار مشہور سلاسل کی شکل اختیار کرلی جو آج سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔

یا یوں کہہ لیجئے کہ تمام سلاسل نے ان سلاسل اربعہ میں اپنا ادغام کرلیا اور ہر سلسلہ ان ہی کی طرف مائل ہے جیسا کہ صدر اسلام میں ائمہ مجتہدین کی کثیر تعداد تھی ان کے متبعین کی کثیر تعداد بھی موجود تھی مگر شدہ شدہ ائمہ مجتہدین

کے صرف چار معروف سلاسل شریعت نے استقرار حاصل کرلیا

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اب ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان ہی میں سے کسی ایک کی تقلید کرے اس کے بغیر گمراہی ہے اسی طرح صوفیہ کا بھی ایک زمانہ سے یہی قول راجح ہے کہ ان چار سلاسل طریقت میں سے ایک کے ساتھ وابستہ ہوجائے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ کو جملہ سلاسل کی خلافت و اجازت حاصل ہے توکل، تجرد، عشق، اور فقر، تسلیم و رضا میں جس قدر مجاہدات اور ریاضات آپ نے کئے ہیں کسی اور بزرگ نے نہیں کئے، اس طرح جس قدر تصرفات اور کرامات کا ظہور آپ سے ہوا اور ہو رہا ہے کسی سے نہیں ہوا، آپ غوثی و قطبی مقامات سے ترقی کرتے ہوئے مقام محبوبی و معشوقی تک پہنچ گئے اس مقام سے بلند کوئی مقام و مرتبہ نہیں ہے۔

قادری نسبت ہے محبوبی سرشت — عاشق و معشوق ہیں پیران چشت
ہیں یہ گلزار نبوت کی بہار — رنگ و بو ان کا ہے محبوبی بکار
غوث اعظم کی غلامی کا حضور
ہے ہمارے واسطے جام سرور
نقشبندی بھی ہمارا ہے طریق — خوب خوش آیا ہمیں یہ فریق
نقشبندی سر خوش ذوق فنا — بے خبر بے خویش از فکر سوا
سہروردی کبرویہ سے کمال
ذوق ہے دل میں ہمارے حسب حال
نسبت شاہ مدار مست ہو — ہے ہمارے گلستاں کی رنگ و بو
سلسلہ شاہ اویسی بھی حسنؔ — روز اول سے ہمارا ہے چمن
رنگ ہر ایک کا بظاہر غیر ہے
گرچہ باطن گاہ میں ایک سیر ہے

وارثیہ سلسلہ ایک جام ہے　　نام وارث اسم اعظم تام ہے
وارثیہ سلسلہ گلزار ہے　　یہ طریقہ سر بسر انوار ہے
جو ہوا سرکار وارث کا غلام
دستگیر اس کے ہوئے بارہ امام

سلسلہ وارثیہ کو حضرات پنجتن پاک سے خاص نسبت حاصل ہے حضرات حسنین کریمین سے نسبی وروحانی تعلق بھی سرکار عالم پناہ کو حاصل ہے، حضرات حسنین کریمین کو شرف خاص نسبت سیادت اور فرزندئ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف بھی حاصل ہے۔

اسی وجہ سے مفصل شرف اور فیضان وانوار حضرات کریمین اور امام زین العابدین امام محمد باقر، امام جعفر صادق وغیرہم کی ذات بابرکات میں جمع ہیں اس لئے طریقۂ وارثیہ خاص طریقہ فرزندان رسول انس وجان ہے۔

سرکار وارث شاہنشاہ فقر　　بادشاہ فقر و مہر و ماہ فقر
صاحب سرمایہ جذب و سلوک　　تاجدار و تاج بخشائے ملوک
خاندان فقر ان کے نور سے
جلوہ فرما ہے زیادہ طور سے

حضور قبلہ عالم میں قادری نسبت کا جلوہ

یہ طریقہ ہے پسند مصطفےٰ　　سلسلہ ہے یہ پسند مرتضیٰ
اس چمن کے باغبان مولیٰ علی　　اس چمن کے غنچہ وگل ہر ولی
دیدۂ بینا جسے بخشے الٰہ
شاہ وارث کا وہ دیکھے عز وجاہ

سلسلہ عالیہ قادریہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سلسلہ جس پر اپنا رنگ جماتا

ہے اس کے اندر شان عظیم پیدا فرما دیتا ہے، کمالات بزرگ اور کرامات کثیرہ کا حامل وجامع بنا دیتا ہے اور اس کو نفس قاطع عطا فرماتا ہے، تمام خلقت بالاتفاق اس کے کمالات، فضائل کی قائل ہو جاتی ہے، اس کو مرتبۂ غوثیت اور قطبیت اور فردانیت کے مقام سے ترقی کر کے مقام محبوبیت اور معشوقیت تک پہنچا دیتی ہے، حضور سیدنا عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان میں جملہ کمالات موجود تھے، آپ کے ارشادات مبارکہ میں یہ تمام ارشادات موجود ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:

☆ مقام ھو ایک عجیب مقام ہے بحساب ابجد ھ کے پانچ اور واؤ کے چھ مل کر گیارہ ہوئے حضرت غوث پاک کی یہی منزل تھی۔

☆ فرمایا کہ خاندان قادریہ سے جن کو نسبت ہے ان پر جادو ٹونہ کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

☆ فرمایا کہ عاشق کبھی بے ایمان نہیں مرتا ہے۔

☆ فرمایا کہ عاشق کا گوشت درندوں پر حرام ہے اس پر نہ سانپ کا زہر اثر کر سکتا ہے، اور نہ شیر کھا سکتا ہے۔

☆ فرمایا کہ عاشق کے مرید صادق کا انجام خراب نہیں ہوتا ہے۔

احرام پوش فقراء وارثیہ میں یہ جملہ خصوصیات پائی جاتی ہیں کہ نہ ان پر جادو ٹونہ کا اثر ہوتا ہے نہ ہی کوئی زہریلے جانور کے کاٹنے کا اثر ہوتا ہے، اور نہ ہی جنگلی جانوران پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

غوثی وقطبی جنھوں کی داد ہے　　داد ہے امداد ہے ارشاد ہے
تا قیامت یہ طریق بے نظیر　　غوثی وقطبی کا ہوئے گا بشیر
غوثی وقطبی و ابدالی کا نور　　اس طریقے میں رہے گا بالضرور

سرکار وارث پاک میں چشتی نسبت کا جلوہ

سلسلہ چشتیہ کے مشائخ عظام صاحب ریاضات ومجاہدات اور صاحب ذوق سماع ہوتے ہیں اور اہل سماع کو دوست رکھتے ہیں اور مشائخ کا عرس کرتے ہیں، فقراء کو امراء پر فوقیت دیتے ہیں، اور شہر اور گاؤں میں رہائش رکھتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ تواضع سے پیش آتے ہیں، اور مریدین کی تربیت میں عالی ہمت اور شان عظیم رکھتے ہیں، چنانچہ حضور سیدنا خواجہ معین الدین چشتی انیس الارواح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے سلسلہ میں ایک روز وشب کا مجاہدہ ہے اور زیادہ ذوق و مشاہدہ ہے''

لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ جو شخص خاندان قدیم اور سلسلہ کریم اہل چشت کی محبت اور موافقت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے اندر یہ دو وصف ہونے ضروری ہیں۔

اول: ترک وایثار دوم: عشق وانکسار

جس شخص کے اندر یہ دو وصف نہیں ہیں اس کو چشتیوں کے مذہب سے کوئی حظ اور بہشتیوں کے مشرب سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے۔

سرکار وارث پاک عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر یہ جملہ اوصاف موجود تھے بلکہ آپ نے اپنے ارشادات میں ان ہی باتوں کی زیادہ تعلیم دی ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

فقیر وہ ہے جو انتظام سے علیحدہ ہو، عشق میں ترک ہی ترک ہے، ترک دنیا، ترک عقبیٰ، ترک مولا، ترک ترک اور اپنا تو فراق ہے۔

فقیر جورو بچوں کی محبت میں نہ پھنسے، فقیر کو چاہئے سامان عافیت ترک کردے اور خیال عافیت کو دل سے نکال دے اور خدا کی محبت میں خوشی سے تکلیف اٹھائے۔

فرمایا کہ اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے، عشق میں سر دے تو یہ مہم سر ہے، مال وزر فقیر کو نہیں چاہئے، زر، زن، زمین جھگڑا ہے اس کو چھوڑ دو تو آزاد ہو گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔

یہ چمن ہے سیرگاہ کا ملاں یہ چمن ہے جلوہ گاہ واصلاں
شاہ اجمیری جہاں کے بادشاہ رہنمائے راہ صاف لا الٰہ
حضرت خواجہ معین الدین سے فقر کے واقف ہوئے آئین سے
صدر جنت چشتیوں کی شان ہے
باغ رضوان چشتیوں کی آن ہے

سرکار وارث پاک میں سہروردی نسبت کا جلوہ

اس سلسلہ کے مشائخ ارباب بصیرت کے قبلہ، اسرار حقیقت کے محقق، عشق وعرفان سے ممتاز ہوتے ہوئے جواں مردی اور غوثیت خو ہوتے ہیں۔

اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار، انوار حقائق الٰہی کے طلوع کے محل، اسرار لامتناہی کے منبع، طریقت کے راہ نما، حقیقت کے مظہر اور رئیس، بزرگ ترین مشائخ، جامع علوم ظاہر و باطنی عارفوں کے مقتداء، سالکوں کے بادشاہ ہوتے ہیں، مجاہدات وریاضات کے خونگر ہوتے ہیں، اسم الٰہی القاہر کی صفت سے موصوف ہوتے ہیں، اپنی اپنی ولایت میں قہر وغلبہ کے طریق پر تصرف کرتے ہیں، اپنے وقت کے ہر شیخ سے ان کو بے ارادہ فیض حاصل ہوجاتا ہے۔

ان حضرات کو جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تصور میں طواف کعبہ کرتے ہیں، توفیق الٰہی کے طلبگار ہوتے ہیں، تو فوراً مشکل دور ہو جاتی ہے۔

اس سلسلہ کے مشائخ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا نور میں غرق رہتے ہیں، اتباع رسول میں کمال حاصل ہوتا ہے، خلق کے عیبوں کی طرف نگاہ نہیں کرتے ہیں، ان حضرات کے کمالات ہر روز ترقی پر ہوتے ہیں، عالم معاملہ میں اپنے چاہنے والوں کو نوازتے رہتے ہیں، حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان میں یہ جملہ کمالات موجود تھے۔

حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ہر شخص پر اتباع سنت لازم ہے اور پابندیٔ شریعت ضروری ہے۔

عشق تین حرفوں سے مرکب ہے۔ ''ع-ش-ق'' عین سے عبادتِ الٰہی مقصود ہے اور شین سے پابندیٔ شرع شریف اور قاف سے قربانیٔ نفس۔

عاشق کے شروع میں عین ہے اور شرع کے آخر میں عین ہے، یہ اشارہ اس طرف ہے کہ جو کوئی شرع شریف کے درجات آخر تک طے نہ کرے وہ عشق میں کمال نہیں حاصل کر سکتا، کمال یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے۔

فرمایا کہ تمام صفات عشق ذات میں فنا ہو جاتے ہیں، اور اس میں گم ہو جانے کو وصال کہتے ہیں خودی میں نہ رہنا ہی کمال ہے، عشاق جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کر دیتے ہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ جب آفتاب فلک پر نور افشاں ہوتا ہے تو ستارے مخلوق کی نظر سے کالعدم ہو جاتے ہیں، جس طرح کواکب کا وجود معشوق میں ہے، عاشق و معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں، بس اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ آفتاب حقیقی تمام انوار

و اوصاف عشاق کو اپنے میں جذب کر لے۔

جو خدا کو پہچانتے ہیں وہ بندوں کی پرواہ نہیں کرتے ہیں، عاشق و معشوق سے مل جائے اس کا نام حج مقبول ہے، جس پر سر توحید منکشف ہو جاتا ہے وہ جانتا ہے زبان سے اس راز کا ادا ہونا مشکل ہے۔

جب فنا فی الشیخ تم ہو جاؤ گے — پھر رسول اللہ کو تم پاؤ گے
جب رسول اللہ کو تم نے پالیا — اب فنا فی اللہ بقا باللہ لیا
مرشد کامل فنا فی اللہ ہے
مرشد کامل بقا باللہ ہے
عشق کا پرتو پڑا جس خاک پر — خاک اڑتی ہے پھر افلاک پر
مرحبا اے عشق تو نے کیا کیا — خاک ناقص کو کامل کر دیا
جس نے تیرا ایک قطرہ پی لیا
وہ مسیحا کی طرح ہر دم جیا

سرکار وارث پاک میں نقشبندی نسبت کا جلوہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لوگ فضیلت حاصل کرتے ہیں ہر مقام میں یہ مردانہ وار رہتے ہیں، ان کے یہاں مجاہدہ نہیں ہے یقین نہیں ہے، سماع نہیں ہے، اس میں یافت ہی یافت ہے محرومی نہیں ہے، فقط توجہ سے ہی ایک مقام سے دوسرے مقام میں لے جانا ان کا طریقہ ہے اور دعا سے ایک حال سے دوسرے حال میں پہنچا دینا ان کا کام ہے۔

خاندان عالیہ نقشبندیہ کے یہاں ریا و نمود اور اعلان و شہرت نہیں ہے اور تقسیم شجرہ و عطاء خرقہ کی حاجت نہیں ہے صرف صراطِ مستقیم کی تعلیم ہے چنانچہ اس تعلیم کا پہلا زینہ اتباع سنت و شریعت، دوسرا زینہ اعمالِ صالحہ اور تیسرا زینہ

ان اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہے۔

حضور سید وارث پاک عالم پناہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

مشائخ کے توجہ دینے کے متعلق فرمایا کہ جس کے دل میں محبت نہ ہو اس کے دل پر کیا اثر کرے گا، شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں دل کے شجرہ سے کام ہے۔

فرمایا کہ جب تک خود بینی ہے حقیقت سے حجاب رہے گا، خود پرستی حجاب کو بڑھاتی ہے، اور مقصود سے دور رکھتی ہے، اور بیخودی حجاب کو اٹھاتی ہے، اپنی بھلائی چھپاؤ اور کسی کی برائی نہ دیکھو۔

علمائے ظاہر کی کیا الٹی چال ہے کہ جو دیکھ کر سجدہ کرتا ہے اسے کافر کہتے ہیں اور جو بغیر دیکھے سجدہ کرتا ہے اسے مومن۔

اگر شوق کامل ہو اور طلب صادق ہو تو ہر ذرّہ میں حبیب کی دید ہو سکتی ہے، ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کرے وہ باطل ہے، جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے، منزل عشق میں جانشینی نہیں جو ہم سے محبت کرے وہی ہمارا خلیفہ ہے، طلب صادق ہے تو دستار مولویت طاق پر رکھ دو۔

اس خاندان نقشبندیہ کے خوارق و کرامات اور کمالات اندرون نماز میں ہیں یہی ایک کسوٹی ہے جو کامل سے ناقص کو جدا کرتی ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بلا گرداں ظاہر و باطن سنوارنے میں بلند شان رکھتے تھے، اور مریدوں کی تربیت میں قدرت کمال رکھتے تھے، تھوڑی سی توجہ سے لوگوں کو عالم سفلی سے عالم علوی پر پہنچا دیتے تھے، اس سلسلہ میں اکثر اکمل اولیاء کا ظہور ہوا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند حضرت شیخ عبد اللہ بلیابی کی مندرجہ ذیل رباعی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم — از پائے طلب می نہ نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتواں دید — آن ایشانند من چنینم ہر دم

جب تک حق تعالیٰ کو سر کی دو آنکھوں سے ہر وقت نہ دیکھوں طلب چھوڑ کر ہرگز نہیں بیٹھ سکتا، لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا ہاں وہ اسی طرح ہیں اور میں ہر دم اسی طرح ہوں۔

سرکار عالم پناہ میں قلندری نسبت کا جلوہ

بے خودی سے مست رہتے ہیں مدام — ہم جمال اللہ کا پیتے ہیں جام
جام عرفان بیخودی جس نے پیا — رومی و تبریز کا ثانی ہوا

مئے عرفان کی شراب خوشگوار
جو پیتے ہیں وہ پھرتے ہیں مست وار

سالکوں کے واسطے با آب و تاب — عہد احمد میں کھنچی ہے یہ شراب
رند یکسر پی کے دیوانے بنے — بے خودی میں آ کے مستانے بنے

مست رہتے ہیں جو دن ہو رات کیا
ہم قلندر اب ہماری ذاتی کیا

سلسلہ قلندریہ چند سلسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں، اور مستی میں گنگناتے رہتے ہیں کہ:

ما ز دریا یم دریا ہم زماست
ایں سخن داند کسے کہ آشنا ست

ہم دریا ہیں اور دریا ہم سے ہے یہ بات وہ جانتا ہے جو آشنا ہے۔

ہر سلسلہ کے بہت شہباز قلندر یہ مشرف رکھتے تھے اور ابدال اکثر اسی مشرب کے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اصلاح باطن میں کوشاں رہتے ہیں چنانچہ سیدنا سرکار وارث پاک عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

رضائے یار عاشق کا ایمان ہے جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے، عشق میں انتظام نہیں، عاشق غافل نہیں سمجھا جاسکتا اس کی یہی نماز یہی روزہ ہے۔ طریق عشق میں جو کرے وہ کئے جائے بڑی وضعداری ہے، جس نے جان قربان نہیں کی وہ عاشق نہیں ہے، عشق کی الٹی چال ہے جس کو پیار کرتا ہے اسی کو جلاتا ہے جس کو پیار نہیں کرتا اس کی باگ ڈھیلی کر دیتا ہے۔

حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر جنھوں نے حضرت قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کی روحانیت سے تربیت حاصل کی یہی مشرب رکھتے تھے، یہ بیت ان کے متعلق ہے۔

گر بو علی نوائے قلندر نہ نواختے
صوفی بدے ہر آنکہ در عالم قلندر است

اگر بوعلی قلندرانہ نغمہ نہ الاپتے تو جو جہاں میں قلندر ہیں سب صوفی ہوتے، قلندر نہ ہوتے۔

تھے اسی مے سے کئی میخوار مست — شیخ شبلی رومی و عطار مست
بے خودی میں مست رہتے ہیں مدام — ہم جمال اللہ پیتے ہیں جام
جام عرفان بیخودی جس نے پیا
رومی و تبریز کا ثانی ہوا

حضرت بادشاہ دوجہاں شیخ سید علاؤ الدین علی احمد صابر اور ان کے

معظم ومکرم خلیفہ حضرت شمس الاولیاء شیخ شمس الدین ترک پانی پتی بھی قلندری روش رکھتے تھے، اور حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز بندہ نواز بھی ہی مشرب رکھتے تھے، یہ اشعار ان کے ہیں۔

زمین و آسمان ہر دو شریف اند
قلندر را دریں ہر دو مکان نیست
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ
دگر نہ یار من از کس نہاں نیست

زمین وآسمان دونوں کھلے ہیں لیکن قلندر کے لئے ان دونوں میں جگہ نہیں ہے، آنکھوں میں نظر کمزور ہے ورنہ میرا دوست کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی کے خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد مکی اسی مشرب پر تھے یہ اشعار ان کے ہیں:

اندر رہ عشق سرسری نتواں رفت — بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایماں — تا جاں نہ دہی بکافری نتواں رفت

راہِ عشق میں سرسری طریق پر نہیں چلنا چاہئے آنکھوں کے بغیر قلندری کے راستے پر نہیں چلا جاسکتا، اگر تو چاہتا ہے کہ کفر کے بعد ایمان حاصل کرے جب تک تو جان نہ دے گا کافری تک نہ پہنچے گا۔

حضرت مسعود بک چشتی بھی قلندری مشرب رکھتے تھے، آپ بڑے بے باک بزرگ تھے اور چشتیہ سلسلے میں آپ کی طرح کسی نے حقائق سے لبریز مستانہ کلام نہیں کیا یہ شعر ان کے قصیدہ سے ہے۔

بود شو از دین و دنیا قلندر
کہ راہے حقیقت ازیں دو برتر

اے قلندر دنیا و دین دونوں سے آزاد ہوجا کیونکہ راہِ حقیقت ان دونوں سے برتر ہے۔

حضرت خواجہ نعمت اللہ ولی رسالۂ قلندر میں فرماتے ہیں کہ:

صوفی منتہی جب مقصد کو پہنچتا ہے قلندر ہوجاتا ہے ذکر قلندر حق ہے، جس سے تمام جہاں مستحق ہوتے ہیں یعنی مستفیض ہوتے ہیں۔

قلندر کا دین دانا ہے جو تمام جہاں پر توانا ہے، قلندر کی دنیا یعنی ذات حق میں محویت تامہ ہے، جو توحید کی بشارت دیتی ہے یعنی جس کی وجہ سے قلندر ذات حق میں ایک ہوجاتا ہے، قلندر کا علم سہو ہے یعنی اپنے آپ کو بھول جانا اور حق رہ جانا ہے، قلندر کا عمل محو ہے یعنی ذات حق میں محو ہوجانا ہے اور قلندر کا طریق عشق ہے عشق کیا ہے اللہ ہے۔

قلندر کے بیاید در عبادت
قلندر کے بگنجد در اشارت

قلندر کی حقیقت بیان کرنا ناممکن ہے، قلندر ہر قسم کی تعریف وتوصیف سے بالاتر ہے۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ خواجگان چشت کے سرحلقہ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال سے لے کر آج تک ہمارے اکثر خواجگان چشت ابدال تھے، اور ان سے عالی شان کرامات اور خوارق و عادات ظاہر ہوئے ہیں، اور ابدال اکثر اسی مشرب قلندریہ پر ہوتے ہیں۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عاشقی ایک ملامت ہے انسان دنیا سے گذر جاتا ہے اور فراق میں مرجاتا ہے اس فراق میں تو مزہ آتا ہے ورنہ کچھ نہیں، عاشق کی سانس بلاکسب و ذکر عبادت ہے، معشوق کی عطا ہو یا جفا عاشق کے لئے ایک راز ہے، عاشق وہی

ہے جو ذات معشوق میں فنا ہوجائے، عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے، عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے، عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے، عاشق وہ ہے جو معشوق پر جان قربان کردے، گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔

جب فنا تم پیر میں ہو جاؤ گے — غیب سے حاضر خدا کو پاؤ گے
کوئی دن میں باخدا ہو جاؤ گے — پیر و مرشد خلق کے کہلاؤ گے
رتبۂ غوثی و قطبی پاؤ گے — بادشاہ دوجہاں ہو جاؤ گے

ہر سلسلے کی برکتیں، رحمتیں آپ کو حاصل تھی ہر سلسلے کے بزرگوں کے آپ تنہا پورے عالم میں نمونہ تھے، رشد کا انصرام آپ کے ہاتھوں میں تھا تو دنیا کے بزرگوں نے یک زبان ہوکر آپ کو امام الاولیاء، قبلۂ عالم اور عالم پناہ جانا۔

صوفی ملت حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ و قاری مفتی محمد صابر القادری فیضی فیض آبادی صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی یوپی کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق بزرگوں کے اقوال وارشادات کی روشنی میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کا تعارف کرانے کی سعی لاحاصل کی ہے، حضور سرکار عالم پناہ بندہ نواز اپنی بارگاہ عالی جاہ میں قبول فرمالیں تو یہ ان کی اپنے غلام کی بندہ پروری ہوگی۔ فقط والسلام

انوار احمد نعیمی مصباحی جلالپوری
صدر المدرسین دار العلوم بہار شاہ فیض آباد شہر ضلع اجودھیا شریف
ساکن محلّہ بازید پور قصبہ جلال پور ضلع امبیڈکر نگر یوپی
۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ بروز جمعرات
بمطابق ۳۱؍ جنوری ۲۰۱۸ء

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تمام حمد وثنا وتعریف وتوصیف اس خداوند قدوس کے لئے جس نے زمین قلوب کو بارش فضل وکرم سے زندہ فرمایا اور اس سے رشد و ہدایت اور معرفت وعرفان کا غلہ وپھل پیدا فرمایا، اسے گلستان معرفت اور بوستان محبت وعشق سے آراستہ کیا۔ اس میں حکمت و دانائی کے چشموں کو رواں کیا اور مشاہدات وحدت کے پھلوں سے بہرہ ور کیا۔

درود وسلام اس رسول پر جو گلزار عنایت کی بہار اور عالی مرتبہ با غنچۂ ہدایت ہیں اور برکت والے عربی درخت کے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر درود اور سلامتی نازل فرمائے۔

سلامتی اور رحمت و برکت کا نزول ہو ان کے تمام اصحاب و اہلبیت اور جملہ امت پر کہ انھیں کے رسالت ونبوت کے دریائے ہدایت کے سیراب کئے ہوئے ہیں۔

کرم والے رب کے فضل وکرم پر نازاں فقیر قادری برکاتی رضوی محمد صابر القادری فیضی گونڈوی ثم فیض آبادی صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی بے سروساماں کہتا ہے کہ وہ زراعت کرنے والے جو اپنی جڑوں اور شاخوں سے بھرے ہوئے اور رنگ وخوشبو کے پھلوں سے لدے ہوئے ہیں اور وہ کاشت کار جو دلوں کی زراعت گاہ ہیں سعادت ازلی کا بیج رکھتے ہیں، اور اصل فطرت کی زمینوں پر تخم ابدی کے بیج بوتے ہیں، ان ہی پاکیزہ اور مطہر لوگوں میں حضور سرکار عالم پناہ سیدنا وارث پاک کا نام نامی اسم گرامی بھی ہے، ان کے پاکیزہ زندگی کے چند خوشے ان کے

مبارک حالات سے اٹھائے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہمیں دار غرور سے نگہداشت اور مکان سرور پر ترقی کی توفیق بخشے۔

اے دل از اخلاق مرداں بہرہ مند از وئیستی
بارے اخلاق بزرگاں را ز جان تکرار کن

اے دل اگر تو مردان خدا کے اخلاق سے حصہ پانے والا نہیں تو ایک مرتبہ بزرگوں کی عادتوں کا دل لگا کر مطالعہ کر۔

عند ذکر الصالحین الحق نزول رحمت است
ہر زماں ذکر جواں مردانِ دین بسیار کن

صالحین کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ثابت ہے لہٰذا تو ہر وقت دین کے جواں مردوں کا ذکر کثرت سے کیا کر۔

گاہ از خوبی احوال شان مشتاق باش
گہ ز چشم از پاکی اخلاق اشک ایثار کن
یا خدا در معصیت دارم باہل اللہ صفا
آن صفا را چارۂ عفو من بدکار کن

کبھی ان کے اخلاق کی پاکی پر آنکھوں سے آنسو نچھاور کر یا اللہ میں گنہگار ہوتے ہوئے اللہ والوں سے صفائی رکھتا ہوں، تو اس صفائی کو مجھ پرے کی بخشش کا سہارا بنا دے۔

ہم لوگوں نے جس وقت ہوش سنبھالا ہے قریہ قریہ بستی بستی حضور سرکار عالم پناہ کا چرچا عقیدت ومحبت سے سنا ہے اپنے تو اپنے غیروں نے بھی حضور اقدس سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار فرمایا ہے، دل و دماغ میں ہر وقت یہ خواہش پرورش پاتی رہی ہے کہ حضور کی بارگاہ عالی میں ان کے حالات و کمالات اور تصرفات وکرامت کا ایک جامع تذکرہ پیش کیا جائے حضور کے کرم اور نوازش سے یہ کام حسب خواہش پورا ہوا، وما توفیقی الا باللہ۔

حضور عالم پناہ کے اوصاف وکمالات

عاشق بلند پرواز، باغیچۂ توحید کے شہباز، عالم آزادی میں ممتاز، عارف صاحب اسرار، کاشف رموزات، کاشف اسرار الٰہی، سرحلقہ خاندان حسینیہ، مقبول الٰہی حضور سیدنا قبلۂ عالم بندہ نواز سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔

آپ سید حسینی ہیں اور سادات نیشاپور کی اولاد امجاد میں ہیں، ہر فن میں کامل ہیں، آپ نہایت خوبصورت اور ظریف طبع تھے آپ بڑے صاحب حال وریاضات ومجاہدات تھے آپ کے مریدین وفقراء پورے عالم اسلام میں پائے جاتے ہیں۔

آپ ذوق وشوق میں زندگی گذارتے تھے، آپ کاملان طائفہ اور بے نظیران روزگار میں سے تھے، آپ اس شعر کے جامع تھے۔

تو معشوقی ترا با غم چہ کار است
منم عاشق مرا غم سزاوار است

یعنی تو معشوق ہے تجھے غم سے کیا کام، میں عاشق ہوں اور غم کا سزاوار ہوں میں۔

آپ کی روش طریقت میں حجت ہے، آپ ہر طبقے میں مقبول تھے، آپ ہمیشہ صدق وصفا اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت میں سرگرم رہتے تھے، آپ اپنے اعمال صالحہ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش

کرتے تھے، آپ جمیع کمالات انسانی سے آراستہ تھے، بڑے بلند ہمت صاحب تصرف اور عارف کامل تھے۔

ہم جان بہ ہزار دل گرفتار تو است
ہم دل پہ ہزار جان خریدار تو است

اندر طلبت نہ خواب آید نہ قرار
ہر کس کہ در آرزوئے دیدار تو است

میری جان ہزار دل کے ساتھ تیری گرفتار ہے اور میرا دل ہزار جان کے ساتھ تیرا خریدار ہے جو شخص کہ تیرے دیدار کا طلبگار رہے نہ اسے نیند ہے نہ قرار ہے۔

چوں بعض ظہورات حق آمد باظل
پس منکر باظل نشود جاہل

در کل وجود ہر کہ جز حق بیند
باشد ز حقیقت الحقائق غافل

بعض ظہورات حق ظل کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں، بعض جہلا اس کے منکر ہوگئے ہیں، کائنات میں جو شخص حق کو نہیں دیکھتا وہ حقیقت الحقائق سے غافل ہوتا ہے۔

آپ کے اس قسم کے اشعار وحکمات حقائق کے متعلق ارشادات و تعلیمات بہت ہیں جو بروقت پیش کئے جائیں گے۔

آپ کے متعلق بعض اولیاء کرام کی پیشین گوئیاں

آسمان ولایت پر شمس و قمر بننے والوں کی ولادت باسعادت کی بشارت اکثر مقدس اور ابرار حضرات دیتے آئے ہیں، جن کو دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ ان کی آمد آمد کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اعلان ہوتا رہتا ہے۔

حضور سرکار عالم پناہ کی تشریف آوری کا اعلان اور تذکرہ بھی سیکڑوں برس پہلے اولیائے عظام نے اپنے اپنے وقت میں فرمایا ہے، یہاں تک کہ کمال شرح وبسط کے ساتھ حضور عالم پناہ کے صفات و برکات کے ساتھ ساتھ آپ کے مسلک ومشرب سے بھی خلق خدا کو خبردار کر دیا۔

فیض سے ان کے کھلے گلزار ہیں
فقر سے ان کے ارشادات دار ہیں

نسبت بیرنگی ذات وحید
ان کی نسبت سے ٹپکتی ہے مزید

گلشن توحید کے گل چیں ہیں یہ
گلبن تفرید کے گل چیں ہیں یہ

نادر الوجود اور عدیم النظیر ہستیوں کے معمولی حالات بھی غیر معمولی واقعات سے بہت زیادہ بلند اور ممتاز اور اکثر مافوق الفطرت بھی ہوتے ہیں، حالانکہ جن کو ہم عجیب وغریب کہتے ہیں وہ ان مقدس نفوس کے درجات عالیہ کا اظہار اور صفات جلیلہ کے برکات و اثرات کی روشنی ہوتی ہے، جس نے نظارے سے ہم ظاہر بینوں کو تحیر وتعجب ہوتا ہے پس اگر حضور قبلہ عالم بندہ نواز

سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان جو آیت من آیات اللہ کے حقیقی مصداق ہیں ان کے ظہور اجلال کے زمانہ میں بعض حیرت خیز واقعات کا اظہار ہوا تو کچھ تعجبات سے نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کا وقوع لازمات سے تھا اور وہ قابل تسلیم ہیں۔

بو سے ان کے مغز عالم ہے نثار
رنگ سے ان کے جہاں رنگیں بہار

رنگ سے ان کے جہاں رنگین ہوا
بو سے ان کی نافہ دار چیں ہوا

مغربی و مشرقی ان کے غلام
اور جنوبی و شمالی لا کلام

ایک صاحب باطن درویش کی بشارت

حضور قبلہ عالم کے جد امجد حضرت میران سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان صاحب حقائق ومعارف تھے اس لئے بہ نظر ہدایت باب علوم طریقت کشادہ تھا اور طالبان حق کو رموزِ حقیقت سے مستفیض فرماتے تھے، ایک روز آپ دولت کدہ کے قریب برلب تالاب چند یاران طریقت سے سرگرم سخن تھے، کہ ایک صاحب باطن درویش نے قریب آکر آپ سے کہا:

السلام علیک وعلی ولدک الذی فی صلبک ان اللہ تبارک و تعالیٰ قد نور سیماکم بنورہ واشرق الارض بظہورہ فطوبیٰ لکم یا سیدی.

آپ پر آپ کے اس لڑکے پر سلامتی ہو جو آپ کی پشت مبارک

میں ہے بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ حضرات کی پیشانی اس کے نور سے روشن فرمایا اور زمین کو اس کے ظہور سے روشن فرمایا تو آپ کے لئے خوش خبری ہو۔

میران سید احمد کی تشریح

حاضرین صحبت کے سوال کرنے پر فرمایا کہ اس درویش نے مجھ کو ایک صالح اور مرد کامل کی بشارت دی ہے اور اس کی تصدیق فرمائی ہے۔

میران سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے ان یاران طریقت کے ہم شکر گزار ہیں جن کے سوال پر حضرت میران سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مکاشفہ کو بکمال وضاحت اظہار فرمایا:

''حق تعالیٰ مرا فرزندے کرامت فرمود کہ در صلب پنجم از صلب من ظاہر خواہد شد''

حق تعالیٰ مجھ کو ایک فرزند با کرامت عطا فرمایا جو میری پانچویں پشت میں ظاہر ہوگا۔

حضرت نے دو جملوں میں کس قدر احتیاط اور استحکام سے تاویل کا سد باب فرمایا ہے۔

اس مرد درویش نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے میران سید احمد مژدہ ہو کہ تمہاری نسل کی پانچویں پشت میں ایک ایسا آفتاب فقر و ولایت طلوع ہوگا جس کی نورانی روشنی سے زمین و آسمان منور ہو جائے گا۔

جس کے جواب میں آپ نے درویش کے کلام کی تصدیق فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بیشک میں دیکھ رہا ہوں کہ اس گل گلزار نوری کی خوشبو چمنستان عالم

میں منتشر ہو رہی ہے اور ضیائے حسن و جمال اس کا مثل ماہ و نور درخشندہ ہے۔

نور دیدہ میران سید احمد است و جگر بند میران سید احمد است کہ عدد اسم پاکش بہ ہمیں ہر دو کلمہ بیرون آید و اسم او رزیکے اسم ذات است و صفات او بیرون از حدود جہات است۔

صداقت اس کی نور دیدۂ میران سید احمد، و جگر بند میران سید احمد ہے اور عدد اس نام پاک کے ان دونوں حکموں سے ہویدا ہے۔

دوسری صداقت یہ ہوگی کہ انھیں اعداد کے تحت اس کا نام پاک ایک اسم ذات سے بھی ہوگا۔

ہر دو کلمات کے اعداد ۷۰۷ ہوتے ہیں، بس میری پانچویں پشت کے فرزند ارجمند کے نام نامی کے اعداد بھی سات سو سات ہوں گے وہی اس بشارت کا مصداق ہوگا۔

ہمارا فرزند جس نام سے دنیا میں پکارا جائے گا وہ اللہ جل شانہٗ کے اسمائے مقدسہ میں سے ایک اسم پاک ہوگا۔

میران سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے پانچویں پشت کے نور نظر کے نام نامی کی یہ خصوصیت بھی دیکھنا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ۹۹ ناموں میں صرف ایک ہی نام وارث ایسا ہے جس کے سات سو سات عدد ہوتے ہیں، یہ بھی حضور قبلہ عالم کی یکتائی کی بین دلیل ہے۔

آپ کی خصوصیات وکمالات کا اعلان

مقام علویش پایاں ندارد نظام سلوکش کہ شمار در شمعیت در بستان مصطفوی وسرو بست از گلستان مرتضوی، منزل فقر کاشانۂ او وسرالست تحخانہ او نیستان عشق را شیر ببر، تاجدار اقلیم رضا وصبر در عہد خود شرق تا غرب متصرف خواہد شد، گیر وترے یہود ونصاریٰ مسلم ومشرک بلکہ ہر مذہب و ملت را او پیر کامل شدہ ہر یکے را بمرادش خواہد رسانید، در اقطار عالم بہر گوشہ کہ می بینم نشانش می پابم، رہروان منزل تغرید، سالکان وادیٔ تجرید، عزلت نشان بساط طریقت، غواصان قلزم، حقیقت بادہ نوشان میخانہ محبت، سرمستان تحخانہ مودت عقدہ کشایان اسرار معرفت سند نشینان کاخ مکرمت، شہسواران میدان ابتلا، سرحلقان مکتب ولا نظر بازان ناسوت رازداران انجمن ملکوت، سرفروشان میدان جبروت مدہوشان مام لاہوت ہمہ حلقہ بگوش آن بادہ فروش خواہند شد۔

حضور قبلہ عالم کی ولادت باسعادت کا مژدہ کے علاوہ آپ کی عظمت و جلالت کا جلی خط میں اعلان کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

وہ صحرائے عشق کا شیر ببر، تاجدار اقلیم رضا وصبر، اپنے زمانہ میں تمام دنیا پر حکمراں ہوگا، اور انسان وحیوان، ہندو، مسلمان، یہود ونصاریٰ غرضیکہ ہر مذہب وملت والا اس کا تابع فرمان ہوگا، جس کی نشانیاں میں دنیا کے ہر گوشے میں پا رہا ہوں، اس شہنشاہ غواص بحر حقیقت اور ساقی بادہ نوشِ محبت کے تمامی سرفروشان میدان جبروت ومدہوشان بام لاہوت حلقہ بگوش ہوں گے۔

سراج السالکین سرکار بانسوی کی پیشین گوئی

امام و پیشوائے اہل بصیرت مصطفےٰ صورت و سیرت عارف ربانی سراج السالکین حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمۃ والرضوان جن کی روش طریقت میں حجت ہے، آپ ہر طبقے کے مقبول ومنظور ہیں، آپ ہمیشہ صدق وصفا اور سنت مصطفےٰ کی متابعت سرگرم عمل رہتے تھے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

دیوہ میں ایک آفتاب فقر وولایت طلوع ہونے والا ہے جس کی روشنی میں اب دیکھ رہا ہوں۔

سرکار خواجہ کرسوی کی پیشین گوئی

پیشوائے اہل عباد، مقتدائے اہل زہاد، حضرت خواجہ سرکار نجات اللہ کرسوی علیہ الرحمۃ والرضوان جن کا حال قوی تھا آپ کمالات عالی اور کرامات ظاہری کے مالک تھے، آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے، وہ دیوہ کی طرف سینہ کھول کر کے فرمایا کرتے تھے کہ:

میں اس آفتاب فقر وولایت کی روشنی سے دل کو منور کر رہا ہوں جو دیوہ شریف میں طلوع ہونے والا ہے۔

آپ کی رفعت وعظمت کا اقرار

پھر حسن قبلۂ عالم کا بیاں — بار دیگر کر کہ ہو شیریں زباں
وہ سحر گاہ ازل سے ہیں سعید — وہ دم اول سے ہی مرد حمید
شاہ ہیں وہ مثل مہر و ماہ ہیں
ماہ ہیں وہ عارف باللہ ہیں

حضور انور جس وقت لکھنؤ میں قیام فرماتے ایک بزرگ وہاں مقیم تھے جن کا نام نامی حضرت اکبر شاہ صاحب قبلہ تھا ان کی طرف خلق کی بہت رجوعات تھی، اکثر بزرگ لوگ ان کو قطب الوقت خیال کرتے تھے، حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ قادری چشتی صاحب قبلہ بھی ان کو کاملین وقت سے سمجھتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت سیدنا خادم علی شاہ صاحب قبلہ نے اپنے ہمراہ حضور انور کو لے کر حضرت اکبر شاہ صاحب قبلہ کی ملاقات کو تشریف لے گئے، حضور انور کو دیکھتے ہی شاہ صاحب نے اپنی گود میں لے لیا اور پیشین گوئی کے طور پر فرمایا کہ:

یہ صاحبزادے اپنے وقت میں عدیم المثال ہوں گے، دوسرا ان کے مثل ہزار سال تک اس میں نہ ہوگا، پورے عالم میں مشہور ہوگا، جن وانس ان کی اطاعت وفرمانبرداری کریں گے۔

دیدۂ بینا جسے بخشے الٰہ
وہ وارث علی کا دیکھے عز و جاہ

مہر احمد ہے نبوت کی بشیر
مہر وارث ہے ولایت کی خبیر

حضرت وارث نسبت دار نبی
زینت سجادۂ مولا علی

امام الموحدین حضرت عبدالرحمٰن شاہ الموحد لکھنوی کا اقرار

محرم حریم ذوالجلال، ناظر ذات بے چوں، متوکل ابرار، متصرف اسرار، مدار اہل طریقت، امام الموحدین حضرت مولانا عبدالرحمٰن شاہ الموحد مدفون آغا میر کی ڈیوڑھی لکھنؤ علیہ الرحمۃ الرضوان کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے، طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند ہے، آپ کا کلام بطون سے لبریز ہے، آپ عارفین عہد کے سردار تھے، اور کرامات وریاضات آپ کی مشہور ہیں آپ کا ذوق وشوق اس قدر تھا جس کی مثال نہیں ہے۔

امام الوہابیہ شہید لیلیٰ نجد، ذبیح تیغ خیار شاہ اسماعیل دہلوی اور شاہ احمد رائے بریلوی نے حضرت سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوجایئے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں انگریزوں کی موافقت میں آپ حضرات کا ساتھ نہیں دے سکتا، شاہ اسماعیل دہلوی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ پہلے سرحدی پٹھانوں سے نپٹ لوں تو آپ سے بھی نپٹا جائے گا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب وہاں سے واپس آنے کے لائق ہوگا تب دیکھا جائے گا، سرحدی پٹھانوں نے ان دونوں حضرات کو وہیں پر کاٹ کر کے رکھ دیا جس کی تاریخ گواہ ہے۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ وسلسلہ عالیہ چشتیہ کے پیر تھے، آپ اہل طریقت کے بادشاہ تھے، آپ کا مسلک توحید خالص تھا، اسرار توحید میں آپ رقیق النظر تھے، آپ بڑے صاحب ریاضت وکرامت تھے، اہل زمانہ آپ کو

الموحد کے لقب سے جانتے ہیں، سرکار سیدنا وارث پاک عالم پناہ کے متعلق ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ:

اس وقت دیوہ میں ایک صاحبزادے ہیں جن کی طرف تمام خلق رجوع ہوگی اور وہ اپنے وقت کے آفتاب ہوں گے، مشرق سے مغرب تک ان کے فیض کا ڈنکا بجے گا۔

ہیں وہ مہر ولایت شانہ زیب
ہیں وہی ابتک اثر بخش نہیب

مست ہیں وہ پنجتن کے جام سے
جام سے وارث کے اچھے نام سے

مولا علی کا فقر خوش آیا انھیں
آپ کا جلوہ بہت بھایا انھیں

انوار العارفین حضرت سائیں توکل شاہ کا اقرار عظمت

پیشوائے اہل ملامت، بباطن ہمگی سلامت انوار العارمین حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان جن کا مسلک ملامتیہ تھا، آپ اسرار توحید کے عالم تھے، آپ ہمیشہ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ آپ بڑے صاحب ریاضت اور کرامت بزرگ تھے، توکل میں استقامت اختیار کر کے ریاضت شاقہ میں مشغول رہے۔

حضرت حاجی بدر الدین عرف اوگھٹ شاہ وارثی جن کا سرکار کے دیرینہ غلاموں اور قدیم فقراء میں شمار ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیاحت کے

سلسلہ میں انبالہ گیا تو پہلے حضرت سائیں توکل کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، سائیں توکل صاحب قبلہ نے جن کا شمار عارفین وقت میں تھا، شاہد میرا لباس دیکھ کر چشم نم فرمائی اور پر جوش لہجے میں ارشاد ہوا کہ:

رسول کریم دا اور حاجی صاحب دا فیض ساڑھے نال آوندا ہے۔ اور مجھ پر یہ عنایت فرمائی کہ اپنے ایک خلیفہ کو حکم دیا کہ ان کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ۔

جس نے بوجھا مرشد آگاہ کو — اس نے بوجھا احمد و اللہ کو
رکھ نگہ تو دم پہ ہر دم اے عزیز — تا منزل جاناں کی ہو تجھ کو تمیز
صورت مرشد کا ہو دل میں ظہور
پھر نہ تیرے کام میں کچھ ہو قصور

حضور سیدنا نور الدین سالک و مجذوب کا اقرار

گنجینۂ ذوق و اسرار، صاحب راز دار حضرت معبود حضرت سیدنا نور الدین سالک علیہ الرحمۃ والرضوان کمال عشق و عرفان کے جامع تھے، جس قدر ریاضات و مجاہدات، ترک و تجرید، فقر و شوق جیسے کمالات ظاہری و باطنی آپ کو حاصل تھے، اہل فقر میں سے کسی شخص واحد کو میسر نہ تھے، آپ کشف و کرامت، وجد و حال اور ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ بلندی پروازی کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی مراد کے لئے آپ نے کبھی اپنا سر نہ جھکایا اس کے باوجود لوگوں کے ساتھ اس قدر تواضع اور اخلاق سے پیش آتے تھے کہ خلقت آپ کے حسن سیرت کی گرویدہ تھی۔

عالم اسرار صاحب کمالات باطنی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب وارثی وکیل و رئیس عظیم آباد جن کو حضور قبلۂ عالم نے پابند وضع فرمایا تھا یہ واقعہ بیان

کرتے ہیں کہ حسب معمول ایک اتوار کو مدرسے والے مکان میں تھا کہ ناگاہ حضرت نور الدین شاہ صاحب مجذوب و سالک جن کو صوبۂ بہار کامل اور صاحب حقائق جانتا تھا تشریف لائے میں نے چائے اور حقہ پیش کیا۔ اتفاق سے دونوں چیزیں قبول فرمائیں اور بکمال شفقت ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب آپ کہاں گئے تھے، میں نے عرض کیا کہ ملا کی دوڑ مسجد تک۔ آستاں بوسی کے لئے دیوی شریف گیا تھا۔ فرمایا خوشا قسمت۔

وہ شیر خدا کا پوتا ایک نظر عنایت سے قطرہ کو دریا بنا دیتا ہے، مولوی صاحب میرے کاسۂ گدائی میں اس کا دیا ہوا ٹکڑا ہے۔

ہیں یہ سر الٰہی کے ظہور ہیں یہ نور نبی کے شمع نور
گلشن توحید کے گل چیں ہیں یہ گلشن تفرید کے گل چیں ہیں یہ
وادی ایمن کے یہ شہباز ہیں
موسیٰ بن عمران کے یہ ہمراز ہیں

عارف کامل حضرت خواجہ محمدی علیہ الرحمہ کا اقرار

شہید تیغ دل دلیر، عارف کامل ناظر جمال معنوی شیخ زمن حضرت خواجہ محمدی شاہ خلیفہ مقتدائے روزگار حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جو بڑے قوی الحال اور بلند ہمت درویش تھے۔ آپ اس قدر حسین تھے کہ جس کی نظر آپ پر پڑتی تھی خواہ کتنا غم زدہ ہو فوراً خوش و خرم ہو جاتا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد کی نظر کرم سے آپ کے روئے جہاں آرا پر حسن یوسفی چمکتا تھا۔

راحت دلہا است دیدن سوئے تو
فرحت جانہا است جاناں روئے تو

گرد کویت اہل دل گرداں مدام
خانۂ اہل دلاں شد کوئے تو

تیری طرف دیکھنا باعث راحت دل ہے اور تیرا چہرہ عشاق کے لئے فرحت بخش ہے، عاشق ہمیشہ تیرے کوچے کے اردگرد چکر لگاتے رہتے ہیں اور تیرا کوچہ عاشقوں کا مسکن بن چکا ہے۔

حضرت مولانا فخر الحسن صاحب ساکن آگرہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمدی شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے عرض کیا کہ جناب حاجی صاحب قبلہ کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

فرمایا حاجی صاحب مردانِ خدا میں سے ہیں اور انھوں نے عشق کی دشوار گزار منزل کو بہ ثبات و استقلال طے فرمایا ہے اور آج محبت کا فتح باب انھیں کے فیضان سے ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ امام علی علیہ الرحمہ کا اقرار

حضرت خواجہ مولانا امام علی علیہ الرحمۃ والرضوان ساکن سترکھ ضلع بارہ بنکی نے جن کا اس دیار میں مقدس ابرار لوگوں میں شمار ہوتا تھا حضور قبلہ عالم کو ابتدائی کتب درسیہ کی تعلیم دی ہے۔

سرکار فرماتے تھے کہ حضرت مولانا امام علی علیہ الرحمۃ والرضوان خود بزرگ شخص تھے۔ مگر ہماری تعظیم کرتے تھے اور جب ہم کہتے تھے کہ مولوی

صاحب آپ تو ہمارے استاد ہیں یہ تعظیم کیسی تو کہتے تھے کہ:

صاحبزادے میں تو ظاہری علم کا معلم ہوں اور تم خلق اللہ کو باطنی علم کا سبق دو گے۔

حضرت مولوی امام علی صاحب کا بزرگ اور استاد ہو کر ایک نو عمر شاگرد کی تعظیم کرنے کا خاص سبب یہ تھا کہ اول تو خود اہل دل اور باطن تھے۔ دوم حضور قبلۂ عالم کے بعض عادات و واقعات ایسے عجیب وغریب دیکھے تھے کہ مولوی صاحب نے اکثر آپ کی دادی صاحبہ سے کہا کہ:

یہ صاحبزادے مکتب عشق کے سند یافتہ ہیں معلم وہبی نے وہ علم تفویض فرمایا ہے جو بغیر پڑھے اور پڑھائے آتا ہے، ان کو ظاہری تعلیم کی حاجت نہیں، یہ دوسروں کو وہ سبق پڑھائیں گے جس کے سمجھنے میں انسان کا فہم وادراک قاصر ہے۔

نور عرفان کی پلائے گا شراب
عشق حق میں مست کردے گا شتاب

پھول بن کے مہکے گا وہ یہاں
بن کے بلبل وہ چہکتا رہے گا یہاں

وقت اپنے کا وہ حیدر شاہ ہے
شمس ہے فرش کا اور ماہ ہے

آپ کی قابلیت اور صلاحیت کا اقرار

آپ کے پیر ومرشد غریق بحر حقیقت قطب الوقت واقف اسرار جمال وجلال حضرت علامہ مولانا سید شاہ حاجی سید خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال حق فرمانے کے بعد تیسرے روز رسم فاتحہ خوانی ہوئی، رؤسائے شہر اور مریدین ومعتقدین کے علاوہ علمائے دین وحضرات مشائخین کا مجمع ہوا اور بعد فاتحہ خوانی کے رسم دستار بندی کا مسئلہ پیش ہوا اور حضرت مولوی منا جان صاحب نے جو آپ کے لنگر خانہ کے مہتمم بھی تھے، نقرئی کشتی میں ایک دستار رکھ کر حضار جلسہ کے برو برو پیش کی اور عرض کیا کہ آپ حضرات کو جو اس کا اہل معلوم ہو اس کو یہ خلعت مرحمت فرمائیں۔

چنانچہ نبیرۂ حضرت غوث محمد گوالیاری ونیز حضرت صوفی باصفا اکبر شاہ صاحب نے اس منصب کے واسطے حضور قبلۂ عالم کو تجویز فرمایا اور دیگر مشائخین عظام نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

اور اس پگڑی کو حضور قبلۂ عالم بندہ نواز کے فرق انور پر مشائخین عظام نے اپنے مقدس ہاتھوں سے باندھا اور آپ کو اس کا حقیقی جانشین مانا۔

ہر طریقہ سے تجھے نعمت ہے ملی
ہر طرح پر تجھ کو رحمت ہے ملی

پھر نظر رحمت کی ان پر ڈال دی
داد خلافت کی بھی پگڑی باندھ دی

کہہ دیا تجھ کو مانا ہم نے امام
رشد کا اب تو کیا کر انصرام

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کا طریقہ

یہ واقعہ حضرت منشی عبدالرحیم صاحب فضل کا بیان کردہ ہے کہ:
شیخ ہادی حسن صاحب پیرزادہ بندگی نگرامی حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی خدمت اقدس میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولانا صاحب قبلہ نے فرمایا کہ:

''تم کو حاجی صاحب سے خلوص وارادت نہیں ہے تمہاری بیعت نہ لوں گا۔''

حضرت مولوی ناظم علی صاحب فضلی مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مدرسہ میں مولوی عابد حسین سہسوانی موجود ہیں جو ایک چشتیہ سلسلہ کے بزرگ سے شرف بیعت رکھتے ہیں، اور ایک شیخ عالی جاہ نقشبندی سے مستفید ہیں۔

انھوں نے ہمارے مولانا گنج مرادآبادی کی زبان مبارک سے سنا کہ حاجی صاحب مقام حیرت میں ہیں۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا اقرار

حضرت مولانا احمد حسین صاحب رہراواں ضلع بارہ بنکی کے بھائی کا واقعہ ہے کہ جب وہ حج کو جانے لگے تو حضور انور کی خدمت عالی میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے حضور انور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ:

''میرا سلام حاجی امداداللہ صاحب سے کہنا وہ ایک وقت میں میرے ساتھ تھے اور اب وہ مکہ شریف میں رہتے ہیں۔''

ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کا سلام پہنچایا تو حضرت حاجی امداداللہ صاحب پر ایک خاص اثر ہوا اور ان کے خوشی سے آنسو نکل آئے جواب کے بعد فرمایا کہ:

''میری جانب سے ہندوستان کے آفتاب سے درخواست کرنا کہ بہبودی کی دعا کریں کیونکہ میرا وقت قریب آگیا ہے۔''

جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ پیام پہنچایا تو حضور انور نے فرمایا:

''حاجی امداداللہ خود ولی کامل ہیں ان کو دعا کی کیا حاجت ہے۔''

شاہ وارث علی شاہ لا الٰہ
پردۂ عظمت پہ رکھتے ہیں نگاہ
محو ذات کبریا لیل و نہار
بوستانِ فقر احمد کی بہار
سیکڑوں ان کی کرامات جلی
لکھ گیا ہے ہر زمانے کا ولی

رشد ان کا فقر کا گلزار ہے
فقر ان کا وادیٔ تاتار ہے
حضرت وارث تجلی زیب نور
حضرت وارث ہیں یا ہو کے ظہور
ہند ان کے رشد سے ایمان پکار
ہفت اقلیم ان سے ہے رنگین بہار

قطب زمن حضرت محمد شیر قادری پیلی بھیتی کا اقرار

حضرت مولوی وارث علی قصبہ اترولی ضلع علی گڑھ جو حضرت قطب زمن میاں محمد شیر شاہ صاحب قبلہ کے مریدین خاص میں ہیں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحب قبلہ کے روبرو حضرت حاجی صاحب قبلہ کا تذکرہ آیا تو فرمایا کہ:

''وہ بہت بڑے آدمی ہیں جو شخص ان سے خلاف ہوتا ہے اس کی صورت دیکھنے کو میرا جی نہیں چاہتا ہے۔''

حضرت مولانا مفتی ابوذر صاحب وارثی سنبھلی فرماتے ہیں کہ میں حضرت میاں شیر محمد شاہ صاحب قبلہ سے بدعقیدہ تھا جب حضور وارث پاک کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مستفید ہوا تو بعد بیعت خود بخود مجھ کو حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحب سے عقیدت ہوئی اور میں دیوہ شریف سے پیلی بھیت گیا، اور حضرت میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تو خود نہیں آیا ہے کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے پھر فرمایا کہ:

''بعض کو باپ دادا کی دولت ہاتھ آجاتی ہے تو وہ اس کے لٹانے میں دریغ نہیں کرتے میری تو اپنی کمائی ہے مجھے درد ہے۔''

آپ مرشد آپ مسترشد ہے وہ
شاہ بے حد آپ شاہِ حد ہے وہ
یاد سے اس کی نہ ہو غافل حسن
گر تجھے منظور ہے شاہ زمن
روز و شب کیا صبح ہے کیا شام ہے
فضل عالی شان اس کا عام ہے

حضرت مولانا حکیم مشتاق علی قلندر کا اقرار

حضرت مولانا حکیم مشتاق علی صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نماز نہیں پڑھتے کسی موقع پر ملنا ہو تو دریافت کرنا چاہئے۔

حکیم صاحب کا معمول تھا کہ بعد نمازِ جمعہ حضرت حافظ شاہ محمد عارف صاحب ابوالعلائی سے ملنے جایا کرتے تھے جو مین پوری میں ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں، ایک مرتبہ حافظ صاحب سے ملنے گئے تو دیکھا کہ حاجی صاحب قبلہ بھی وہاں رونق افروز ہیں، فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ موقع اچھا ہے آج دریافت کرلیا جائے مگر عجیب اتفاق ہوا کہ جیسے ہی مولانا حکیم مشتاق علی صاحب پہنچے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت وہاں سے تشریف لے گئے، اس کے بعد حکیم مشتاق علی صاحب نے فرمایا کہ:

''آج میں نے حاجی صاحب کو اُٹھنے پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا ہر رونگٹا ذاکر و شاغل ہے ایسی حالت میں نماز کے بارے میں ان پر کیا اعتراض کیا جاسکتا تھا۔''

بے خودی سے مست رہتے ہیں مدام
ہم جمال اللہ کا پیتے ہیں جام

جام عرفان بیخودی جس نے پیا
رومی و تبریز کا ثانی ہوا

سالکوں کے واسطے با آب و تاب
عہد احمد میں کھینچی ہے یہ شراب

مئے عرفان کی شراب خوشگوار
جو پیتے ہیں وہ پھرتے ہیں مست وار

رند یکسر پی کے دیوانے بنے
بے خودی میں آکے مستانے بنے

تھے اسی مے سے کئی میخوار مست
شیخ شبلی رومی وعطار مست

حافظ البخاری حضرت مولانا عبدالصمد سہسوانی کا اقرار

قبلۂ اہل بصیرت، محرم اسرار سبحانی، حافظ البخاری حضرت علامہ مولانا عبدالصمد سہسوانی ثم پھپھوند شریف آپ نہایت فصیح و بلیغ تھے فن مناظرہ میں یکتائے روزگار تھے، آپ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے، آپ کے ریاضات، کمالات اور کرامات بہت ہیں آپ نفس قاطع رکھتے تھے۔

حضرت مولوی حاجی نصیر الدین صاحب فتح پوری نے اپنا چشم دید واقعہ لکھایا ہے جو حضرت مولانا حافظ البخاری کے مرید خاص تھے۔

ہمارے حضور پیر و مرشد پھپھوند شریف سے دیوہ شریف تشریف لائے میں بھی ہمراہ تھا، جیسے ہی مولانا صاحب پہنچے آپ کھڑے ہوکر معانقہ کیا اور اپنے اشتیاقِ ملاقات کا بھی مختصر تذکرہ فرمایا حضرت مولانا کو علم مناظرہ میں خاص دلچسپی تھی۔

جناب حاجی صاحب حاضرین سے مولانا صاحب کی ایسے الفاظ میں تعریف فرمائی جن سے مناظرہ سے سکوت کی ہدایت مترشح ہوئی تھی اس کے

بعد سکوت کا عالم اس محفل میں طاری ہوگیا دو ایک باتیں اشاروں میں ہوئیں جن کو حاضرین نہ سمجھ سکے اس وقت تاثیر استغراق تمام حاضرین پر طاری تھی اس کے بعد خلوت ہوگئی اور ہم لوگ باہر چلے آئے۔

حضرت مرشدنا مولانا صاحب قبلہ کچھ عرصہ کے بعد باہر تشریف لائے تو وجد کی حالت تھی، حضرت حاجی صاحب قبلہ نے بطور مدارات قیام کے لئے فرمایا، تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ جو غرض ملاقات سے تھی وہ بحمد اللہ حاصل ہوگئی۔

ایک دور میں ساقی نے مجھے مستانہ کردیا
بیخود بنا کے پھر مجھے دیوانہ کردیا

جوش انا الحق آگیا مستی کا ہے سرور
وحدت کی مٹی سے یار نے پیمانہ بھردیا

الفت کی مے پلائی کہ مجھے دل ربانے خوب
صورت پر اپنی یار نے پروانہ کردیا

اعلیٰ سرکار حضرت نوری میاں مارہروی کا اقرار

سید صاحب ولایت، شمع ارباب ہدایت، پیشوائے اہل عباد، امام عاشقان رسول حضرت خواجہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کا مقام بہت بلند ہے، اور حال بہت قوی ہے آپ کے تصرفات وکرامات عجیب وغریب ہیں، آپ گنجینۂ ہدایت تھے ہزاروں نے آپ کے یہاں سے تربیت پائی اور مرتبۂ کمال کو پہنچے، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''حاجی وارث علی اپنے وقت کے یکتا ہیں اور بزرگ ہیں سلسلہ رزاقیہ میں آفتاب ہیں جو ان کو برا کہے خود برا ہے، فقیر ہیں کسر نفسی انھیں کا حصہ ہے اور بہت اچھے کلام پاک کے حافظ ہیں، کئی حج پا پیادہ کئے ہیں۔''

جب کبھی تذکرہ درویشوں کا ہوتا تو یہی فرماتے تھے کہ:

''حاجی صاحب نے بڑے بڑے مجاہدے کئے ہیں فقیری کر رہے ہیں ان کی جانب سے بدظن نہیں ہونا چاہئے۔''

حضرت حافظ سراج الدین بدایونی خلیفہ حضرت سرکار نوری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مارہرہ شریف میں حاضر تھا اتفاق سے ایک مجلس میں شریک ہوا جہاں اکثر بزرگ رونق افروز تھے، منجملہ ان کے ظہوری میاں صاحب قبلہ بھی تشریف فرما تھے کچھ خاصانِ خدا کا تذکرہ ہو رہا تھا، اسی مجلس میں ایک غیر نے دریافت کیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب کی نسبت آپ صاحبوں کے کیا خیالات ہیں ایک صاحب نے جواب دیا کہ میاں یہ کیا سوال ہے۔

خاصانِ خدا خدا نہ باشد
لیکن ز خدا جدا نہ باشد

ہم سے اس باب میں دریافت نہ کرو اس لئے کہ ہم سلاسل میں واسطہ رکھتے ہیں ہمارا اور حاجی صاحب کا سلسلہ ایک ہے، یہ سوال کسی غیر واسطہ والے سے کرنا چاہئے یہی گفتگو کہ حضرت ظہور میاں صاحب برادر حضرت اقدس نوری میاں صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میاں اس فقیر کی طرف متوجہ ہو جئے اور جو دریافت کرنا ہو فقیر سے فرمائیے۔

حاجی صاحب قبلہ شیخ وقت اور بڑے شیخ کامل زبردست ہیں ان کی نسبت کیا کسی کا خیال ہوسکتا ہے ایسے لوگ قیامت تک پیدا ہونے والے نہیں

ہیں۔

ان کے اوصاف کماحقہٗ میں نے اکثر میاں بھائی صاحب سے سنے ہیں فرماتے تھے کہ بہت بڑے فقیر ہیں۔

یہ تو بسا اوقات میاں بھائی صاحب قبلہ سے سنا لیکن میرے خیال میں ایسا شیخ ہونا مشکل ہے تم کبھی اپنا خیال بدکر کے اپنے کو کندۂ نارنہ بنانا خدا ایسے لغو خیال سے پناہ دے جن لوگوں کے خیال ان کی جانب سے اچھے نہیں ہیں، ان پر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اعلیٰ حضرت سرکار علی حسین اشرفی کچھوچھوی کا اقرار

گدایت آمدہ رفتہ و خیزاں
نگاہ لطف برحال پریشاں
بحق حضرت محبوب یزداں
رحم کن شبیہ غوث جیلاں

تاج دین و دیانت، شمع زہد و امانت اعلیٰ حضرت شبیہ غوث الاعظم جیلانی حضرت علامہ مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے وقت کے مشائخ کبار میں سے تھے، وقت کے ممتاز علماء و مشائخ نے آپ سے ارادت و خلافت کا شرف حاصل فرمایا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے، اور ظاہری و باطنی علوم میں نظیر نہیں رکھتے تھے، آپ کو ورع و تقویٰ میں کمال حاصل تھا، اور ادب و تواضع میں بے حد مشہور تھے۔ آپ نے

بڑے بڑے مشائخ کی صحبت پائی ہے، چودہ سال مارہرہ شریف میں چلہ کشی فرمائی ہے اور جن اصولوں پر شروع سے کاربند تھے ان سے سرِ موتجاوز نہ فرمایا۔آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ ایک بڑے پایہ کے ولی کامل تھے، اس قدر محویت کا غلبہ تھا، کہ ایک دن مقام سیدن پور فرمایا کہ ابھی ہم کو وضو کرنے کی ترکیب یاد ہے۔''

اللہ رے محویت گو بظاہر بات چیت کرتے تھے مگر ایک لمحہ کے لئے محویت ذات وحدہٗ لاشریک سے غافل نہ تھے میں ان کو عارف باللہ صاحب مقامات عالیہ جانتا ہوں۔

گولوگ ان کو ہر وقت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھتے تھے مگر کوئی نماز ان کی کبھی قضا نہیں ہوئی، نادانوں کی عقل میں یہ راز نہیں سما سکتا۔

عاشقوں کو ہے گا حاصل یہ نیاز
وہ خاص بیت اللہ میں پڑھتے ہیں نماز

یہ نمازِ پنجگانہ اور ہے — وہ نیاز عاشقانہ اور ہے
پنجگانہ سیر ہے دربار کی — عاشقانہ سیر ہے دیدار کی

حضرت حاجی الحرمین مولانا سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی جیلانی کا اقرار

پیشوائے اہل بصیرت، کاشف اسرار ولایت، مقتدائے وقت، حضرت مولانا اشرف حسین اشرفی کچھوچھوی جو بڑے بزرگ مقبول درویش تھے، مریدین کی تربیت میں آپ مہارت تامہ رکھتے تھے۔آپ حضور اشرفی میاں

کچھوچھوی کے پیر و مرشد اور حضور مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی چیرمین آل انڈیا بابری مسجد ایکشن کمیٹی و ممبر پارلیمنٹ کے والد محترم تھے۔

حضرت مولانا سید اشرفی میاں صاحب قبلہ اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی الحرمین شریفین مولانا ابو محمد اشرف حسین قبلہ اشرفی الجیلانی مدظلہٗ العالی کے ہمراہ بھی حضرت سے رودولی شریف میں ملے، چنانچہ مولانا شاہ سید علی حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رئیس کے مکان پر جہان حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ ٹھہرے تھے، وہیں جا کر ملے تو بعد تعظیم ملاقات حضرت حاجی صاحب نے معانقہ اور مصافحہ فرمایا اور فرمایا کہ تم حضرت پیران پیر دستگیر کے فرزند ہو اور ہمارے مرشد زادے ہو۔

اس کے بعد چند اشعار عاشقانہ جو توحید کے اردو زبان میں تھے پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ صاحبزادے اولیاء اللہ کو موت نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، قرآن شریف میں **کل نفس ذائقة الموت** آیا ہے **کل روح ذائقة الموت** نہیں آیا۔پس نفوس کو موت ہے روح تو موت سے آزاد ہے۔

بعد ملاقات حضرت حاجی صاحب مجھ سے حضرت پیر و مرشد نے فرمایا:

''جناب حاجی صاحب اعلیٰ درجہ کے درویش مقام محویت میں ہیں جن کو ماسواء اللہ سے قطعی خبر نہیں زمانہ میں اس پایہ کا درویش ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔

دل میں جب آتا ہے نور ھو کا جمال — بھول جاتا ہوں اس دم قیل و قال
سیر ھو میں جب گذر جاتا ہوں میں — کیا کہوں کچھ اور کہلاتا ہوں میں

نشۂ وحدت جلد پھر آتا مجھے
صاف دیوانہ بناتا ہے مجھے

حضرت بہادر شاہ نقشبندی کا اقرار

مخروق درفنائے احدیت، مغلوب ساختۂ نفس، کاشف حقائق حضرت خواجہ بہادر شاہ صاحب قبلہ نقشبندی بڑے رفیع الشان، صاحب ہمت اور صاحب کرامات تھے آپ اہل بیت واصحاب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں بے اختیار تھے۔ آپ کے پیر ومرشد کو جو کچھ امانت مشائخ عظام سے ملی تھی وہ سب کچھ آپ کے سپرد فرمائی گئی تھی۔

حضرت مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سن رسیدہ بزرگ حضرت بہادر شاہ صاحب نقشبندی چشم ظاہر سے نابینا تھا، اترولہ ضلع گونڈہ ثم بلرامپور میں ایک شخص کے زنانہ مکان میں پنہاں تھے اتفاق سے مجھ کو پتہ چل گیا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اثنائے تقریر میں حضرت حاجی صاحب کا ذکر آیا تو نہایت جوش میں آکر فرمایا کہ:

وہ شمشیر برہنہ ہیں۔

حضرت وارث ہیں سیف نبی — ذوالفقار لافتیٰ الا علی
شان ان کی ذوالفقار لازوال — تیغ ان کی جلوہ بخش لایزال
صاحب شمشیر برانی ہیں وہ — ہیبت افزا قوم ایرانی ہیں وہ
ان کی شمشیر جلالی کا نشان — کمترین رکھتا ہے مہر آسماں
قہر ان کا سایۂ قہر خدا — لطف ان کا ظل لطف مصطفےٰ

باغبان گلشن ھو ہیں حسنؔ
گل بداماں ہمہ او ہیں حسنؔ

حضرت خواجہ سید علی عابد چشتی قادری کا اقرار

جانشین اولیائے کبار، صاحب اسرار، گنجینۂ علم وہدایت حضرت خواجہ سید علی عابد چشتی قادری بڑے صاحب حال اور عالی شان بزرگ تھے، آپ تمام صفات حمیدہ سے متصف تھے۔ آپ کے مجاہدات سخت تھے اور اخلاق نرم اور عشق وافر، ہمت بلند اور کرامات مستور کے مالک تھے۔ آپ جمیع کمال ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے، کمال حضور کی وجہ سے آپ کی روش عجیب تھی۔

حضرت خواجہ سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی لکھتے ہیں کہ:

میں باعتبار ظاہر حضرت حاجی صاحب قبلہ سے خوش اعتقاد نہ تھا ایک مرتبہ جناب قبلہ وکعبہ مولانا ومرشدنا حاجی سید علی عابد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے میرے مشکوک خیالات کی بنا پر ارشاد فرمایا کہ:

اے عزیز حضرت حاجی صاحب قبلہ کے متعلق ظن نیک رکھنا چاہئے جس مقام پر وہ فائز ہیں اہل سلوک کے نزدیک وہ معراج روحانی کا آخری زینہ ہے، اور ان کے اعلیٰ مدارج سے روگردانی کرنا ایسا ہے جیسے روز روشن سے انکار کرنا۔

اُن کی نماز کہاں اور کیسے ہوتی ہے اس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا ہے ان کے کمال استغراق کو دیکھتے ہوئے یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اس پر آشوب زمانہ میں ان کو جنید ثانی کہنا چاہئے۔

زاہدوں کی عبادت اور ہے — عاشقوں کی کچھ ریاض صفت اور ہے
عاشقوں کا ہے طریقہ بے خودی — باخودی کو دیکھتے سو سو بدی
عقل کہتی کر عبادت سر بسر — عشق کہتا تو خودی سے درگذر

مولانا سید محمد کریم رضا چشتی نظامی اشرفی کا اقرار

معدن عشق واسرار، مست توحید آل عبا حضرت مولانا سید محمد کریم رضا چشتی نظامی اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان آپ بزرگ ترین محققان صوفیہ اہل صفا تھے، اور اس راستے میں اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے تھے، آپ ہر چیز سے مستغنی رہتے تھے، تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر چہ میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کا نہ مرید ہوں نہ فقیر مگر اظہار حق ضرور ہے کہ جو جو اوصاف اولیائے زماں، صاحب خوارق عادات، فراوان عاشق خدا، تاک دنیا اور جو جو اوصاف اولیاء ہیں ان کے ساتھ متصف تھے۔

حضرت مولوی غنی حیدر صاحب وکیل گیا نے مجھ کو حضرت حاجی صاحب کی خدمت بابرکت میں لے جا کر قدم بوسی کرائی۔

یار کے جو دید کا مشتاق ہے
عیش دنیا اس کے دل پر شاق ہے

عشق میں عاشق کو دلبر کے سوا
کچھ نہیں ہے سوجھتا اچھا برا

کوچہ جاناں کی جس نے لی ہوا
کب خوش آئے اس کو گلشن کی صبا

بغداد شریف خاندانِ غوثِ اعظم میں آپ کا اقرار

حضرت حاجی مولانا شاہ شاہزادہ سید محبوب عالم صاحب قبلہ قادری حسنی الحسینی نبیرۂ حضرت مولانا شاہ محمد اکمل آفندی متوطن بغداد شریف جن کا قیام زیادہ تر آستانۂ حضرت خواجہ غریب نواز پر رہتا ہے، فرماتے ہیں میں نے بغداد میں اپنے دادا صاحب قبلہ حضرت پیر و مرشد سید شاہ محمد اکمل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں آپ کا ثانی نہیں ہے، ان کا عرفان اس قدر زیادہ ہے کہ جس کی انتہا نہیں ہے ان کی اعلیٰ درجہ کی تکمیل ہوئی ہے، میں نے بہت سیاحی کی ہے مگر ایسا خاص و مکمل بزرگ دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس پیر و مرشد دادا صاحب قبلہ کی زبان فیض ترجمان سے یہ تعریف سن کر مجھے بھی کمال اشتیاق پیدا ہوا کہ ان کی زیارت سے بہرہ مند ہوں چنانچہ میں دیوہ شریف خدمت عالی میں حاضر ہوا، اور یہ خیال کر کے گیا کہ مجھے بھی دیکھنا چاہئے کہ حضرت کیسے ہیں تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ:

سنا سنا ہم تمہیں خوب جانتے ہیں جس گھر کے تم ہو وہیں کے ہم ہیں تم شاہ محمد اکمل کے پوتے ہو بغداد کے رہنے والے ہو اجمیر میں رہتے ہو، پیران کلیر ہوتے ہوئے آئے ہو، سنبھل کر بیٹھ جاؤ فقیر کا امتحان لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد میری پشت پر دست مبارک مارا تو اس وقت جو میری قلبی کیفیت ہوگئی وہ لفظوں میں ادا کرنے کے قابل نہیں۔

حضرت سید صاحب فرماتے ہیں کہ جس دن میں حاضر ہوا اسی دن شام کو مجھے خیال ہوا کہ کہیں مجھے یہیں نہ رکھ لیں کسی طرح اجازت لینا چاہئے تو میں انگور میں نمک ملا کر حاضر ہوا اور پیش کیا تو فرمایا کہ:

''سنا سنا تم چلے جاؤ، ہم نہیں روکتے۔''

جب حضرت حاجی صاحب قبلہ مدینہ منورہ سے ملک شام ہوتے ہوئے بغداد شریف پہنچے ہیں تو آپ کے پہنچنے سے قبل حضرت شاہ اکمل صاحب اور حضرت سید محمد مصطفےٰ صاحب سجادہ نشین بغداد شریف جو سید ابراہیم سیف الدین صاحب قادری البغدادی موجودہ نشین بغداد شریف کے والد تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو آپ کے پہنچنے سے ایک ماہ قبل سرکار حضرت محبوب سبحانی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے خواب میں ارشاد ہوا کہ:

ہمارے ایک فرزند ہندوستان کے رہنے والے عرب سے آتے ہیں انھوں نے تمام عمر کوئی کپڑا نہیں پہنا، احرام باندھتے ہیں ان کے لئے دو تین احرام تیار رکھو۔

جس وقت حضور انور پہنچے تو صاحب سجادہ نے اور حضرت شاہ محمد اکمل صاحب نے اور دیگر بزرگوں نے چلتے وقت حضرت غوث پاک کی جانب سے یہ تحفہ دیا، کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ سب کو عمامہ یا خرقہ ملتا ہے یہ نئی بات کیسی کہ ان کو احرام دیا گیا تو ان دونوں بزرگوں نے جواب دیا کہ:

اور لوگوں کو ہم اپنی طرف سے خرقہ دیتے ہیں مگر ان کے لئے فرمانِ

غوثیت یہی ہے جس کی تعمیل کی گئی۔

میرے دادا صاحب قبلہ نے حضرت سے کہا کہ یہاں آپ کا جانشین کون ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ:

''سنا سنا وارث کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔''

حضرت وارث چراغ خاندان پنجتن
یادگار پنجتن نام و نشان پنجتن

شاہ تسلیم و رضا ابن شہید کربلا
خواجہ گلگوں قبا روح روان پنجتن

قبلۂ ایمان و دین نقش قدوم اہل بیت
کعبۂ مقصود بیدمؔ آستان پنجتن

حرم محترم میں آپ کی صلاحیت کا اقرار

حضور قبلہ عالم بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان ۲۹ رشعبان المعظم کو شب کے وقت مکہ معظّمہ پہنچ گئے اور حضرت عبداللہ حسن مکی کے مکان میں قیام فرمایا دوسرے روز یکم رمضان کو مطوف موصوف کے ہمراہ بغرض طواف جارہے تھے کہ باب السلام کے قریب ایک جلیل القدر بزرگ نے جو مکہ معظّمہ میں صاحب دوائر کبریٰ مشہور تھے۔ آپ سے معانقہ کیا اور بشارت دی کہ صاحبزادے مبارک ہو آج وہ انوار حضرت احدیت مشاہدہ کروگے جن کے دیکھنے کی اہلیت اور استعداد صدیوں کے بعد خدا نے تم کو مرحمت فرمائی ہے۔

حضور قبلۂ عالم بکمال خضوع اور بصد نیاز دیدار شاہد بے نیاز کے شوق

میں داخل حرم محترم ہوئے عنایت وہبی سے حقیقت کعبہ منکشف ہوئی اور جو دیکھنا چاہتے تھے وہ بے حجاب دیکھا۔

عامیوں کی ہوگی خانہ تک گذر
صاحب خانہ پر عاشق کی نظر
حج ہے دربار حق کی سیر گاہ
دید بازی یار کی کچھ ہے جدا
جب ملی نعمت ہمیں دیدار کی
کب رہی پرواہ درو دیوار کی

جس ذات محمود الصفات کی نسبت دیگر سلاسل کے واجب التعظیم علماء ومشائخ کے یہ خیالات ہوں وہ حقیقتاً کن کن خوبیوں سے آراستہ ہوگی، حضور انور کے واقعات میں مثل آفتاب تاباں ودرخشاں ہیں اور بقول حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے

نہ من میر آں گل عارض غزل سرایم وبس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

السلام اے مسند آرائے کمال — السلام اے رونق بزم جمال
السلام اے صدر بزم اہل ناز — السلام اے وارث عالم نواز
السلام اے معنی آیات عشق — اسلام اے ناطق کلمات عشق
السلام اے صاحب معراج عشق — السلام اے زیب بخش تاج عشق
السلام اے کعبہ اہل نیاز — السلام اے قبلۂ اہل راز
السلام اے عکس حسن مصطفےٰ — السلام اے سایۂ ذاتِ خدا

السلام اے وارث ارث علی
السلام اے حضرت وارث علی

پنجتن پاک سے عقیدت ومحبت کی تعلیم

جب تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں قرآن حکیم اور اہل بیت اطہار کا دامن رہا وہ کبھی گمراہ اور رسوا نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ فتح وکامرانی ان کے قدم چومتی رہی لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے ان دونوں کے دامن سے اپنی وابستگی چھوڑی ہر جگہ ذلت ورسوائی ان کے سامنے آتی چلی گئی۔

آج جو عالم اسلام کے مسلمانوں نے قرآن حکیم اور اہل بیت نبوت کو بھلا دیا آج بھی وقت ہے اگر مسلمان وہی سرخروئی اور فتح وکامرانی چاہتا ہے، تو اپنے آپ کو قرآن حکیم اور اہل بیت نبوت سے وابستہ کرے اور اپنے دل کو اہل بیت نبوت کی محبت کا مدینہ بنائے تو ان شاء اللہ فتح وکامرانی پھر تمہارے قدم چومے گی۔

بیدمؔ یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النساء حسین وحسن مصطفےٰ علی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص محمد اور آل محمد کی محبت سینے میں لے کر فوت ہوگا وہ جنت میں اس طرح جائے گا جس طرح عروسہ نکھر کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے اور اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اور اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیا جاتا ہے۔

کس زباں سے ہو بیاں عزو شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

ان کے گھر بے اجازت جبرئیل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

حضور امام الانبیاء تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دشمنانِ اہل بیت کے لئے فرماتے ہیں کہ انھیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کردیا جائے گا اور ان کی آنکھوں کے درمیان تحریر کردیا جائے گا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کردیئے گئے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بیباکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

یہی وہ گھر ہے جہاں سے پروانۂ نجات ملے گا، یہی وہ لوگ ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کی پاکیزگی اور طہارت پر قرآن نے مہر لگا دی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو سفینۂ نجات ہیں، ان کا ساتھ چھوڑ دو گے غرق ہو جاؤ گے۔

حضور سرکار عالم پناہ بندہ نواز ارشاد فرماتے ہیں کہ:

- سلسلہ فقر اہل بیت کرام سے ہے۔
- فرمایا کہ فقیری بی بی فاطمہ سے ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ فیض جاری کیا۔
- فرمایا کہ تسلیم و رضا بی بی فاطمہ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے۔

- فرمایا کہ حضرت امام حسین گلگوں قبا نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان کو میدانِ کربلا میں شہید کرادیا، کوئی کیا سمجھ سکتا ہے، رمز عاشقی و معشوقی نازک ہے۔
- فرمایا کہ عشق جس کسی کو ملا ہے پنجتن پاک سے ملا ہے۔
- فرمایا کہ دشمن سے بدلہ نہ لے دشمن کے ساتھ سلوک کرے شیر خدا کی سنت ہے۔

محمد عربی کے اہل بیت ایک معیار ہیں اور یہ معیار خود رسول صادق نے مقرر فرمائے ہیں اپنے دلوں کی کیفیت اس معیار پر وزن کرو اہل بیت کی محبت میں مرنے کا مطلب ہے ان کی محبت میں فنا ہونا، تمام اولیائے کرام محبت اہل بیت اطہار میں فنا ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے مزارات ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بن جاتے ہیں، جنت کے قطعات بن جاتے ہیں اور وہاں پر ہر وقت خدا تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا دوست بننا ہے تو اہل بیت مصطفےٰ کی محبت میں فنا ہو جاؤ۔

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے اہل بیت سے محبت نہیں رکھو گے تو تمہارے اعمال بیکار ہو جائیں گے، ہمارا حق نہیں پہچانو گے تو تمہاری عبادتیں ضائع ہو جائیں گی۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلانا ہے تو اپنے پیغمبر کا حق پہچانو، ان کے اہل بیت کا احترام کرنا سیکھو، ان کی عزت کرو، اس سے عقیدت و محبت رکھو، اللہ تعالیٰ تم سے ان کی مودت طلب کرتا ہے، عناد و بغض نہیں مانگتا ان کی شان بیان کرنے سے پہلو تہی نہ کرو، امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

نجات پانے والے فرقہ کون ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوجائے گی لیکن اس میں نجات پانے والا ایک فرقہ ہوگا باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔

یہ حدیث پاک صحیح ہے اور ہر فرقہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نجات والے ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ کون سا فرقہ حق پر ہے، تاکہ تو طاعت اور عبادت اس فرقے کے عقائد کے مطابق بجالائے اور اپنے اعمال کی بنیاد اس کی تعلیمات پر رکھے کیوں کہ عقل ونقل کا یہی تقاضہ ہے۔

بندگانِ خدا تین شرائط یعنی سیادت وعبادت وطہارت کی پابندی صورتاً اور معناً دل وزبان سے بجالاتے ہیں۔

دین محمدی اور ملت حنفی یعنی ملت ابراہیمی کی متابعت ان کا وظیفہ ہے، ان کا طریق اور مذہب یہ ہے کہ عفو وتقصیر سے پرہیز کرتے ہیں اور اس بارے میں جس قدر احتیاط لازم ہے بوجہ احسن اپنا مذہب بنالیتے ہیں۔

حضرت امام اعظم، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہم کے اقوال اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں اور ان بزرگوں کی مساعی جمیلہ کا شکر بجالاتے ہیں۔

حضور سیدنا عالم پناہ بندہ نواز سے کسی نے عرض کیا تہتر فرقوں میں بہتر ناری ہیں اور ایک ناجی ہے تو وہ کون سا فرقہ ہے؟

فرمایا جو حسد سے الگ ہو اور جو حسد میں شامل ہے وہ بہتر میں شامل ہے، ''ح'' کے آٹھ، ''س'' کے ساٹھ اور ''د'' کے چار عدد ہوتے ہیں کل ملا کر

بہتر ہوتے ہیں۔

صالحین کو برا کہنا اور ان سے حسد رکھنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے۔

زندیق: زندیق وہ ہے جو نبوت کا اقرار کرے، شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں یہ بھی منافقین میں داخل ہیں۔

خارجی: اہل بیت کے حق میں بے وقوف اور بد دیانت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے خود اہل بیت کی مدح فرمائی ہے اور اس خاندان کو پاک کرنے والا ہے، حق اللہ نے خود اس خاندان کی محبت کا حکم دیا ہے، اے نبی کہہ دو کہ میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا بجز اس کے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔

رافضی: حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہنے اور حسد رکھنے میں ایک قسم کا خبط ہے حالانکہ حق تعالیٰ نے کلام پاک کی چند آیات میں ان کی تعریف فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین اہل بیت سے سیکھو۔ روافض خلفائے راشدین کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام سے حسد رکھتے ہیں، اور ان کو برا کہتے ہیں اور ان پر تبرّا کرتے ہیں۔

رافضی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ان کے رفقاء سے حسد رکھتے ہیں اور برا کہتے رہتے ہیں۔

غیر مقلد: ائمہ مجتہدین بالخصوص حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن

ثابت تابعی رضی اللہ عنہ سے حسد رکھتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں۔

وھابیہ: اللہ ورسول کی توہین کے ساتھ ساتھ بکثرت اولیائے کاملین ومقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو برا کہتے ہیں اور ان سے حسد رکھتے ہیں۔

مرزائی: انبیائے سابقین کو برا کہتے ہیں اور ان سے حسد رکھتے ہیں۔

اھل قرآن: یعنی چکڑالی جملہ صحابہ کرام اور محدثین کرام کو برا کہتے ہیں، اور ان سے حسد رکھتے ہیں۔

نیچری: تمام اکابرین دین کو برا کہتے ہیں اور ان سے حسد رکھتے ہیں۔

یہ سب گمراہی میں ہیں اس میں دیندار عالموں اور عوام اہلسنّت کے لئے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ وکبیدہ خاطر نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور اور طریقہ ہے۔

منافقوں کا یہ دستور ہے کہ وہ بدزبانیاں مسلمانوں کے سامنے نہیں کرتے ہیں، یہ تبرابازیاں اپنی خاص مجلسوں میں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کردیا۔

اسی طرح آج کل کے گمراہ فرقے مسلمانوں سے اپنے خیالات فاسدہ کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی کتابوں اور تحریروں سے ان کے راز فاش کردیتا ہے۔

حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ نے کبھی کبھی اپنے مسلک ومشرب کا علی الاعلان اظہار فرمایا ہے۔

پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے، جو پیر کی شکل ہے یہی سب کچھ ہے پیر کی

ذات میں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا مرتبہ مل جاتا ہے، اور تمثیل میں مولانا روم کا یہ شعر پڑھا۔

چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے، پیر کی صورت ہر وقت سامنے رہے اور وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے یہی فنا فی الشیخ ہے۔

فرمایا کہ خاندان قادریہ سے جس کو نسبت ہے ان پر جادو ٹونے کا اثر نہیں ہوتا۔

فرمایا کہ مقام ھو ایک عجیب مقام ہے ھ کے ۵ اور واؤ کے ۶ مل کر گیارہ ہوئے حضرت غوث پاک کی یہی منزل تھی انتہا یہ کہ گیارہویں والے میاں مشہور ہوگئے۔

ایک پرجوش لہجہ میں فرمایا کہ سنا سنا لوگ چاہتے ہیں کہ فاتحہ درود بھی بند ہوجائے مگر نہ یہ بند ہوا ہے نہ کبھی بند ہوگا۔

یہ جملہ ارشادات حضور عالم پناہ کے معمولات مشربی اور عقائد مسلکی کی عکاسی کرتے ہیں، حضور سیدنا وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان اسی مسلک ومشرب کے بزرگ تھے۔ جس مسلک ومشرب کی اپنے زمانے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، معلم ثالث قائد آزادی حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی چشتی اور اس دور میں جس کی تعبیر وتشریح اور اشاعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرکار عالم پناہ کے فیضان کرم سے کیا ہے۔ حضور سرکار عالم پناہ نے امام احمد رضا فاضل بریلوی کا استقبال بھی فرمایا ہے اور

معانقہ بھی کیا ہے اور دعاؤں سے بھی نوازہ ہے، آپ ہی کا عطا کردہ خطاب آج بھی پورے عالم اسلام میں شہرت یافتہ ہے۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ از روئے حقیقت اصحاب کبار اور اہل ابیت اطہار کی عظمت ومنزلت میں کیا تفریق ہے۔ اور بجہت ان کے فضل وکمال کے ہم کو کیا عقیدہ ان کی نسبت رکھنا چاہئے۔

اس کے جواب میں حضور سرکار وارث پاک نے ارشاد فرمایا کہ:

اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ بہ اعتبار اخبار وآثار اصحاب رسول کی تعظیم واجب اور لازمی ہے اور اہل بیت اطہار کی محبت نص قطعی سے فرض ہے۔

حضور قبلہ عالم بندہ نواز کے اس عقیدے کا اظہار امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اس شعر میں کیا ہے۔

اہل سنت کا بیڑا پار ہے کہ اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہیں عترت رسول اللہ کی

آپ کی فنائیت کی تعلیم

عاشق الٰہی عارف باللہ واقف اسرار فنا فی اللہ بقا باللہ حضرت خواجہ شاہ محمد حبیب حیدر قلندر چشتی صابری قادری مسعودی باندوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

صورت مرشد کو دیکھا یہ تو بسم اللہ ہے
یہ تلاوت عاشقوں کی ہے کلام اللہ ہے

زینت رخسار گیسو یار پر جب کی نظر
یہ حقیقت سے کھلا ہے راز الا اللہ ہے

ڈھونڈھتے ہو طالب حق جس کو اب تم کو بکو
صورت مرشد میں دیکھو خاص بیت اللہ ہے

چشم باطن سے اُسے دیکھو گے پاؤ گے کمال
دیکھ کر حیدرؔ اُسے بولے یہ عین اللہ ہے

حضور سیدنا عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے، عشق میں سر دے تو یہ مہم سر ہے، جب ماسوا اللہ کچھ نہیں رہا تو فقیر ہو گئے، فقیر وہ ہے جس کی سانس خالی نہ جائے۔

فرمایا کہ تمام صفات عشق ذات میں فنا ہو جاتے ہیں، اور اس میں گم ہو جانے کو وصال کہتے ہیں، خودی میں نہ رہنا ہی کمال ہے، عشاق جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کر دیتے ہیں۔

عاشق سب کو چھوڑتا ہے تو یار سے ملتا ہے، عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے، جس نے جان قربان نہ کی وہ عاشق نہیں ہے۔

جب روح میں نورانیت اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے تو روح باری تعالیٰ یا ذات باری تعالیٰ میں فنا ہو جاتی ہے، اور اللہ ہی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

جب میرا بندہ نوافل یعنی زائد عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں قریب ہو جاتا ہوں، یہاں تک کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں، اور وہ مجھ سے سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں، اور وہ مجھ سے پکڑتا ہے، میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے چلتا ہے۔

میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جو کچھ وہ مجھ سے چاہتا ہے میں عطا کرتا ہوں، اب آپ خیال فرما سکتے ہیں جو آدمی اللہ کی آنکھوں سے دیکھے اور اللہ کے کانوں سے سنے تو وہ کیا نہیں دیکھ اور سن سکتا اور یہی اسلامی زندگی کے تمام کشف و کرامات، القا اور الہام کا راز ہے۔

مقام فنا پر پہنچ کر سالک پر ایسی محویت طاری ہو جاتی ہے، اور ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ دنیا کی کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ قرب حق میں پہنچ کر ہمیں اس قدر لذت محسوس ہوتی ہے کہ اگر بادشاہوں کو اس کا علم ہو جائے تو تلواریں لے کر ہمارے سر پر آ جائیں۔

کس قدر بدقسمتی اور محرومی کی بات ہے کہ جن دنیاوی لذات مثل خورد

ونوش، راگ ورنگ، عشق ومحبت اور حسن پرستی کی وجہ سے لوگ مذہبی زندگی سے گریز کرتے ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ ان دنیاوی اور جسمانی لذات سے ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں گنا زیادہ لذات جن میں حسن و جمال کی جلوہ گری بھی شامل ہے، محبوب حقیقی کے قرب اور وصال میں ہے۔

اس کے علاوہ اسرار ورموز کائنات اور کشف وکرامات کی دولت بھی حاصل ہوتی ہے جو بارگاہِ باری تعالیٰ سے بطور انعام انسان کامل کے حصہ میں آتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ ۔یعنی جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

اب آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ جس شخص کا اللہ ہو جائے اس کو کسی چیز کی کمی ہے حق تو یہ ہے کہ جس کا اللہ ہو جائے پوری کائنات اس کی ہو جاتی ہے۔

قرب حق میں پہنچ کر آدمی قیودِ مکان وزمان سے بھی آزاد ہو جاتا ہے، اور جہاں چاہتا ہے آن کی آن میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ تسخیر موت بھی کر لیتا ہے، اور زندہ جاوید ہو جاتا ہے، اس کی موت صرف ظاہری پردہ پوشی ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں زندوں سے بھی زیادہ زندہ ہوتا ہے۔

تصورِ شیخ اور تعلیماتِ وارثیہ

چشم عبرت برکشا و قدرت قادر نگر
شامت اعمال ما ایں صورت نادر گرفت

یعنی عبرت کی آنکھ کھول اور قادر کی قدرت کو دیکھ ہماری شامت اعمال نے یہ صورت عجیب پکڑی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

خیارکم الذین اذا را وا اذکر اللّٰہ ۔عمدہ اور چنے ہوئے وہ لوگ ہیں جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے۔

جامی راہ خدا بخدا غیر عشق نیست
گفتیم والسلام علی تابع الہدیٰ

اے جامی خدا کی راہ خدا کی قسم سوائے عشق کے نہیں ہے، میں نے کہہ دیا اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

چونکہ ہماری شامت اعمال سے کثافت اور کدورت زمانہ کی دلوں پر گھر گئی اور نماز اور عبادتوں کی شیرینی برائے نام رہ گئی اور الفاظ محبت اور خشوع اور شکستگی اور درگاہ خداوندی میں زبان کا حصہ باقی رہ گیا ہے، نقش اس کا کتاب میں رہ گیا ہے، اور اس کی کیفیت اکثر قبر میں پہنچ گئی ہے۔

ایمان کی شیرینی اور عبادت الٰہی کا فیضان صحبت انبیاء اور صحبت اولیاء کرام پر موقوف ہے۔

بے عنایات حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

بے مہربانی خدا اور خاصانِ خدا کے اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کے اعمال نامہ کے ورق سیاہ ہوں گے۔

آگے کچھ معتبر بزرگوں کے اقوال وارشادات پیش کئے جاتے ہیں، تاکہ تصور شیخ اور رابطہ شیخ کی کیفیت وحقیقت بخوبی واضح ہو جائے۔

سر بے سرنامہ پیدا کنم
عاشقاں را درجہاں شیدا کنم

ایک بھید سرتابہ کو پیش کرتا ہوں اور عاشقوں کو جہاں میں مست کرتا ہوں۔

محققین ارباب طریقت کا اتفاق ہے کہ جو نوعیت اہل محبت کے ذکر کی ہے کہ ان کی محبت کا جو اقتضاء ہوتا ہے وہی شان ان کے شغل کی ہوتی ہے کہ نہ تعلیم کی حاجت نہ تربیت کی ضرورت ہے، ان کا وفورِ شوق ان کو خیال یار میں ہر وقت مصروف ومشغول رکھتا ہے۔

صاحب طبقات الکبریٰ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوحمزہ بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان سے ان کے اصحاب نے دریافت کیا۔

یتفزع المحب لشئی سوی المحبوب فقال لا.

یعنی محبّ کو محبوب کے سوا اور کسی چیز کے خیال کی فرصت بھی ملتی ہے فرمایا نہیں۔

حضرت شیخ منصور بطائحی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ۔

المحب لم یزل سکران فی خمارہ حیران فی شرابہ.

محبّ ہمیشہ اپنے خمار میں سرشار اور شراب میں حیران رہتا ہے۔

عارف باللہ حضرت شاہ محمد حبیب حیدر قلندر چشتی صابری قادری عاشق

الٰہی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ایک دور میں ساقی نے مجھے مستانہ کردیا
بیخود بنا کے پھر مجھے دیوانہ کردیا

الفت کی مے پلائی کہ مجھے دلربا نے خوب
صورت پر اپنی یار نے پروانہ کردیا

سوجان سے قربان ہو مرشد پہ تو حیدرؔ
دل کو مرے آباد خدا خانہ کردیا

اہل محبت کی اس حالت کا نام اصطلاح صوفیہ میں شغل بے شغلی ہے اوران کی اس کیفیت کا ضمیمہ ہے جس کو عرف عام میں تصور کہتے ہیں۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے اکثر مسترشدین کو ہدایت فرمائی کہ:

یار تک پہنچنے کا آسان راستہ تصور ہے۔

فرمایا کہ ایک صورت کو پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ رہے گی۔

فرمایا کہ جو صورت تمہارے ساتھ یہاں رہے گی وہی مرتے وقت اور وہی حشر میں تمہارے ساتھ رہے گی۔

فرمایا کہ جس کے تصور میں مروگے قیامت کے روز اس صورت کو دیکھوگے۔

اپنے اپنے شیخ مکرم ومعظم کو اس خیال سے دیکھے کہ یہ اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیارا ہے اس لحاظ سے اگر صورتِ شیخ کو دھیان میں رکھا

جائے تو یہ شکل آئینہ حق نما بن جائے گی کہ کچھ عرصہ بعد اس سے تصور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاصل ہوگا۔ پھر رب تعالیٰ کی صفات پر دھیان جم جائے گا۔ جو اصلی مقصود ہے۔

اس کا جواز یوں ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں ہمہ وقت رہا کرتے تھے بعض مرتبہ روایت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔

کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

گویا میں حضور کو اب دیکھ رہا ہوں۔

اس تصور جمانے کے لئے حلیہ شریف مکمل طور پر بیان کرتے اور دوسرے کو سنایا کرتے تھے۔ قبر میں اسی تصور کا امتحان ہوگا کہ آخری سوال یہی ہوگا کہ تم اس کالی کالی زلفوں والے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جانتے ہو؟ اس تصور کی کامیابی پر اس آخری امتحان کی کامیابی موقوف ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان مکتوبات دفتر اول مکتوب سولہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اگر ذکر کے وقت شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہئے، اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہئے، تو جانتا ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جس سے تو خدائے تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے، اور اس راستہ میں تو اس سے اعانت حاصل کرے، صرف کلاہ و دامن اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آج کل معروف ہے پیری مریدی کی حقیقت سے خارج ہے، البتہ یہ رسم وعادات میں داخل ہے۔

ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل جائے تو اعتقاد واخلاص کے ساتھ اس کو پہن کر زندگی بسر کرنی چاہئے ایسی صورت میں بے شمار فوائد و

ثمرات کے حاصل ہونے کی قوی امید ہے۔

پھر دوسرے مکتوب میں نسبت رابطہ کے بارے میں فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں تصور شیخ کا بے ساختہ آنا عین سعادت ہے یہی مقصود سالکین ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت خواجہ محمد اشرف نے لکھا تھا کہ رابطہ نسبت اس درجہ غالب ہوگئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہوں اگر بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہوسکتا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبّ محترم طالبان حق اس دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتدا کی قلیل محبت سے تمام کمالات کو جذب کرلیتا ہے۔

رابطہ کی نفی کرتے ہو رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہ، محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے، اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسر ہوتی ہے تاکہ تمام احوال میں حساب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اس طرح متوجہ رہیں نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو استغنیٰ جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف پھیر لیتے ہیں

شیخ ہے سر ہویت نور ہو نور ھو سر تا قدم منظور ہو
ہم نے جانا شیخ کو دریائے ھو ہم نے پوچھا شیخ کو صہبائے ھو
شیخ کی صورت میں ہم آئینہ وار
دیکھتے ہیں جلوۂ پروردگار

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اس کا حشر ونشر، قیامت، دوزخ، بہشت بلکہ کثرت جذب میں خود وہی ہوجاتا ہے جس کو عشق ومحبت نہیں وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس راہ میں چل سکتا ہے۔

فرمایا کہ خیال میں صورت معشوق نقش کرنا چاہئے جو صورت نقش ہوگئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہے گی بلکہ اس کے ساتھ حشر ہوگا۔

فرمایا کہ عاشق وہی ہے جو ذات معشوق میں فنا ہوجائے، جس صورت کا خیال پختہ ہوجائے گا، وہی صورت بعد مرگ بھی قائم رہے گی۔ بس ایک صورت کو پکڑ لو خدا مل جائے گا۔ جب کوئی مصیبت پڑے ہمارے برزخ کا خیال کرو۔ تصور کا قاعدہ یہ ہے کہ تصور کرے اور جب صورت قائم ہوجائے تو اس صورت کے دل صنوبری کی جانب متوجہ ہو اور دل کی آنکھ سے دیکھے۔

وہ خوش نصیب تو بہت بڑے عالی ظرف ہیں جن کے گوشہ قلب میں برزخ محبوب جلوہ فرما ہیں۔ واللہ ان کی زندگی بھی بے بہا زندگی ہے اور ان کا مرنا بھی حیاتِ جاوید ہے اور روز نشور بھی ان کے لئے شب وصل سے بہتر ہوگا کہ میدانِ حشر میں تصور مطلوب سے ہمکنار آئیں گے اور آج بھی انھیں شایان ہے کہ بآواز بلند یہ کہہ سکتے ہیں۔

روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ من
نیز حاضر می شوم تصویر جاناں در بغل

حضرات عارفین نے تصویر شیخ کی صفات وبرکات نہایت شرح وبسط کے ساتھ نقل فرمائے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ طالب صادق کو محبت کی دشوار گذار گھاٹیوں سے یہی برزخ شیخ خضر راہ بن کر جوار شاہد حقیقی تک پہنچاتی ہے۔ اور یہی تصور پیر اسرار حقیقت سے خبردار کرتا ہے، جس کا

اقرار حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی صاف الفاظ میں فرماتے ہیں۔

ہردم از روئے تو نقشے زندم راہ خیال
یا کہ گویم کہ درین پردہ جہاں می بینم

حضرت مولانا جلال الدین رومی نے بھی مفاد تصور کے سلسلے میں یہ نقل فرمایا ہے کہ صورت متصورہ حشر میں ظاہر ہوگی۔ اور ہمارے فہم کے لائق تمثیل یہ تحریر فرمائی ہے کہ جس طرح تخم زمین کے اندر پوشیدہ رہ کر آخر بشکل نخل ظاہر ہوتا ہے جو درحقیقت اس کی اصلی صورت ہے اسی طرح جو صورت آج مزرعۂ دل میں مخفی ہے وہ قیامت کے روز اپنی اصلی صورت پر نمایاں ہوگی چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

آں خیالے از دروں آید بروں
چوں زمین کہ زائد از تخم دروں

ہر خیالے کو کند در دل وطن
روز محشر صورتے خواہد شدن

دوسرے مقام پر مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مفاد تصور کی اور زیادہ وضاحت فرمائی ہے، اور صاف لکھ دیا ہے کہ جو صورت آج دلنشیں ہوگئی اسی صورت متصورہ کے ساتھ محشور ہونا لازمی ہے۔

صورتے کان بر نہادت غالب است
ہم بر آں تصویر حشرت واجب است

مولانا روم کا یہ ارشاد اصول شریعت کے مطابق ہے کیونکہ حضور رحمت

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون ۔یعنی زندگی میں جو خیال رہے گا اس میں مروگے اور جس خیال میں مروگے اسی خیال میں محشور ہوگے۔

اہل محبت کی موت صورت متصورہ کے ساتھ ہوتی ہے، اور قیامت کے روز بھی صورت متصورہ کے ساتھ وہ محشور ہوں گے، لیکن یہ ضرور ہے کہ تصور اگر صورت محمود کا ہے تو فائدہ اٹھائیں گے اور اگر شخص مذموم کا ہے تو اسی قدر نقصان ہوگا۔

شیخ کیا ہے شیخ ہے شانِ خدا
شیخ کیا ہے شیخ ہے آنِ خدا

الغرض ہر ہر ولایت کا حصول
شیخ کی برزخ سے ہوتا ہے وصول

جب تجلی آئینہ دکھلائے گی
تب سمجھ تجھکو خدا کی آئے گی

اس مٹانے سے خدا کو پاؤگے
بے شبہ تم مصطفےٰ کو پاؤگے

اے فقیرو مرشد کامل ہے کیا
مرشد کامل ہے نورِ مصطفےٰ

شغل برزخ جب کروگے چند روز
آپ تم ہوجاؤگے برزخ فروز

جب اثر بخشے گا یہ شغل عجیب
یک بیک مل جائے گا تم سے حبیب

حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

ایک مرتبہ شیخ عنایت اللہ تعلقدار سین پوری نے عرض کیا کہ کوئی اسم حل المشکلات تعلیم ہو جس کا ورد کروں تو آپ نے متبسم لبوں سے فرمایا شیخ جی جب کوئی مشکل پیش آئے تو ہمارا تصور کرلیا کرو اور تصور کا قاعدہ تعلیم فرمایا۔

شیخ صاحب نے ہمیشہ اس ہدایت وارثی پر عمل کیا اور مشکلات اور مہمات میں ان کی اس تصور شیخ کے تصرفات سے کامیابی ہوئی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن وارثی بانکی پوری نے عرض کیا کہ کچہری میں ملازم ہوں مگر افسر ناخوش رہتا ہے۔

فرمایا کہ جب اس کے سامنے جاؤ ہمارا تصور کرو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس ہدایت کی تعمیل کی، تین چار روز کے بعد اسی افسر نے میری ترقی کے واسطے رپورٹ کی اور ہمیشہ مجھ کو اس تصور کی برکت سے کامیابی ہوئی۔

فرمایا کہ ہر وقت قلب میں محبوب کی صورت دیکھنے کی کوشش کرو اور محبت ہے تو برزخ قائم ہو جائے گی۔

ایک نو آموز حلقہ بگوش نے عرض کیا ہدایت کے مطابق تصور کرتا ہوں لیکن کشف صورت کے ساتھ فوراً حجاب حائل ہو جاتا ہے۔

حضور قبلۂ عالم نے فرمایا کہ جب حجاب حائل ہو چند مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو صورت قائم ہونے لگے گی۔

فرمایا کہ بوقت تصور آنکھیں نہ بند کی جائیں، بلکہ قلب کی آنکھ کے ساتھ ظاہری آنکھ سے بھی غائبانہ صورت دیکھنے کی مزاولت کرو۔

اہل محبت کا تصور بھی بغیر کسی سعی اور کوشش کے یوں ہی قائم ہو جاتا ہے کہ فراق محبوب میں جب وہ زیادہ بیقرار ہوتے ہیں تو صورت محبوب کے

خیال سے دل کو تسکین دیتے ہیں، اور رفتہ رفتہ صورت متصورہ ایسی قائم ہوتی ہے کہ موجودات میں بجز صورت محبوب ان دوسری صورت نظر نہیں آتی ہے۔

سرمہ یوں تو کر کرا کجرا دیو نجائے
جن نینن ماں پیو بسیں دوجے کون سمائے

تصویر شیخ جملہ موجودات کے خیال سے افضل ہے اور جب ہم ایسے سعید خیال کے ساتھ مریں گے اور اس مقدس خیال کے ساتھ محشور ہوں گے تو ضرور سعادت ابدی نصیب ہوگی۔

دھیان گرو کو بستر مانو گر منتر کو جانو بھوگ
بولو اوگھٹ جے گرو کی یہی ہے اوتم جوگ

گرو ہمارا جنم کا راجہ گرو ہمارا آد
اوگھٹ تم گر منتر کو چا ہو گرو کی راکھو یاد

اوگھٹ چیلا وہی گنی جو بن گرو تجے نہ سانس
سوتے جگتے دھیان رہے گرو کو راکھے پاس

دنیا میں پیشوائے کامل کے تصور سے بہتر کوئی خیال نہیں ہے اس لئے کہ خیال درحقیقت صحبت روحانی ہے اور مسلمہ ہے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور اثر بھی کیسا اثر کہ ایک دم کی صحبت کو بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا فرمایا ہے۔ پس تصور شیخ جملہ موجودات کے خیال سے افضل ہے۔

مدھوا پیو پریم کا بن میں کرو استھان — من موہن کے دھیان میں اوگھٹ تجو پران
کایا کی ممتا تجو اور اپنی سدھ بسراؤ — موہن مرلی آن سنائیں ایسا دھیان جماؤ

مکتی ہوئے کلیس کٹے چھٹے جنم کا پاپ
ست گرو کے نام کا اوگھٹ ہردے مالا جاپ

برزخ شیخ کا حال

حضور سیدنا قبلۂ عالم علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اور پھر اسے کوئی قطرہ نہیں کہتا۔

فرمایا کہ پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے، جو پیر کی شکل ہے یہی سب کچھ ہے، پیر کی ذات ہی فنافی اللہ اور فنافی الرسول کا مرتبہ مل جاتا ہے۔

فرمایا کہ پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے، پیر کی صورت ہر وقت سامنے رہے اور وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے یہی فنافی الشیخ ہے۔

فرمایا کہ ایک صورت پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ یہاں رہے گی اور وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ ہوگی۔

فرمایا کہ جس کے تصور میں مرو گے اسی کے ساتھ حشر ہوگا۔

شغل برزخ خوب تر ہے اے عزیز — اس لئے محبوب تر ہے اے عزیز
شغل برزخ کو نہ چھوڑو رات دن — اس طرف سے منھ نہ موڑو رات دن
کوئی دن میں باخدا ہوجاؤ گے
پیر و مرشد خلق کے کہلاؤ گے

پاؤ گے تم بھی امامت کا مقام — دیکھ لوگے تم قدامت کا مقام
زندگی جاگیر اپنی پاؤ گے — خلد کو تعمیر اپنی پاؤ گے
رتبۂ غوثی و قطبی پاؤ گے
بادشاہ دوجہاں ہوجاؤ گے

ایک طالب حق نے حضرت خواجہ بوعلی شاہ قلندر کے مزار پر چلہ کشی کی، اس کا مطلب یہ تھا کہ برزخ مرشد اب کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں قائم ہوتا ہے۔

ایک شب کو بشارت ہوئی کہ اولیاء بخش حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو، وہاں تیرا مقصد پورا ہوگا۔

شیخ کامل خدا کی داد ہے — یہ رسول پاک کی امداد ہے
مرشد کامل فنا فی اللہ ہے — مرشد کامل بقا باللہ ہے
ہے یہ نائب احمد آگاہ کا
ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا

وہ طالب حق طویل سفر کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ افیون نہ کھایا کرو اس نے کہا کہ حضرت اب تو جان کا سامنا ہے آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے جو اپنے مطلب کو نہیں پاتے ہو یہ سن کر وہ طالب حق زار زار رونے لگا۔

شیخ کامل میں فنا حاصل کرو — شیخ کامل میں بقا حاصل کرو
شیخ کیا ہے شیخ ہے نورِ خدا — شیخ کیا ہے شیخ ہے طورِ خدا
شیخ کی صورت ہے نورِ مصطفےٰ
شیخ کا معنی ہے سر کبریا

آپ کے رحم و کرم کو جوش آیا اور اس کی فریاد کارگر ہوئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ دیکھو تو یہ کس کا ہاتھ ہے اس نے اپنے پیر و مرشد کا جو ہاتھ

دیکھا تو بے چین ہو کر بوسہ دینے لگا اور بار بار آنکھوں سے لگانے لگا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو اس نے آنکھیں بند کیں اس کا مطلب تھا پورا ہوا اور فوراً رخصت کر دیا گیا۔

شیخ نے مجھ کو کیا آگاہ حق
شیخ نے مجھ کو دکھائی راہِ حق

راہ سے بے راہ تھا میں اے عزیز
شیخ نے مجھ کو کیا صاف تمیز

قدسیوں کی بزم میں پہنچا دیا
علم ان کا یک بیک سمجھا دیا

علم بخشا عالم آثار کا
فقر بخشا سید مختار کا

جذبۂ یا ھو دیا مجھ کو تمام
طالبوں کا کر دیا مجھ کو امام

رازِ حق مجھ پر ہویدا کر دیا
آن میں بندہ سے مولا کر دیا

شغل سلطان الاذکار

صورت مرشد کا ہو دل میں ظہور — پھر نہ تیرے کام میں کچھ ہو قصور
جب بانگ جاناں کی تجھے پہنچے صدا — اس صدا پر ہمیشہ تو لو لگا
پھر عیاں سلطانی اذکار ہو
ہر رگ و ریشہ سے ذکر یار ہو

شغل سلطان الاذکار کرنے والے کا عام طور پر جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور پورے کمرے میں پھیل جاتا ہے اور ہر ٹکڑے سے علیٰحدہ علیٰحدہ ذکر ہوتا رہتا ہے جسم کے ٹکڑے ہونے پر یا پھر مل جانے پر کچھ آثار نہیں ظاہر ہوتے ہیں، البتہ جسم پر نقاہت کا از حد درجہ احساس ہوتا ہے عام طور پر ان کی تعلیم کے چار سال کورس بتائے گئے لیکن صاحب نسبت ایک لمحے میں بھی اس ذکر کو جاری کر سکتا ہے۔

یہ ذکر روئیں روئیں سے ہڈی ہڈی سے جوڑ جوڑ سے گوشت کے ریشے ریشے سے ذکر کی مشق کرائی جاتی ہے جسم کے کسی ایک حصے پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اس طرح سے جسم کے ساتھ حصے کئے جاتے ہیں پھر ہر ایک حصے سے ذکر ہونے لگتا ہے تنہائی میں وہی حصے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ اور جدا ہو کر ذکر کرنے لگتے ہیں۔

فضل حق کی جب ہوا چل جائے گی
پاک مرشد کی نظر پڑ جائے گی

نورِ عرفان کی پلادے گا شراب
عشق حق میں مست کردے گا شتاب

بے خودی کا علم تب کھل جائے گا
با خودی کا علم تب کھل جائے گا

حضور قبلۂ عالم نے اپنے مخصوص اور باخبر غلاموں کو شغل سلطان الاذکار بھی تعلیم فرمایا تھا۔ لیکن جس طرح تصور مطلوب کی ہدایت عام اور بغیر کسی تخصیص کے جملہ مسترشدین کو ان کے استعداد کے اعتبار سے ہوئی وہ تعلیم شغل الاذکار میں نہیں ہے۔ چند غلامانِ وارثی ایسے تھے جو شغل سلطان الاذکار کے صحیح معنی میں عامل تھے۔

خاک پائے عارفاں تو بن ضرور — وہ سرمہ مازاغ کا بخشے ہیں نور
جب دیدۂ دل کو ترے دیویں جلا — تب نظر آوے تجھے مہ لقا
بھید سے تیرے تجھے آگہہ کریں
آنِ واحد میں گدا سے شہ کریں

یہ شغل جامع کمالات ہے اور اس کے چند مدارج ہیں اور درجہ آخر مخصوص مقربین بارگاہ حضرت احدیت کا مرتبہ ہے اور اس شغل کو اصطلاح صوفیہ میں صوت سرمدی اور شغل بے شغلی بھی نام ہے۔

اہل دل کی جان تو اور مان تو — عبد میں معبود کو پہچان تو
تو طلب ان سے اگر پا جائے گا — بھید اپنا پھر تجھے مل جائے گا
ایک ہی چشم کرم میں وہ جناب
ذرہ کو خورشید کر دیویں شتاب

جس طرح یہ شغل اپنی نوعیت میں یگانہ ہے اسی طرح اس کا عمل نہایت دشوار ہے اور زمانہ دراز کی جدوجہد اور مسلسل سعی اور کوشش سے شاغل اس کے جملہ مدارج سے خبردار ہوتا ہے۔

حضور قبلۂ عالم کے مخصوص طریقہ تعلیم میں یہ خصوصیت بدیہات سے دیکھی گئی ہے کہ شغل سلطان الاذکار کا قاعدہ بہت جلد اور نہایت آسانی سے طالب کے ایسا ذہن نشین ہو جاتا تھا کہ وہ اس پر عمل کرتا تھا اور اس کے اثرات سے کماحقہ آگاہ ہو جاتا تھا۔

سرکار عالم پناہ نے جس دست گرفتہ کو شغل سلطان الاذکار تعلیم فرمایا، تین روز میں اس پر ابتدائی حالات طاری ہوگئی اور اس کے بطون سے آواز لطیف آنے لگی بقول حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

کسے ندانست کے منزل گہ مقصود کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

طالبین کی اس یافت اور کامیابی میں اس قدر عجلت باعث یقینی حضور کے تصرف باطنی کا اثر ہوگا مگر بظاہر قاعدہ بھی آسان تھا۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امام الاولیاء مجھے کچھ بتا دیجئے کہ میں اس کو پڑھا کروں آپ نے ایک چیز بتا دی تیسرے دن وہ روتا ہوا حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے۔

جب رخصت کر دیا گیا تو لوگوں نے پوچھا بات کیا تھی اس نے کہا مجھے حضرت نے ایک دعا بتائی تھی میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا، دو تین مرتبہ پڑھا ہوگا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میرا دایاں بازو میرے جسم سے علیحدہ ہوگیا ہے۔ اور بائیں بازو کی بھی یہی کیفیت ہو چلی یہ دیکھ کر گھبرا اٹھا اور پڑھنا چھوڑ دیا پھر

دوسری شب کو جو پڑھا تو کوئی کیفیت نہ ہوئی آپ نے پانچ مرتبہ پڑھنے کو فرمایا تھا۔ میں نے اس کو سیکڑوں دفعہ پڑھا مگر کچھ نہ ہوا۔

آج حاضر ہوا تو آپ نے یوں فرمایا سچ ہے جس کی قسمت میں ہوتا ہے اس کا ویسا ہی سامان ہوتا ہے۔

بھید یہ ہر ایک پر کھلتا نہیں　　دید سے خالی پتہ چلتا نہیں
دید کو تو چھوڑ اصلی بھید لے　　بھید میں آ کر تو خود کو دیکھ لے
بھید اپنا خود تو ہی ہے جان تو
اصل اپنی کی ذرا پہچان تو

ایک مقام پر آپ زنانہ مکان میں تشریف رکھتے تھے، اور عورتیں حاضر خدمت تھیں کہ بعد آدھی رات کے عورتیں چلا اٹھیں کہ ہائے میاں ہائے۔ سب لوگ دوڑ پڑے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو ایک عورت نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ کے ہاتھ پاؤں سب علیحدہ ہو گئے تھے۔ میں سمجھی کہ کسی نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس وقت اس عورت نے اس راز کو کہہ دیا اس کے دو تین دن بعد اس نے قضا کی۔

صحبت مرشد میں اب ہر وقت رہ　　پر ادب رہ زبان سے کچھ نہ کہہ
جب خاص مرشد کا رہے دل میں حضور　　پھر زبان کو کھولنا ہے کیا ضرور
شوق ذوق حق میں تو مشغول ہو
ذکر و فکر و حق میں تو معمور ہے

آپ کے نماز کے متعلق واقعات

یہ شراب معرفت ہے خوشگوار　　ساقی اس کا احمد عالی تبار
تھے اس مئے سے کئی میخوار مست　　شیخ شبلی رومی و عطار مست
اس شراب معرفت سے جن و ناس
ایک دو کیا سیکڑوں ہیں بے حواس

اے فقیرو ہوش سے بیزار ہو　　اس شراب ناب سے سرشار ہو
بادہ عرفان جو نشہ لائے ہے　　فرشیوں کو عرش پر پہنچائے ہے
تھا اسی مئے کی تجلی کا ظہور
جل گیا ٹکڑے ہوا ہر سنگ طور

حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

جو شخص نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے۔

فرمایا کہ نماز ضرور پڑھنی چاہئے یہ نظام عالم ہے اگر یہ چھوڑ دی جائے گی تو عالم کے انتظام میں خرابی آ جائے گی۔

فرمایا کہ نماز وہی ہے جو حضورِ قلب کے ساتھ ہو۔

فرمایا کہ نماز برابر پڑھی جائے اگر ایک سجدہ بھی ہو گیا تو تمام نمازیں ہو گئیں۔

فرمایا کہ نماز روزہ اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے، نماز تو رکن اسلام ہے اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اس کا بھی خیال نہ کرے بس یہی ایمان ہے۔

فرمایا کہ مسجد میں پیدل جانے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔

فرمایا کہ جمعہ کی نماز میں سنت گھر پر پڑھ کر جانا سنت ہے۔

فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد لوگ چار رکعت ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں یہ شک کی بات ہے اور ہمارے یہاں شک نہیں ہے۔

فرمایا کہ جو شخص چھپ چھپا کر نماز پڑھتا ہے تو نماز ہو جاتی ہے، ہر شخص پر اتباع سنت اور پابندیٔ شریعت لازم ہے۔

فرمایا کہ شریعت میں خود بینی منافی آداب عبدیت ہے۔ شریعت ایک انتظامی بات ہے اگر انتظام نہ ہوتا تو سب کام بگڑ جائے۔

یہ عجائب بادۂ توحید ہے　　اس کا نشہ سر بسر تجدید ہے
یہ پیالہ جس گھڑی کرتا ہے مست　　پینے والا نیست کو کرتا ہے ہست
تم نہ کہہ بیٹھو اسے بادہ کہیں
جذبۂ سالک ہے یہ بادہ نہیں

ایک روز حضور امام الاولیاء بندہ نواز سیر و سیاحت فرماتے مقام گنج مرادآباد رونق افروز ہوئے، حضرت مولانا فضل الرحمٰن کہ وہ بھی کاملین زمانہ سے ہیں اور عالم باعمل ہیں، حضور امام الاولیاء ان کی ملاقات کو تشریف لے گئے، جس وقت مولانا سے ملاقات ہوئی، مولانا نے کمال غلو شریعت سے بے خوف وخطر یہ فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں، اس شخص کو جو متعمداً نماز ترک کرے۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ:

من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔ اور اسی قبیل سے بہت سی احادیث اور آیتیں مولانا نے پڑھیں اور غایت تعصب مذہبی سے جب تہذیب سے گذر گئے، بہت سی باتیں ناشائستہ آپ کی شان میں کہہ گئے۔

آپ نے مولانا کی باتوں کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہاتھ پکڑ کر ایک کوٹھری میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد جو دونوں بزرگ باہر نکلے تو مولانا زار زار روتے ہوئے باہر آئے، پھر آپ نے رخصت چاہی اور دوسری جگہ حسب معمول سیر و سیاحت کو تشریف لے گئے۔

منزل تقدیس کا راہی ہے وہ　　قلزم توحید کا ماہی ہے وہ
جسم اس کا ہے زمیں کی فرش پر　　روح اس کی پہنچتی ہے عرش پر
ہر گھڑی کرتا ہے کعبہ کا طواف
اس سخن میں نہیں کچھ کذب و کذاب

اب حضرت مولانا کے مریدوں نے پوچھنا شروع کیا یا حضرت آخر ماجرا کیا تھا چنانچہ حضرت مولانا ابو النصر محمد عمر بلند شہری جو مولانا کے ممتاز مریدوں میں ہیں انھوں نے ماجرا تمام عرض کیا کہ ماجرا کیا ہے، حضرت مولانا نے فرمایا کہ کیا کہوں۔

حضرت امام الاولیاء اپنے ساتھ مجھے کعبہ لے گئے اور وہاں نماز پڑھائی اور جو میری منزل تھی وہ مجھے دکھا دی اور جو کچھ نیکی بدی ہم نے کی تھی اسے بھی دکھا دیا، سو خبردار کوئی شخص حضرت کی شان کے خلاف نہ کہے ورنہ اس کی عاقبت بخیر نہ ہوگی۔

یہ معمہ راز کا ہے دوستو　　یہ ترانہ ساز کا ہے دوستو
اس گرہ کو کھولنا ہے ہوشیار　　یہ ترانہ بوجھتا ہے مردکار
مردکار آگاہ وہ ہے اے فنا
زندگی میں جس کو حاصل ہے فنا

حضور امام الاولیاء بندہ نواز ایک دن رودولی شریف حضرت قاضی

مظہر الحق کے مکان میں رونق افروز ہوئے جس وقت عورتیں زیارت کو آئیں پردہ ہو گیا۔

اس وقت ایک عورت نے رو کر کہا کہ یا حضرت سب لوگ ہم پر طعنہ کرتے ہیں کہ تمہارے پیر میاں کیسے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے ہیں یا حضرت ہم ان کو کیا جواب دیں۔

آپ نے فرمایا ادھر آؤ، جس وقت وہ عورت آپ کے قریب گئی، آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا، اس عورت نے دیکھا کہ حضور امام الاولیاء خانۂ کعبہ میں بیٹھے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر بیہوش ہوگئی، جس وقت تک وہ عورت زندہ رہی مخبوط الحواس رہی کوئی بات پوچھے تو معقول جواب نہیں دیتی تھی، اور حضور امام الاولیاء کی فدائی اور شیدائی ہو کر انتقال کیا۔

خلق کو خالق سے نسبت برملا — چند صورت پر ہے اے مردِ خدا
ایک نسبت اہل عرفان کی فقیر — سیکڑوں صورت پہ ہے صورت پذیر
نسبت اہل عرفان بیان کرتا تمام
مست کرتا خلق کو دے دے کے جام

حضور امام الاولیاء بندہ نواز کو اللہ تعالیٰ نے رتبہ و مقام عطا کیا تھا کہ آپ ایک ہی لمحہ میں کئی کئی جگہ جلوہ افروز ہو جاتے تھے۔

دو عربی حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کیا کہ امسال آپ حج کو جب تشریف لے گئے تو زیارت نصیب ہوئی تھی اور یہ شخص جو ہمراہ ہے اسی زمانہ میں مرید بھی ہوا تھا۔

لوگوں نے کہا کہ حضور قبلۂ عالم بہت زمانے سے حج کو تشریف نہیں لے گئے، اس عربی نے کہا کہ واللہ امسال آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔

آپ نے ہنس کر فرمایا کہ کوئی دوسرا آدمی ہوگا۔ یہ فرما کر ان دونوں کو رخصت کیا وہ لوگ نہایت ہی مسرور راہی ملک عرب ہوئے۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس وقت چاہتے اور جس دم چاہتے تھے حرم کعبہ میں جلوفرما ہوتے تھے جو شخص دوسرے کو ہمراہ لے کر ایک لمحہ سے کعبہ پہنچتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے جیسا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب قبلہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

جو شخص کسی کے سر پر ہاتھ رکھ دے اس کو فوراً خانۂ کعبہ میں حاضری کرادے تو اس میں خود کتنا کمال ہوگا کہ ایک لمحے میں خانۂ کعبہ میں پہنچ جائے۔

کئی سال تک آخری عمر میں آپ حج بیت اللہ کو تشریف نہ لے گئے لیکن دو عربی تشریف لا کر کے آپ کو وہاں پر موجود ہونے کی گواہی کے ساتھ ساتھ اپنے مرید ہونے کا بھی حال بتا رہا ہے، حضور قبلہ عالم کی عادت مبارکہ تھی کہ سچے واقعات جو آپ کے متعلق ہوتے تھے تو اس کو ہنس کر ٹال دیا کرتے تھے۔

عاشقوں کو ہے گا حاصل یہ نیاز — وہ خاص بیت اللہ میں پڑھتے ہیں نماز
یہ نمازِ پنجگانہ اور ہے — وہ نیاز عاشقانہ اور ہے
پنجگانہ سیر ہے یار کی
عاشقانہ سیر ہے دیدار کی
عامیوں کی ہے گی خانہ تک گذر — صاحب خانہ پر عاشق کی نظر
حج ہے دربار حق کی سیر گاہ — دید بازی یار کی کچھ ہے جدا
جب ملی نعمت ہمیں دیدار کی
کب رہی پرواہ درو دیوار کی

آپ کے اور آپ کے فقراء کے روزے کی صفات و کیفیات

جو لوگ محقق ہیں جن کے قول و فعل میں صدق و اخلاص ہے وہ کہتے ہیں کہ جس طرح قوتِ جسمانی کھانے پینے سے پر موقوف ہے اسی طرح روحانی طاقت بھوکے پیاسے رہنے سے پیدا ہوتی ہے۔

الجوعُ طعام الله فی ارضه۔

بھوک خدا کی زمین میں خدائی غذا ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ روزہ دار میں معبود جل ذکرہ کی ایک صفت خاص پائی جاتی ہے۔

هو یطعم لا یطعم

حق سبحانہ تعالیٰ کھلاتا ہے مگر خود نہیں کھاتا۔

روزہ دار کا اس صفت باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف ہونا کیا معمولی بات ہے؟ اہل دانش و بینش کا اس پر اتفاق ہے کہ سچے روزہ دار کو یقینی مقام تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اور بشریت کی کڑی منزل کے سخت مرحلوں سے وہ نکل آتا ہے گویا روزہ دار اس حکم کے تحت میں آجاتا ہے۔

تخلقوا باخلاق الله ۔

اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو جاؤ۔

یعنی خود نہ کھاؤ دوسروں کو کھلانا، اس عمل سے اس میں محبوب قدیم کی وہ صفت پیدا ہوتی ہے جس کا ذکر ہوا اور صفات بشریت سے وہ کنارہ اختیار کرتا ہے۔

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

الدنیا یوم ولنا فیها صوم۔

دنیا درحقیقت ایک دن سے زیادہ نہیں اور ایک دن کا روزہ کیا دشوار ہے۔

ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ:

صم عن الدنیا و جعل فطر تک الموت ۔

دنیا سے روزہ رکھ اور موت سے افطار کر۔

روزہ جو اسلام کا فرض عظیم ہے اور ایمان کا مہتم بالشان رکن ہے جس کا احترام حضور قبلۂ عالم اس اہتمام سے فرماتے تھے کہ:

- قبل رویت ماہ صیام مسجد میں چونہ کاری کرائی جاتی تھی۔
- کرنال شریف سے حضرت حافظ عبدالقیوم صاحب وارثی کو ختم قرآن کے لئے دعوت دی جاتی تھی جن کا شمار مشہور حفاظ میں ہوتا تھا۔
- شرکت نماز تراویح کے لئے ارادت مندوں کو بتاکید حکم ہوتا تھا۔ روزانہ افطاری ہر خاص و عام کو تقسیم ہوتی تھی۔
- کم از کم تیس مجلد اور قیمتی قرآن مجید لکھنؤ سے منگا کر نادار قرآن خوانوں کو عطا ہوتے تھے، خدام خاص کے خدمات میں آسانیاں کی جاتی تھیں۔
- مقرر خیرات جو روزانہ آستانہ پر تقسیم ہوتی تھی اس میں کافی اضافہ ہوتا تھا۔
- قصبہ کے بعض شرفاء حاجت مند کے گھر پر کھانا بھیجنے کا فرمان صادر ہوتا تھا۔
- آخر عشرہ میں غرباء کو حسب حیثیت کپڑا تقسیم ہوتا تھا۔

- عید کے روز علی الصباح دودھ اور سویاں بصورت لنگر تقسیم ہوتی تھیں۔
- اکثر مساکین کو نقد بھی دیا جاتا تھا۔
- اہل خدمت کو انعام واکرام ملتا تھا۔
- رمضان شریف کا خیر مقدم اور انصرام واہتمام زبان حال سے شاہد ہے کہ حضور قبلۂ عالم کو روزے سے خاص دلچسپی تھی۔

ہمارے رہنمائے کامل سرکار عالم پناہ بندہ نواز کا روزہ بھی صبر وثبات کے لحاظ سے غیر معمولی روزہ ہے جس سے آپ کے عشق صادق کی شان نظر آتی ہے۔

حضور قبلۂ عالم نے جس عنوان سے آپ نے حضرت احدیت جل جلالہ کے اس فرمان اتموا الصیام الی اللیل ۔ کی تعمیل فرمائی ہے، وہ آپ کے جذبات عشق کی بین دلیل ہے کیونکہ مطلوب حقیقی کے اس حکم کے مطابق گو آپ نے بہ ہزار صدق وخلوص ماہ صیام کے روزے حسب قیود وشرائط رکھے۔ تیس دن تک از صبح تا شام احتراز آب وطعام کے بعد بھی آپ کے قلبی ذوق و شوق کو سکون نہیں ہوا اور بہ اقتضائے جوش عشق حکم شاہد بے نیاز کی تکمیل میں معانقۃ الطاعات کی تشریح وتصریح کو اس قدر وسیع کیا کہ بجائے بارہ گھنٹہ امساک خورد ونوش کے حضور قبلۂ عالم نے ایک سو اڑسٹھ گھنٹے کے بعد اکل و شرب فرمایا۔

اٹھارہ سال تک آپ کا مسلسل یہی دستور تھا کہ سات روز کے بعد نہایت سادی غذا اور قلیل غذا سے افطار کرتے تھے۔

تیس دن کے بجائے چوبیس سال تک اس انداز سے آپ صائم الدھر رہے اور بکمال صبر واستقلال حضرت رب العزت کے اس حکم کی ایسے پر جوش طریقے سے تعمیل فرمائی کہ اس طاعت کو ریاضت شاقہ کی حد تک پہنچا دیا اور

آپ کا روزہ بھی مخصوص مجاہدہ کی منزل میں ہو گیا۔ حضور قبلۂ عالم نے رضائے پنجتنی کی یہ شان دکھا دی کہ خداوند عالم کا کوئی حکم طاعت وعبادات ایسا نہیں ہے جس کی تعمیل وتکمیل سرکار عالم پناہ نے کما حقہ اہمیت کے ساتھ نہ کی ہو۔

حضور قبلۂ عالم بندہ نواز کو روزے سے نہایت رغبت اور غایت دلچسپی تھی تو اس رغبت کا یہ اقتضاء تھا کہ بکمال شفقت آپ نے مسترشدین کو بھی روزہ رکھنے کی ہدایت متواتر اور بتاکید فرمائی بلکہ ترغیب کے پیرایہ صوم رمضان کے صفات وبرکات سے بھی آگاہ کیا چنانچہ اکثر ارشاد ہوا کہ:

- روزہ ایسی گرانقدر عبادت ہے کہ روزہ دار بندے کو خدا اپنے دوستوں میں شمار کرتا ہے، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:
- انسان حالت روزہ میں صفات ملکوتی سے موصوف ہو جاتا ہے۔
- یہ بھی فرمایا کہ خدا کی عین رحمت ہے کہ فاقہ جو اس کے نعمت خانہ میں محبوب غذا تھی وہ ہر سال اپنے بندوں کو تیس روز تک مرحمت فرماتا ہے۔
- فرمایا کہ روزہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔
- فرمایا کہ روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے۔
- فرمایا کہ روزہ روح کی غذا ہے۔
- فرمایا کہ شوق سے روزہ رکھنا عاشقوں کی سنت ہے۔
- فرمایا کہ روزہ رکھنے سے خدا کی محبت بڑھتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان آنے سے خوش ہوا اور ختم ہو جانے سے مغموم ہوا اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور وہ اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن تھا۔

اس مہینہ میں گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، قلوب مسرور ہوتے ہیں۔

ڈرنے والوں کو دوزخ سے امان دی جاتی ہے، اس مہینہ کا ایک گھنٹہ ہزار سال سے بہتر ہے۔

یہ سجود، صیام، تراویح قرآن کا مہینہ ہے۔

یہ رحمت اور بخشش کا مہینہ ہے یہ توبہ واستغفار کا مہینہ ہے، یہ زیارتِ قبور اور احسان کرنے کا مہینہ ہے۔

جو کچھ عمل خیر اس مہینہ میں کیا جائے گا، وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے اس بندہ کا گواہ ہوگا، اس کی راتوں میں نفلیں پڑھو ذکر کرو کہ آتش دوزخ تم پر حرام ہو جائے گی۔

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تلوار پر لکھا ہوا تھا کہ:

رزق جتنا قسمت میں ہے پہنچے گا۔ لالچی ہمیشہ شرمندہ رہتا ہے، بخیل ہمیشہ مذموم رہتا ہے، حسد کرنے والا ہمیشہ مغموم رہتا ہے۔

نماز میں سستی کرنے والا نعمتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے، تارکِ زکوٰۃ ذلیل خوار ہے۔

اور رمضان کے روزے چھوڑنے والے کو شفاعت اور خدا کا دیدار میسر نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں ایک دن بھی روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو چھ چیزیں عنایت فرماتا ہے۔

☆ اس کے جسم میں جو حرام کھانے سے گوشت پیدا ہوا تھا وہ گل جاتا ہے۔
☆ رحمت الٰہی سے قریب ہو جاتا ہے۔
☆ اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
☆ قیامت کے دن بھوک اور پیاس سے محفوظ رہے گا۔
☆ عذاب اس پر آسان ہو جائے گا۔
☆ جنت میں اس کو بزرگی عطا ہوگی۔

صائم الدھر رہنے کی فقراء کو تعلیم

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

روزہ جوارح کے لئے بلا ہے اور دل کے لئے صفا اور جان کے لئے ولا ہے۔ اور سرّ کے لئے بقا ہے، اتنے بہترین سامان مہیا ہوں کہ دل کو صفا، جان کو ولا، سرّ کو بقا حاصل ہو۔

ایسی صورت میں اگر جسم مبتلائے بلا رہے تو کیا مضائقہ ہے اور کیا نقصان ہے اسی معنی کی طرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

جو عمل انسان کرتا ہے اس کا اجر دوگنا ملے گا یہاں تک کہ ایک کا ستر تک اضافہ ہوگا، مگر روزہ ایسا عمل ہے کہ خاص میرے لئے ہے، اور اس کی جزا خاص میں دوں گا۔ اور اس کی جزا میں خود ہی ہوں گا۔

روزہ سے دل میں ایسی صفائی حاصل ہوتی ہے کہ چار پایوں، درندوں کی خصلت ونجاست انسانوں سے دور ہو جاتی ہے، اور لطیفۂ سرّ سے اس قسم کی ظلمتیں نکل جاتی ہیں، ایسی حالت میں روزہ کو کوئی معمولی چیز نہ سمجھنا چاہئے روزہ اور گرسنگی میں عجب عجب کمالات ہیں۔

طبقات صوفیہ میں جذبات معروف ومشہور ہیں یہ لوگ جب چاہتے ہیں کہ کلام خداوندی، دل ہی دل میں سنیں تو چالیس روز بھوکے رہتے ہیں، تیس دن کے بعد مسواک بقصد افطار کرتے ہیں، اس کے بعد دس روز اور بے آب و دانہ رہتے ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لامحالہ خداوند عزوجل ان کے دل کی خلوت

میں باتیں کرتا ہے، اس کی ایک زبردست اصل ہے انبیاء کے لئے جو چیز یہ اظہار روا ہے اولیاء کے لئے یہ اسرار جائز ہے۔

یہ سارا حکم انسان ہی کو کیوں ہوا؟ اس کا سبب ہم سے سنو بشر تمام مخلوقات کا خلاصہ ہے اور اسرار کا منبع وسرچشمہ ہے، کاروبار اس کے کوئی معمولی نہیں، آسمان وزمین وعرش وکرسی، بہشت ودوزخ، سب اسی کے طفیل سے وجود میں آئے۔ مقصود صرف اس کی آفرینش تھی ورنہ نہ ہوتے۔

شاہد طالبان الٰہی کے واسطے صائم الدھر رہنا زیادہ مفید ہے کیونکہ اکثر حضور قبلۂ عالم نے اپنے حلقہ بگوش کو دائم الصوم رہنے کا حکم دیا ہے، جو خرقہ پوش یا بظاہر اہل دنیا مگر فی الحقیقت صاحب دل اور حق کوش تھا۔

جب کوئی دوامی روزہ دار حاضر خدمت ہوتا تھا تو سرکار عالم پناہ اس کو بہ نظر شفقت دیکھتے تھے اور خادم خاص کو اس کی افطاری کے واسطے تاکید ہوتی تھی اور اکثر بطور ہمت افزائی یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم نے بھی برسوں روزہ رکھا ہے، روزانہ پانی سے افطار کرتے تھے، اور ساتویں روز کھانا کھاتے تھے۔

ایسے ایسے اخوانِ ملت کی تعداد بھی بکثرت ہے جنہوں نے حسب الحکم ہمیشہ دن کو آب وطعام سے احتراز کیا، یا جن سے عرصۂ دراز تک روزہ رکھوایا گیا لیکن طوالت کا خوف ہے اس لئے چند حضرات کے نام نامی نگارش کر رہا ہوں

حضرت رومی شاہ وارثی کا حال

حضرت رومی شاہ وارثی جواں مردی، انکساری، اور ورع وتقویٰ میں مشہور تھے۔ ابتدا سے انتہا تک ایک قدم صدق وطریقت اور مرشد کے حکم کے خلاف نہ رکھا۔

حضرت رومی شاہ صاحب قبلہ وارثی جوتر کی النسل تھے، اور پہلے اپنے ملک میں افسر فوج تھے ان کو حضور قبلۂ عالم نے لباس فقر اس حکم کے ساتھ مرحمت فرمایا کہ دائم الصوم اور قائم اللیل رہنا اور بعد افطار بھی صرف نمک سے نان جو میں کھانا۔

حضرت ولایتی شاہ افغانی کو صوم داؤدی کا حکم

حضرت ولایتی شاہ افغانی کی طبیعت ہمیشہ گوشی نشینی کی طرف مائل رہی، آپ رخصت وتاویل سے حد درجہ اجتناب کرتے تھے۔ ابتداء میں لوگوں کے زمرے میں رہے مگر دل میں کرختگی رہی لیکن جب حضور قبلۂ عالم سے ملاقات ہوئی اور ان کی صحبت اختیار کی تو جہاں کہیں رہے طالب صادق رہے۔

حضرت ولایتی شاہ صاحب قبلہ افغانی حسب الحکم اجمیر شریف مین جھالرہ سے مشکیزہ بھر کر خلق اللہ کو پانی پلاتے تھے ان کو سرکار عالم پناہ نے صومِ داؤدی کا حکم دیا تھا کہ ایک دن روزہ رکھا دوسرے دن بے طلب جو بہم پہنچے بعد ظہر کھا لیا کرو اور جس روز روزہ سے ہو آستانہ اقدس پر جاروب کشی کرو اور جس روز کھانا کھاؤ اس روز پانی پلاؤ۔ آپ نے اس حکم کی تکمیل میں پوری زندگی گذار دی اور وصالِ حق فرمایا۔

محترمہ بی بن وارثیہ معروف اللہ والی

حضرت بی بن وارثیہ معروف اللہ والی اپنے وقت کی صالحہ عابدہ اور صبر وشکر کرنے والی بی بی تھیں۔ جو آج تک اجمیر شریف میں صاحب باطن مشہور ہیں، اور قبۂ انور کے مشرقی سمت ان کا مزار ہے، وہ جس روز سے داخل سلسلہ ہوئیں، تاحیات روزہ دار رہیں۔

حضرت محترمہ نصیبن وارثیہ:

حضرت محترمہ نصیبن وارثیہ نیک، صالح اور مستجاب الدعوات عورت تھیں، حضور قبلۂ کے حکم کے مطابق ہمیشہ روزہ دار رہیں اور کھانا تیسرے دن کھایا۔

وہ اس طرح کہ چرخہ کات کر جس قدر پیسے جمع ہوتے تھے ان میں سے نصف پہلے خیرات کرتی تھیں، اور نصب اپنے صوم سہ روزہ کے افطار کرنے میں صرف کرتی تھیں۔

حضرت مسکین شاہ وارثی کا حال:

آپ اپنے پیر و مرشد قبلۂ عالم کے حکم کو جان و دل سے عامل تھے، بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ ہر چیز سے مستغنی رہتے تھے، آپ کو حکام اور اہل دنیا کی طرف سے کثرت سے تحائف اور نذرانے پیش ہوتے تھے، آپ اس میں کچھ بھی نہیں کھاتے تھے، بلکہ مستحقین کو دے دیتے تھے۔

حضرت مسکین شاہ وارثی سرکار عالم پناہ کے حکم پر دائم الصوم اور قائم اللیل رہے اس حکم کی پابندی اور وضعداری پر وصال فرمایا، آپ نواح الہ آباد کے رئیس تھے، اور ضلع باندہ میں جن کا مزار شریف زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت مخدوم شاہ وارثی کا حال:

حضرت مخدوم شاہ وارثی متوطن مواسینی متصل دریاباد بارگاہ وارثی کے قدیم حلقہ بگوش تھے، بادہ توحید کے سرمست تھے، بڑے بڑے مقامات حاصل کئے، قوی حال اور بلند ہمت اور مستجاب الدعوات فقیر تھے، وہ روزہ کے

ایسے دلدادہ تھے کہ حالت صوم میں جاں بحق تسلیم ہوئے یعنی پوری عمر روزہ ہی رکھا۔

حضرت رمضان شاہ وارثی فتح پوری کا حال:

حضرت رمضان شاہ وارثی فتح پوری نے بھی حضور قبلۂ عالم کی توجہ سے بہت بلند مقام حاصل کیا، قہر و لطف میں سے جو کچھ آپ کے خیال آتا تھا، فوراً وقوع پذیر ہوتا تھا۔

وہ ایسے اسم بامسمّٰی روزہ دار تھے کہ روزہ افطار کرنے میں دارالقرار کا سفر اختیار فرمایا، اپنی حقیقی وضعداری کا ثبوت دیا۔

حضرت حاجی مکی شاہ وارثی کا حال:

حضرت حاجی مکی شاہ وارثی بڑے منکسر المزاج اور صاحب حال تھے، آپ صلاح و بزرگی سے آراستہ تھے، آپ کا دستور تھا کہ تیسرے روز غذا کھاتے تھے، اسی عنوان سے تاحیات روزہ رکھا۔

حضرت سکینہ وارثیہ اکبرآبادی:

حضرت مسماۃ سکینہ وارثیہ اکبرآبادی شان رفیع، بلند ہمت خاتون تھیں، نہایت عابدہ، زاہدہ اور متوکل خاتون تھیں، اکیس سال تک دن کو روزہ رکھا اور رات کو سو رکعت نماز پڑھتی تھیں، اور اس حالت میں اس عابدہ زاہدہ کو مالک حقیقی نے دوسرے عالم میں بلا لیا۔

خادم خاص حضرت فیضو شاہ وارثی کا حال:

منکسر المزاج صاف دل، سادہ مزاج، صاف گو، پرہیزگاری کے

جامع، فدائے قبلۂ عالم مست شراب وارثی، مغلوب عشق وعرفان، ریاضت و مجاہدہ اور وضعداری کے پابند حضرت فیضو میاں وارثی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔

آپ نے چوبیس سال تک بقید حیات ترک حیوانات روزہ رکھا، جب خادم خاص کے عہدۂ مبارک ومسعود پر فائز ومعمور ہوئے، تو بحکم سرکار عالم پناہ قضا کیا۔

بابو کنہیا لال عرف غلام وارث کا حال:

آپ جمیع مرادات کے تارک تھے، سرکار وارث پاک کے طفیل عالی مقامات پر فائز ہوئے، عشق وسوز میں آپ بے نظیر تھے۔

ز خوباں ہر چہ آید آں ہمہ خوب
جفا و جور ایشاں محض مطلوب

حضرت بابو کنہیا لال صاحب جن کا ایمان لانے کے بعد غلام وارث نام قرار دیا پایا، علی گڑھ میں وکالت کا پیشہ کرتے تھے، عرصہ دراز تک اس طریقے پر روزہ رہے کہ ہمیشہ وکالت کا کام بھی نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے اور حکم سرکار عالم پناہ بندہ نواز کے مطابق روزہ بھی رکھتے رہے۔

غلامانِ بارگاہ وارثی کے اس کثیر التعداد گروہ میں جس طرح حجاج بکثرت ہیں اسی طرح ایسے روزہ دار بھی متعدد ہیں جو تاحیات دائم صوم رہے۔ یا جنہوں نے مدت مدید تک روزہ رکھا۔

حضرت سید ابو صالح محدث شامی کا حال:

ذکر کی ہوئی خصوصیت صرف ہندوستان ہی کے باشندوں کے واسطے

ہی نہیں تھی بلکہ دیگر ممالک میں بھی اگر تلاش کیا جائے تو حضور قبلۂ عالم کے ایسے حلقہ بگوش بھی اکثر ملیں گے۔ جنہوں نے خدا کی محبت میں اپنی خواہشات کو فنا کر دیا، اور تمام عمر روزہ دار رہے۔ خصوصاً حجاز وعراق میں جہاں پرستانِ وارثی کا شمار کرنا دشوار ہے، وہاں پر تو ایسے ایسے عبادت گذار متعدد گذرے ہیں کہ وہ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے کیونکہ اکثر اخوان ملت نے جو حج وزیارت سے شرف واختصاص سے فائز تھے، بیان کیا کہ دورانِ سفر میں سرکار عالم پناہ کے بعض دست گرفتہ ایسے نظر آئے جو علاوہ دیگر صفات سے موصوف ہونے مستقل روزہ دار بھی تھے۔

قدسیوں میں ہے شمار خادمانِ وارثی
رشک فردوس بریں ہے آستانِ وارثی

دل کے ذروں کو وہیں لے چل اڑا کے اے اصبا
جس جگہ ہو خاک پائے عاشقانِ وارثی

عالم میثاق میں پی تھی شراب معرفت
ہوش میں اب تک نہیں ہیں مے کشانِ وارثی

حضرت حاجی مکی شاہ صاحب قبلہ وارثی بیان کرتے تھے کہ بیروت میں سنا کہ سید ابو صالح محدث شامی ایسے صاحب نسبت بزرگ رہتے ہیں جن کا احترام اس دیار وامصار کے خاص وعام کرتے ہیں گو بہت عرصہ سے وہ عزلت نشین صائم الدھر ہیں مگر پہلے بارہ سال حج بیت اللہ کے لئے پا پیادہ جاتے تھے اب کبرسنی کی وجہ سے اونٹ پر سفر کرتے ہیں مگر حدود مکہ معظّمہ کے اندر پا برہنہ رہتے ہیں۔

دین وملت سے جدا ہیں یاں کے آئین وطریق
یعنی دنیائے محبت ہے جہانِ وارثی

یہ سن کر مجھے ملاقات کا شوق ہوا یہاں تک کہ دوسرے روز وہیں کے ایک تاجر کے ہمراہ گیا، سلام کیا تو حضرت کی پہلی صفت کریمانہ دیکھی کہ کھڑے ہوکر جواب دیا اور معانقہ کیا اور مزاج پرسی کے بعد مستفسر حالات ہوا۔

میں نے دوران گفتگو میں یہ بھی عرض کیا کہ مولانا آپ دائم الصوم کب سے ہیں، حضرت نے ایک آہ سرد بھر کر یہ کہا، یا اخی جب سے تمہارے ہمارے مقتدائے اعظم نے مجھ گنہگار کا ہاتھ پکڑا انھیں کی عنایت سے بہت زیادہ زمانہ گذر گیا اور انھیں کی امداد حمایت پر بھروسہ ہے کہ بقیہ زندگی اسی حالت میں گذر جائے گی ورنہ۔

بارِ گراں کجا و من ناتواں کجا

حضرت شیخ صومی وارثی کا حال:

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب قبلہ وارثی رئیس امیٹھی وکیل بھوپال ناقل ہیں کہ مکہ معظّمہ میں ایک جنازہ کی نماز میں شرکت کا اتفاق ہوا چونکہ مجمع بہت زیادہ تھا اور اکثر لوگ عقیدتمندانہ صورت سے مضطرب الحال نظر آئے میں نے اپنے معلم سے دریافت کیا کہ یہ جنازہ کس بزرگ کا ہے انھوں نے کہا کہ حسن بدوی ان کا نام ہے لیکن صائم الدھر تھے، اس وجہ سے شیخ صومی لقب ہوگیا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

حضور سرکار عالم پناہ کے مرید تھے اور کوہِ صفا کے قریب ایک عریشہ

میں رہتے تھے اور ایسی زاہدانہ زندگی بسر کی کہ بے طلب جو کچھ آجاتا تھا اسی دن اس کو تقسیم کردیتے تھے اور اس عمر میں بھی طواف کرنے پاپیادہ آتے تھے۔

عرصۂ محشر میں بھی ان پر نہیں خوف وہراس
پھر رہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثی

پنجتن کے نام کا طغریٰ ہے خط نور میں
دور سے چمکے گا محشر میں نشانِ وارثی

پھر تو بیدمؔ منزل مقصود تک پہنچیں گے ہم
بن گئے جب مٹ کے گردِ کاروانِ وارثی

مشہد مقدس کے ناظم کا حال:

حضرت حاجی وارثی بیان کرتے ہیں کہ ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے کہ مشہد مقدس میں مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ آغا عبدالعلی جو پہلے یہاں ناظم توشک خانہ تھے، اور آپ بوجہ پیری خانہ نشین ہیں، وہ سرکار عالم پناہ کے مخصوص حلقہ بگوش ہیں، یہ سن شوق ہوا کہ ان سے ملاقات ضرور کرنا چاہئے، مگر جامع التفرقین نے یہ سامان کردیا کہ اس روز اور اس خادم آستانہ اقدس نے صبح جن سے صبح کو ان کا ذکر کیا تھا عصر کے بعد یہ خبر دی کہ اس وقت آغا ناظم روضۂ انور پر حاضر ہوئے ہیں میں فوراً گیا اور ان سے ملا اور انھوں نے سلام کا جواب بھی خندہ پیشانی دیا مگر غیر مانوس صورت دیکھی تو چہرہ پر کچھ آثار حیرت نظر آئے۔

میں نے خود اپنا تعارف ان الفاظ میں کیا کہ باوجودیکہ نا آشنا ضرور ہوں مگر اس خصوصیت کی وجہ سے ملنے آیا کہ میں بھی اس بارگاہ عالی کا ادنیٰ غلام

ہوں جس کے قدیم ارادت مندوں میں آپ کا شمار ہے۔ حضرت نے بکمال محبت معانقہ کیا اور نام ونشان سن کر فرمایا کہ یہاں سیری نہ ہوگی اگر تکلیف نہ ہو تو مکان پر چلئے، میں نے عذر کیا کہ میری حاضری کا وقت قریب ہے کل حاضر ہوں گا کہا اچھا مگر چائے وہیں پینا ہوگی۔

ہر دل میں ان کے نور کی پھیلی ہے روشنی
وارث علی ہیں شمع شبستانِ اولیاء

دوسرے روز میں گیا تو ان کو منتظر پایا بہ شفقت معانقہ کیا اور ایران میں سرکار عالم پناہ کی تشریف آوری کا تذکرہ کرنے لگے۔ اسی اثناء میں خادم چائے اور ناشتہ لایا، حضرت نے اپنے ہاتھ سے بنا کر ایک فنجان مجھ کو دیا اور خود اسی مذاکرہ میں مصروف رہے یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ آپ چائے سے دست کش کیوں ہیں فرمایا معذور ہوں۔

میں نے سبب معذوری پوچھا تو کہا کہ عرض کرتا ہوں وہ سبب یہ ہے کہ وارداتِ قلبی کے بعد جب داخل سلسلہ ہو چکا تو مجھے چار وقت کھاتا دیکھ کر ایک روز حضور قبلۂ عالم نے فرمایا کہ تم کثیر الغذاء کب سے ہو۔ عرض کیا کہ آب وہوا کے اثر سے یہاں ہر شخص زیادہ کھاتا ہے اور ہضم ہوتا ہے۔

فرمایا شکم سیری سے جس طرح تندرستی میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح طالب خدا کی روحانی ترقی کے واسطے یہ سد راہ ہوتی ہے، برخلاف اس کے گرسنگی مفید اور معین الحال ہوتی ہے، چنانچہ مشہور مقولہ ہے کہ:

الجوع یصفی الفواد و یمیت الھواء ویورث العلم.

بھوک قلب کو صاف اور ہوا وحرص کو زائل اور علم کو پیدا کرتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ جو حکم ہو فرمایا کہ عرصہ تک مسلسل روزہ رکھو آئندہ

جو خدا کو منظور ہوگا وہ کرنا مگر گھبرانا نہیں۔

اس روز سے میں روزہ رکھنے لگا تین سال کے بعد جب ایران کو پھر آپ کی تشریف آوری سے عزت حاصل ہوئی تو مجھ کو صائم دیکھ کر فرمایا کہ عبد العلی روزہ رکھنے سے کوئی تکلیف تو نہیں ہے، عرض کیا تکلیف کیسی افطار کے بعد تفریح ہوتی ہے، یہ سن کر مجھے قریب بلایا اور شغل سلطان الاذکار تعلیم فرما کر ارشاد ہوا کہ تم دائم الصوم ہو جاؤ۔

اس روز سے دونوں کام کرتا ہوں اور حضور قبلۂ عالم کی عنایت سے آج تک کوئی روزہ بھی نہیں قضا ہوا اور شغل سلطان الاذکار بھی جاری ہے اور اسی جہت سے روضۂ انور کی اس ممتاز خدمت سے مستعفی ہو گیا ہوں کہ ہمہ وقت انتظام وانصرام کی مصروفیت تفریح خاطر ہونا دشوار بلکہ محال معلوم ہوا۔

حضور قبلہ عالم کے اکثر حجازی اور عراقی ارادت مند بھی دائم الصوم تھے اور ان کے حالات و واقعات اس کے شاہد بھی ہیں، اس بے مثل عبادت الٰہی کا زیادہ حصہ روحانیت سے گہرا تعلق رکھتا ہے یا یوں کہا جائے کہ اصل روزہ روحانی سروکار کا نام ہے۔

جب روزہ دار کے مدارج باطنی ترقی پذیر ہوتے ہیں تو ان کے اثرات سے متاثر ہو کر حسیاتِ جسمانی اور کیفیات صوری بھی بتدریج صفات معنوی کے ہم رنگ اور مشابہ ہو جاتے ہیں، مثلاً حالات اضطراری کو پہلے بھوک اور پیاس کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اس کیفیت نفسانی کو بھی محبت شوق میں جب تجلیات انوار الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے جو انسان کامل کی حقیقی غذا ہے تو وصال شاہد مطلق کے جوش میں خواہشات معدوم ہو جاتے ہیں اور ماکولات و مشروبات سے وہ بے نیاز ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ شیخ ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ والرضوان کا قول ہے کہ:

''اہل محبت کا روزہ اغراض سے پاک ہوتا ہے۔''

شیخ المشائخ حضرت خواجہ سید شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''روزہ دار کو موجودات عالم سے عدم التفات بھی ضروری ہے۔''

حضور سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مشرب عشق میں روزے کی حقیقی صفت یہ ہے کہ ترک غذا کے ساتھ خواہشات غذا کے وسواس ولذات غذا کی تمیز واحساس بھی فنا ہو جائے۔

بعض اہل تفرید کا خیال ہے کہ روزے کے واسطے جمعیت خاطر بھی شرط لازم ہے ورنہ خطرات کودی اور خدشات دوئی سے حسب ملت عشق کفارہ لازم آتا ہے۔

کوچہ جاناں کی جس نے لی ہوا — کب خوش آوے اس کو گلشن کی صبا
یار کے دید کا جو مشتاق ہے — عیش دنیا اس کے اوپر شاق ہے
عشق میں عاشق کو دلبر کے سوا
کچھ نہیں سوجھتا اچھا برا

عاشقوں کا کچھ نرالا طور ہے — ان کا قانون شریعت اور ہے
ظاہراً بندوں میں رکھتے ہیں قیام — دل لگا ہے یار سے باطن مدام
جس نے دیکھا جلوہ روئی نگار
دوسرے کا کب اسے آوے خیال

آپ کا حج مقبول اور اس کی تعلیمات

حج کے متعلق گروہِ صوفیہ کا حال یہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے اسرار اور عجیب وغریب معاملات ہیں درحقیقت زیارتِ کعبہ معظّمہ زیارتِ خداوند قدوس ہے۔ اس عزت وتوقیر کا منشاء اس کا کرم عمیم ہے حق تو یہ ہے کہ طالبانِ صادق کا مقصود حج خانہ سے خداوند خانہ ہے۔ خانہ صرف درمیان میں بہانہ ہے۔

یکم رمضان المبارک ہی کو جب آپ بغرض طواف جا رہے تھے کہ باب السلام کے قریب ایک جلیل القدر بزرگ نے جو مکہ معظّمہ میں صاحب دوائر کبریٰ مشہور تھے، آپ سے معانقہ کیا اور بشارت دی کہ صاحبزادے مبارک ہو آج وہ انوار حضرت احدیت مشاہدہ کرو گے جن کے دیکھنے کی اہلیت اور استعداد صدیوں کے بعد اللہ نے تم کو مرحمت فرمائی ہے۔

حضور قبلۂ عالم بکمال خضوع اور بصد نیاز دیدار شاہد بے نیاز کے شوق میں داخل حرم محترم ہوئے، عنایت وہبی سے حقیقت کعبہ منکشف ہوئی اور جو دیکھنا چاہتے تھے وہ بے حجاب دیکھا۔

حرم محترم کے قریب ایک خدا رسیدہ بزرگ انتظار میں کھڑے تھے آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا آنے میں بہت دیر کی اور جاں بحق تسلیم ہوئے حضور قبلۂ عالم نے ان کی تجہیز وتکفین فرمائی۔

جب حرم محترم میں پہنچے لطف محبوب نے آپ کو آغوش رحمت میں لے لیا اور سارے حجابات دل کی آنکھوں سے دور ہو گئے، شمع معرفت آپ کے

قلب انور پر روشن ہوگئی، اور آپ کی ہستی کو انوار وتجلیات سے جلا ڈالا اس کے بعد آپ کے لطیفۂ سرّ سے خطاب ہونے لگا کہ تو سچے دل سے میری زیارت کرنے آیا ہے تو جس کی زیارت کی جاتی ہے اس پر حق ہے کہ زیارت کرنے والے پر بخشش کی جائے۔

طالبان صادق، عاشقانِ حق جب خانۂ کعبہ پہنچتے ہیں تو جبین نیاز اس آستانہ کی خاک پر غایت شفقت میں ملتے ہیں اور دردِ دل سے نالہ کرتے ہیں، اس آرزو اور اس امید میں رہتے ہیں کہ شاید گھر دیکھتے دیکھتے صاحب خانہ بھی نظر آجائے۔

جہاں کی ایک دفعہ حاضری بڑی سے بڑی دولت ہو وہاں کے تمام عمر جبہ سائی کیا رنگ لائے گی۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

حج مقبول بارگاہِ عالی جاہ میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے پسندیدہ تر ہے اس کے گرداگرد ہر طرف کشادہ عمیق راہیں ہیں۔

حضور قبلۂ عالم نے اپنے غلاموں کو کعبۃ اللہ کے شرف واختصاص سے آگاہ فرمایا اور چونکہ حج دو قسم پر منقسم ہے حج عام اور حج خاص۔

حضور قبلہ عالم نے اس تفصیل سے ہدایت بھی فرمائی کہ عام مریدین کو انھیں معروف صفات کعبہ اور برکات حج سے خبردار کیا جو ان کے فہم وخیال کے حسب حال تھا۔

خاص مریدوں اور طالبوں کے واسطے مناسک حج کی بجا آوری مشروط بہ ریاضت ومجاہدات گردانی جو مشرب عشق کا عین اصول ہے۔

عام مریدوں وطالبوں کو ہدایات

حضور قبلہ عالم نے اکثر بطور ترغیب نو آموز ارادت مندوں سے مخاطف ہوکر یہ فرمایا ہے کہ جس نے صدق وخلوص سے حج کیا اس کا ایمان کامل ہے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

''حج چند امتحانات کا مجموعہ ہے جو اس میں ثابت قدم رہا اس کا خدا کے دوستوں میں شمار ہوا۔''

یہ بھی ارشاد ہوا کہ:

''جس نے خدا کے بھروسے پر حج کیا اس کی امداد غیب سے ہوتی ہے۔''

جب کوئی عام مریدین میں سے حج بیت اللہ کے لئے اجازت طلب ہوتا تھا تو سرکار عالم پناہ فرماتے تھے۔

''جاؤ یہ کام بھی ضروری ہے۔''

اور کسی سے یہ فرمایا:

''جاؤ اگر محبت ہے تو ہزاروں کوس پر ہم تمہارے ساتھ ہیں۔''

اور کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ:

''جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔''

اور کسی سے یہ فرماتے تھے کہ:

''محبت کا تقاضا یہ ہے کہ مطلوب کی راہ میں اگر تکلیف بھی پیش آئے تو

اس کو راحت سمجھے۔''

کسی سے بصورت تاکید یہ حکم ہوتا تھا کہ:

''طائف بھی جاؤ گے۔''

اور کسی سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ:

''حجاج عمرہ لانے میں بہت کوشش کرتے ہیں۔''

کسی سے یہ فرمایا کہ:

''میزاب رحمت کا پانی گناہوں کو دھو دیتا ہے، اگر بارش ہوتی ہے تو حجاج اس کے نیچے کھڑے ہو کر نہاتے ہیں۔''

جب کوئی حلقہ بگوش حج سفر کے مراجعت کے بعد حاضر خدمت ہوتے تھے تو اکثر آپ نے ان سے معانقہ کیا ہے اور وہاں کے حالات متوجہ ہو کر سماعت فرمائے ہیں اور کبھی کسی سے یہ بھی دریافت کیا کہ داخلی ہوئی ہے جس کا عموماً اقرار کرتے تھے۔ تو آپ متبسم لبوں سے ارشاد فرماتے تھے یہ بتاؤ کعبہ کے اندر کے ستون ہیں۔

اور کسی سے یہ فرماتے تھے کہ

''بتاؤ وہ ستون کس لکڑی کے ہیں۔''

اور کسی سے بطور مزاح یہ فرماتے تھے کہ

''بتاؤ کعبہ کے اندر کیا دیکھا۔''

تربیت یافتہ حلقہ بگوشوں کو ہدایت

جو صاحب حال اور پختہ خیال حلقہ بگوش تھے جن کو فیضان وارثی سے اطاعت رب العزت کا شوق اور محبت شاہد مطلق کا جوش تفویض ہوا تھا وہ حق آگاہ جب حج بیت اللہ کے لئے اجازت خواہ ہوتے تھے یا خود سرکار عالم پناہ اس کو حجاز مقدس کی سیاحت کا حکم و اشارہ فرماتے تھے تو ان کے حالات و کیفیات کی مناسبت سے ان کو وہی حکم ہوتا تھا جس کے واقعہ وہ اہل اور سزاوار تھے۔

کسی اہل نیاز دست گرفتہ کو حضور عالم پناہ نے خالق مطلق کے اس دربارِ سالانہ میں پاپیادہ حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔

کسی کو پیشوائے حق نے مناسک حج ادا کرنے کی اجازت بایں شرط مرحمت فرمائی ہے کہ باقاعدہ احرام میں رہنا۔

اور بعض ارادت مندوں کو عرفات کے فیوض و برکات سے بار بار مستفیض ہونے کا حکم ہوا۔

اور بعض اہل تمکین نے اپنے رفیع المرتبت مرشد کے حکم سے مکہ معظّمہ میں مدت العمر قیام کیا اور وہیں کہ خاک میں مل کر گناہوں سے پاک ہوئے۔

اور بعض کو حکم ہوا کہ

وادی طیبہ کو مستقر بناؤ اور گنبد خضریٰ پر تجلیاتِ انوار الٰہی کا مشاہدہ کرو۔

اور بعض پختہ خیال کو حکم ہوا کہ۔

زاہدانہ صورت سے عرب کے خشک اور غیر آباد پہاڑوں پر تاحیات عزلت نشین رہے۔

بعض مضطرب الحال غلاموں کو آقائے نامدار نے اس مقدس دیار کی سیر وسیاحت میں زندگی بھر مصروف رکھا۔

حضور قبلۂ عالم کے یہ مختلف الصفات احکام گو کہ ایک ہی اطاعت خداوندی کے لئے صادر ہوئے لیکن متعدد قیود وشرائط کے ساتھ مسترشدین کو ہدایت ہونے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخاطبین کے ذوق وشوق میں کافی تفریق تھی جس کا اقتضاء تھا کہ سفر دیار مطلوب کے حقیقی مراحل ومنازل طے کرنے میں ان کو جداگانہ طریق اختیار کرنے کی ضرورت ہے اس لئے سرکار عالم پناہ نے مختلف الخیال ارادت مندوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ ایک مجاہدہ ایسا تعلیم فرمایا جس کو نوعیت بظاہر شخصی وانفرادی ضرور تھی، مگر فی الحقیقت جملہ احکام آپ کے اس خیال سے متحد المعنی تھے کہ مآل ایک تھا۔

حج بیت اللہ ایک ایسی مخصوص روحانی عبادت ہے جس کے ارکان صوری بھی خصوصیات معنوی سے خالی نہیں ہے، اس واسطے سے ہمارے ہادی برحق نے صفات حج اکثر انھیں الفاظ میں ارشاد فرمائے جن کو باطنی ریاضات اور قلبی مجاہدات سے گہرا تعلق ہے مثلاً آپ نے فرمایا:

حاجی وہ جس پر حقیقت حج منکشف ہو جائے۔

اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ:

خانہ خدا کی زیارت کا شوق تو سب کو ہے مگر صاحب خانہ کا متلاشی ہزار میں ایک ہوتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ

کعبہ مقصد زدار ہے اور دل مہبط انوار ہے۔

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است
دل گذر گاہ خلیل اکبر است

آپ کے حج کرنے کی تعداد

حضور قبلۂ عالم نے سترہ حج مبارک ادا فرمائے ہیں بارہ سال تک ملک عرب وعجم میں آپ نے سیاحت فرمائی اور اس دوران میں دس مرتبہ حج میں شریک ہوئے۔

اور واپس کے بعد پھر ہندوستان سے سات مرتبہ تشریف لے گئے اس میں تین حج خشکی کے راستہ سے براہِ کابل وقندہار گئے،

دو حج دو خانی جہاز سے۔

اور دو حج بادبانی جہاز کے ذریعہ سے

اور یہ سفر حضور نے مختلف مقامات سے کئے کبھی اجمیر شریف سے کبھی دہلی سے کبھی ملتان سے اور ایک حج کے لئے دیوی شریف سے تشریف لے گئے۔

وارث ارث مرتضوی، علم مرتضوی نے عنفوان شباب میں کس قدر عنوان سے متواتر ایسے حج ادا فرمائے جن سے آپ کے غیر معمولی صدق و خلوص ثبات واستقلال وفور شوق اور جوش محبت کا اظہار ہوتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل میں جاں نثاری اور جفاکشی اور ایثار عافیت قدم قدم پر نظر آتی ہے۔

حضور قبلۂ عالم کے حج میں قدرتاً یہ غیر معمولی خصوصیت ہے کہ باجود اس کے کہ آپ نے حج اس سادگی سے کئے کہ نہ مریدوں کا قافلہ ساتھ تھا اور نہ بظاہر اور کوئی سبب شہرت کا ہوا اور اس کا تو کوئی گمان بھی نہیں کرسکتا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ لفظ حاجی لکھا یا لگایا ہو۔ آپ کی پاکیزہ طبیعت اس قدر گمنامی پسند تھی کہ مزاج ہمایوں ہمیشہ نمود وشہرت سے

احتراز رہا یہاں تک کہ اپنا نام بھی اپنی زبان سے کبھی نہیں لیا، آپ کے حج ادا کرنے کی من جانب اللہ شہرت ہوئی اور منادی غیب نے چار دانگ عالم میں ڈنکا بجا دیا اور بغیر کسی تحریک کے خلق اللہ آپ کو حاجی کہنے لگی بلکہ ہندوستان کے باہر بھی آپ کے نام نامی کے ساتھ حاجی کا خطاب ایسا مشہور ہے جو محتاج بیان نہیں ہے۔ آپ مجسم حاجی ہو گئے۔

دنیا میں جب کوئی کہتا ہے کہ حاجی صاحب بڑے بزرگ تھے یا فلاں شخص حاجی صاحب کا مرید ہے تو مخاطب کو اس کی ضرورت نہیں باقی رہتی کہ وہ دریافت کرے کون حاجی صاحب بلکہ مجرد اس قدر کہنے سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ دیوی شریف کے حاجی صاحب کی طرف اشارہ ہے اور یہ سمجھنا آپ کے مقبول اور بے مثل حج کی عین خصوصیت ہے۔

جماعت پرستاران وارثی میں دیکھا جائے تو ہر مقام میں بہ لحاظ اپنی تعداد کے حاجی زیادہ ہیں اور یہ شرف اسی نسبت کی جہت سے ہے کہ حضور قبلۂ عالم پر حقیقت کعبہ منکشف ہوئی جس کا فائدہ ان کے چاہنے والوں کو بھی مسلسل مل رہا ہے۔

زکوٰۃ کی تعلیم وتربیت

عبادت کی دو قسم ہے ایک بدنی دوسری مالی، مالی عبادت کو بدنی عبادت پر فضیلت ہے کیونکہ مالی عبادت سے دوسرا بھی منتفع ہوتا ہے، عبادات میں اس گروہ صوفیہ کا حال کچھ نہ پوچھو جان و مال دونوں کو وقف کر دیتے ہیں۔

انسان جب ایمان لایا دل کو اس نے قربان کیا اور جب نماز ادا کی بدن کو قربان کیا اور جب اس نے زکوٰۃ دی تو مال کو قربان کیا، یہ تینوں صفتیں دوستوں کی ہیں، محبت میں صدق دعویٰ کی دلیل بھی یہی ہے کہ جس چیز کی نسبت محبت کے ساتھ ہو اس کو قربان کرے تاکہ اس کا تعلق ماسواء اللہ سے منقطع ہو جائے۔

پھر کیا ہے انوار رحمت الٰہی کی شعاع جہاں ادھر پہنچی اس نے دیکھا کہ غیر سے اس کا دل فارغ ہے، عزت قبول کے ساتھ وہ مخصوص کیا گیا اور بہشت کے تخت پر اس کو جگہ مل گئی۔

بزرگوں کا قول ہے کہ دنیاوی مال و دولت کے باعث زکوٰۃ دینا کوئی بڑا کام نہیں کیونکہ زکوٰۃ وہی شخص دے گا جس کے پاس دو سو درہم نقد سال بھر تک رہ جائے ایسا شخص اس گروہ کے نزدیک بخیل ہے اور بخالت صفت پسندیدہ نہیں ہے۔

جملہ متبعین اسلام کے حق میں یہ حکم صادر فرمایا کہ تمہارے پسماندہ سرمایہ پر جب پورا سال گذر جائے تو اس مال کا چالیسواں حصہ خیرات کر دیا

جائے جس پر بالاتفاق عمل درآمد ہے کہ اپنے اپنے وقت میں علمائے شریعت نے یہی تاکید کی اور یہی ہدایت اپنے ان طالبین کو فرمائی جن کے دل حقانیت کی جانب مائل ہو رہے تھے۔

حضور سرکارِ عالم پناہ کے دربار میں جب کبھی فرضیت زکوٰۃ کا ذکر آیا تو اکثر آپ نے عام مریدین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

بڑا بخیل وہ ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتا ہے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

جس مال کی صدق دل سے زکوٰۃ دی جاتی ہے خدا اس مال کا محافظ ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ:

زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے۔

اور کبھی متبسم لبوں سے یہ بھی ارشاد ہوا کہ:

زکوٰۃ بڑے نفع کی تجارت ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں خدا دس روپیہ اور بعض مواقع پر ستر روپیہ دیتا ہے۔

مقرب بارگاہ بندوں نے فرمان خداوندی کی تعمیل صوری و معنوی کے سامنے ایسا سر تسلیم خم کیا جو عبدیت کی مکمل و مجسم تصویر ہے شوق ایثار میں اپنی راحت و عافیت کلیۃً نثار کر دی کہ زکوٰۃ کے قیود و حدود میں آنا یعنی مال جمع کرنا پھر اس کا ایک حصہ عند اللہ تقسیم کرنے کے بجائے مال دنیا کو چھونا بھی حرام سمجھا۔ یہاں تک کہ مال و زر کا خیال بھی مشرباً مکروہ اور ممنوع گردانا اور اپنے گنجینۂ صدر کو زہد کی گرانقدر دولت اور فقر کے بیش بہا جواہر سے مملو تھا۔

آپ کی جانب سے زکوٰۃ دینے کا ارادہ

ایک عید الفطر کے روز بعض ارادت مندوں کو دردولت پر غلہ بطور فطرہ حضور قبلۂ عالم کی جانب سے مساکین پر تقسیم کرتے دیکھ کر ایک مقتدر پرستار بارگاہ وارثی نے ارادہ کیا میں کچھ روپیہ زکوٰۃ کے نام سے سرکار عالم پناہ کی جانب سے خیرات کروں۔

جب آپ نے یہ سنا تو اس مخیّر غلام سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ زکوٰۃ صاحب نصاب اس مال یا روپیہ کو دیتا ہے جو سال بھر سے اس کے ملک میں ہو اور جو کوئی چیز کا مالک نہ ہو اور جس نے روپیہ کو چھونا حرام سمجھا ہو وہ زکوٰۃ کس چیز کی دے گا۔

اس سلسلے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

مشرب عشق میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز حلق سے فروتر ہو جائے وہ اپنی تھی اور جو باقی رہے وہ سب زکوٰۃ ہے۔

اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ:

بعض مشائخین نے بقدر ضرورت اسباب معیشت اپنے صرف میں رکھا ہے، مگر عشاق کا طریقہ یہ ہے کہ فتوحات کو فوراً تقسیم کر دیتے ہیں، تاکہ رات کو وہ خالی ہاتھ ہوں اور کسی چیز کے مالک نہ ہوں۔

آپ کے زہد اتم اور فقر کامل کے یہی صفات کہ اغراض دنیا سے اعراض حکمی اور متاع دنیا سے انقطاع قطعی ایسے مجاہدات ہیں جن کے مفہوم و مطلب تک ہم ایسے عوام کے وسواس و اوہام کی بھی رسائی ناممکن اور محالات سے ہے بلکہ حضور نے بعض اپنے غلاموں کو ایسے مکمل زہد کی ہدایت فرمائی ہے جس کی مثال پیش کرنا فی الحال مشکل ہے۔

ایک مقتدر شخص اور وکیل صاحب کی اصلاح باطن

ایک مرتبہ حضور سرکار عالم پناہ جناب منشی تفضّل حسین صاحب وارثی وکیل اناؤ کے مہمان تھے، عصر کے بعد وکیل صاحب کے ہمراہ ایک مقتدر شخص حاضر خدمت ہوئے قدمبوسی کے بعد وکیل صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ میرے تو دوست ہیں، مگر خدا کے بڑے دیانتدار بندے ہیں کہ باوجود اس خوشحالی کے نہ کھاتے ہیں، نہ کھلاتے ہیں، خدا کی دی ہوئی دولت کو شب و روز نگرانی کرتے ہیں۔

سرکار عالم پناہ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ:

تم سود تو نہیں کھاتے اور زکوٰۃ دیتے ہو۔

انھوں نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کی عنایت سے میں سود کو حرام جانتا ہوں اور زکوٰۃ بالالتزام نہیں دیتا ہوں مگر مساکین سے مسلوک ہوتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ شریعت میں انتظام لازم ہے، حساب کر کے زکوٰۃ دیا کرو اور سوتے وقت سو پچاس مرتبہ **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین**۔ پڑھ لیا کرو۔

جناب وکیل صاحب نے ہنس کر عرض کیا کہ حضور وہ مثل صادق آئی کہ نماز چھڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے آپ نے فرمایا کہ ہنستے کیا ہو۔

تم بھی تو باقاعدہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔

وکیل صاحب نے سرنگوں ہوکر عرض کیا کہ واقعی قصور وار ہوں لیکن آپ دریافت فرمالیں عرصہ سے دس بیس روز تک واسطے بھی چالیس روپیہ کا مالک کامل نہیں ہوا۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ تم ایسے محتاج ہو۔

عرض کیا آپ کے کرم سے محتاج نہیں ہوں آج بھی چار پانچ سو روپیہ ماہوار کا خرچ ہے لیکن پانچ سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ اسٹیشن پر آپ نے میرے بے تکے اخراجات دیکھ کر سرسری طور پر فرمایا تھا کہ۔

تفضّل کفن کو بھی کوڑی نہ رکھیں گے۔

جب سے حضور کے اس ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں کہ روز کی آمدنی اور صرف ہو جاتی ہے اتفاق سے کبھی روپیہ اگر زیادہ آجاتا ہے تو کچھ دنوں اس کا تحویلدار رہتا ہوں، اس لئے زکوٰۃ دینے کی نہ کبھی حیثیت ہوئی اور آپ کا کرم شامل حال ہے تو ان شاء اللہ کبھی نہ ہوگی۔

حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ:

تفضّل اب کسی دن اگر زیادہ بھی روپیہ آجائے تو وہ بھی باقی نہ رہے اسے بھی صرف کر دیا کرو، رکھنے سے ہاتھ کالے ہوتے ہیں، جس طرح دنیا میں ہاتھ خالی آئے تھے اسی طرح رات کو خالی ہاتھ سویا کرو جس کو خدا سے محبت ہوتی ہے وہ مال و دولت سے نفرت کرتا ہے۔

وکیل صاحب کے تین بکس کا حال:

وکیل صاحب نے قدمبوس ہوکر بکمال ادب عرض کیا کہ آپ نے توفیق مرحمت فرمائی تو آج سے یہی کروں گا لیکن ایک جھگڑا اور ہے کہ میرے پاس ہمیشہ سے تین بکس ہیں جن میں روزانہ رقم ڈالتا ہوں اس کو بھی چھوڑ دوں؟

آپ نے فرمایا وہ کیسے ہیں، اور کس کام کے واسطے ہیں؟

عرض کیا ایک بکس کا روپیہ ۱۲ ربیع الاول کو خرچ کرتا ہوں اور ایک

بکس کا عشرۂ محرم میں صرف کیا جاتا ہے، اور ایک بکس حضور کی تشریف آوری پر کھولا جاتا ہے۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا وہ دونوں بکس تو بدستور رہیں لیکن جو بکس ہماری مہمان داری کے واسطے رکھا ہے اس کو اٹھا دو اگر تم کو روٹی نصیب ہوگی تو کھلانا ورنہ تمہارے ساتھ ہم بھی فاقہ کریں گے۔

فقیری میں ہے گا وہی مردِ کامل
جو اس شغل پر شاغل ہوا ہے

محو رہتے ہیں ذاتِ حق میں ہمیشہ
جنھیں یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے

جو مرشد حیدرؔ ہوا مردِ فانی
وصول بقا اس کو واصل ہوا ہے

روٹی خیرات کرنے کا نایاب طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم عہد شکنی اختیار کر لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو قتل وخون کے وبال میں مبتلا فرماتا ہے اور جس قوم میں فحش اور بدکاری پھیل جاتی ہے ان پر اللہ تعالیٰ وبائے عام نازل فرماتا ہے اور جب کوئی قوم مال کی زکوٰۃ نکالنا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر بارش کو بند کر دیتا ہے۔

بعض حکماء نے بیان کیا ہے کہ قارون کی ہلاکت کے تین سبب تھے۔ (۱) دنیا کی محبت۔ (۲) فاحشہ عورت کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام پر بہتان باندھنا۔ (۳) زکوٰۃ کا نہ ادا کرنا۔

پس اے دنیا دارو! اور اے بہتان لگانے والو! اور اے زکوٰۃ نہ دینے والو! قارون کی حالت دیکھ کر غور کرو اور عبرت حاصل کرو اور بھول کر بھی کسی پر بہتان نہ لگاؤ اور قارون کے زمین میں دھنس جانے سے نصیحت پکڑو۔

حضرت حاجی عباس علی شاہ صاحب وارثی جو حضور قبلہ عالم کے قدیم تہبند پوش اور بہت خوش اوقات شخص تھے، فتح پور حاضر خدمت ہوئے اور جملہ گزارشات کے علاوہ یہ بھی عرض کیا کہ گذشتہ جمعہ کو حضرت مولوی صاحب نے زکوٰۃ کے ایسے صفات بیان کئے کہ میرے آنسو نکل آئے کہ اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو میں بھی زکوٰۃ دیتا۔

حضور قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا تمہاری بسر اوقات کیوں کر ہوتی ہے۔

شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حسب الحکم پینتے پور کی مسجد میں رہتا ہوں اہل محلّہ روٹی دے جاتے ہیں وہ کھا لیتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ روٹی اگر ضرورت سے زیادہ آجائے تو کیا کرتے ہو۔

عرض کیا دوسرے روز دن کو کھالیتا ہوں۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ آج سے اس کی پابندی کرو کہ مغرب تک جو روٹی آئے وہ کھالیا کرو اور جو بچ جائے یا بعد مغرب کے آئے وہ اسی وقت خیرات کردیا کرو اسی کو زکوٰۃ سمجھو۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

اے ابو ہریرہ جب تم ایسے گروہ کو دیکھو جو کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اور اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ان پر آٹھ بلائیں نازل فرمائے گا کہ وہ بلائیں کسی مخلوق پر نہ آئی ہوں گی۔

(۱) ان کے رزق سے برکت اُٹھ جائے گی۔

(۲) خشک سالی کی وجہ سے بے موت مریں گے۔

(۳) فتنہ اور فساد اور فحش اور بدکاری کی ان میں کثرت ہوگی۔

(۴) ان کی اولاد اور ان کے گھر والوں پر اللہ تعالیٰ مرض کو مسلط کردے گا۔

(۵) آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کریں گے۔

(۶) ظالم اور جابر بادشاہ کو اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کردے گا۔

(۷) خدا کے یہاں کوئی عمل نیک ان کا مقبول نہ ہوگا۔

(۸) ان کی دعا کبھی مقبول نہ ہوگی۔

ایک مرتبہ لکھنؤ کے قیام میں حضور قبلہ عالم کی قدمبوسی کو ایک ایسے غیر معروف تہبند پوش حاضر ہوئے جن کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ میرے حجرے کا قفل توڑ کر کوئی سامان لے گیا۔

ارشاد ہوا کہ تم نے سامان رکھا کیوں؟ آج سے بجز ایک تہبند اور ایک کمبل اسباب دنیا میں سے کوئی چیز نہ رکھنا چور بھی نہ آئے گا۔

اور خادم کو حکم دیا کہ ایک تہبند اور ہمارا کمبل لے آؤ فوراً خادم نے حاضر کیا آپ نے وہ تہبند اور کمبل شاہ صاحب کو دے کر رخصت کردیا۔

باہر آخر شاہ صاحب نے وہ تہبند باندھ لیا اور اپنا تہبند کھول کر ایک محتاج کو دے دیا اور ایک گٹھری میں کچھ چیزیں تھیں وہ بھی تقسیم کردیں صرف سرکار عالم پناہ کا دیا ہوا کمبل لے کر روانہ ہوگئے۔

ایمان کے فرائض واحکام میں سے ایک زکوٰۃ کا وجوب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوجائے اس پر اعراض حرام ہے، البتہ تکمیل نصاب پر واجب ہوتی ہے۔

جس طرح مال کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اسی طرح مرتبہ کی زکوٰۃ بھی واجب ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی ایک پوری نعمت ہوتی ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے مرتبہ کی زکوٰۃ بھی اسی طرح فرض کی ہے جیسا کہ تمہارے مال پر فرض ہے۔

نیز ارشاد ہے کہ۔

یقیناً ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ مہمان کا ٹھہرانا ہے، اور اس کی مہمان نوازی کرنا ہے۔

زکوٰۃ کی حقیقت شکرانِ نعمت ہے جو اس جنس کی نعمت کے ساتھ ادا کیا جائے چونکہ تندرستی ایک بڑی نعمت ہے لہٰذا ہر عضو کی زکوٰۃ بھی واجب ہے اور اس کی ادائیگی یہ ہے کہ اپنے تمام اعضاء کو عبادت میں مشغول رکھا جائے اور کسی کھیل کود میں نہ لگایا جائے تاکہ نعمت کی زکوٰۃ کا حق ادا ہو۔

اہل طریقت کے نزدیک زکوٰۃ کی تمام قسموں میں سے زیادہ غیر محمود زکوٰۃ دنیاوی نعمت کی زکوٰۃ ہے، کیونکہ اس میں بخل کا وجود ہے، حالانکہ انسان کے لئے بخل مذموم صفت ہے، کیا یہ بخل کا کمال نہیں ہے کہ دوسو درہم کوئی شخص سال بھر تک قبضہ میں رکھے اور ایک سال کے بعد اس میں سے پانچ درہم زکوٰۃ نکالے حالانکہ کریم وسخی کا طریق مال خرچ کرنا ہے نہ کہ مال جمع رکھنا جب سخاوت کی عادت ہوگی تو زکوٰہ کہاں واجب ہوگی؟

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے کہ۔

فما وجبت علیّ زکوۃ مال
وھل تجب الذکوٰۃ علی الجواد

مجھ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی کیا سخیوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

لہٰذا سخیوں کا مال خرچ ہوتا رہتا ہے وہ مال میں کنجوسی نہیں کرتے اور مال کی بدولت کسی سے جھگڑا نہیں کرتے کیونکہ ان کی ملکیت میں کچھ رہتا ہی نہیں ہے، اگر کوئی شخص اپنی جہالت سے یہ کہے کہ جب میرے پاس مال ہی نہیں تو زکوٰہ کے مسائل جاننے کی کیا حاجت ہے؟

اس کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ تحصیل علم فرض عین ہے اور علم سے لاتعلقی کا اظہار کفر ہے، موجودہ زمانہ کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ مدعیان صلاح وفقر جہالت میں رہتے ہوئے علم کو چھوڑ جاتے ہیں۔

جن حضرات کا فقر اختیاری ہوتا ہے وہ مال کی زکوٰۃ نہیں لیتے وہ کہتے ہیں کہ ہم مال جمع نہیں کرتے کہ ہمیں زکوٰۃ دینی پڑے، اور دنیاداروں سے لینا بھی گوارہ نہیں کرتے کہ ان میں ان کا ہاتھ اونچا رہتا ہے اور ہمارا ہاتھ نیچا رہتا ہے۔

درویش لوگ دنیاوی آدمی نہیں ہیں بلکہ عقبائی ہیں اگر یہ عقبائی درویش دنیاداروں سے نہ لیں تو ان کے ذمہ فریضہ واجب رہ جائے گا۔ اور جس کی بنا پر قیامت میں وہ ماخوذ ہوں گے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عبقائی درویشوں کو بہت کم ضروریات کے ذریعہ امتحان میں ڈالا ہے تاکہ دنیا داروں کی گردنوں سے فرض کا بوجھ اتاریں لامحالہ اونچا ہاتھ فقراء کا ہی ہاتھ ہے جو شریعت کے حق کے موافق اپنا حق لیتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

صدقہ اور خیرات اور زکوٰۃ کا مال محتاجوں اور فقیروں کا حق ہے جو شخص ان میں سے کوئی چیز سونگھے گا وہ بیمار ہوجائے گا۔ اور جو شخص کھائے گا وہ جانکنی کی شدت کے عالم میں مرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **الصدقات للفقراء** یعنی صدقہ فقیروں کے لئے ہے یہ نہیں فرمایا کہ امیروں کے لئے ہے، ان لوگوں کے لئے ہلاکت وتباہی ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے حالانکہ وہ خدا کا حق ہے۔

قہر وغضب کے واقعات

شاہ کی حاجت روائی شان ہے　　مظہر فیض الٰہی آن ہے
دست حضرت دیں پناہی کی کفیل　　مہر حضرت حق رسائی کی دلیل
گر کسی مشکل سے تم حیرت میں آؤ
نام حضرت کا زباں پر جلد لاؤ

حضور قبلۂ عالم کو کبھی کسی سے شکایت نہ رہی کسی کے لعن وطعن کی پرواہ نہ کی اگر آپ پر کوئی ظلم وستم ہوا تو اسے خندہ پیشانی سے اپنے جان و مال پر برداشت کرتے تھے، جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، وہ نہیں کرتے تھے، لیکن جہاں حرمت حق کے ہتک اور مخلوق خدا پر ظلم وستم اور مریدوں پر ناحق ظلم وستم ہوتا تو آپ اس کا کھل کر کے جواب دیتے تھے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ خانہ کعبہ جو مومنوں کا قبلہ ہے اگر کوئی اسے مسمار کردے اور جلا کر خاکستر بنا دے تو یہ اتنا بڑا گناہ نہیں ہے جتنا کہ کسی مومن کے دل کو بغیر شرعی سبب کے تکلیف پہنچائی جائے۔

حضرت وارث مخدوم انام　　دستگیر بے کساں خاص و عام
صبر حضرت مایۂ حاجات خلق　　نام حضرت دافع حاجات خلق
خرق عادت شاہ کی ہردم عیاں
آنکھ جس کی ہو وہ جا دیکھے وہاں

تیسرے مرتبہ جب آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے چلے اس وقت پورے ملک پر انگریزوں کی حکمرانی تھی، حضرت مولانا احمد اللہ صاحب بھی آپ

کے ساتھ ہوئے آپ پیادہ پا سیر وسیاحت کرتے لاہور پہنچے، صبح کے وقت اس مسجد میں جہاں فرود تھے حضرت مولانا صاحب نے اذان کہی پس اذان سنتے ہی لوگوں نے مسجد کا محاصرہ کرلیا اور راجہ رنجیت سنگھ کو اس کی خبر کردی گئی، وہ بھی ہاتھی پر سوار ہوکر آئے۔

نائبوں نے حکم دیا کہ سب کو گرفتار کرلو تو اتنا حکم کرنا تھا کہ حضور امام الاولیاء بندہ نواز نے چشم گرم سے راجہ کی طرف دیکھا، اس طرح کی ہیبت اس پر طاری ہوئی جس کا جواب نہیں، عرض کرنے لگا ہرگز کوئی گزند ان مسلمانوں کو نہ پہنچے گی، آپ قصور معاف فرمائیں۔

لشکر رنجیت جب آیا ادھر　　ہوگیا اک آن میں وہ بے بصر
آتش انّی چمکنے لگی وہاں　　برق ایمن کی چمکنے لگی وہاں
ٹوٹ کر ایک شاخ فوراً گری
کان میں کوئی صدائے قہر کی

غرض آپ ہمراہیوں کے ساتھ بیت اللہ شریف تشریف لے گئے، اس وقت تک آپ کے نام کی دہائی ومشکل کشائی پڑتی ہے، اور یہ رسم اذان کی اسی دن سے مسلمانوں میں جاری ہے، اب کسی قسم کی مخاصمت ہنود کو مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہے۔

ایک فوجی بھی اسی دم مرگیا　　دوسرا ہمراہ اس کے ڈر گیا
اس سزا میں اس کا تن کوڑی ہوا　　آتش قہر سے خون پانی ہوا
بوئے بد ان کے بدن سے ہوئی عیاں
خوف وارثی سے تھرایا جہاں

ایام غدر میں باغیوں نے ایک موضع کو آکر لوٹنا شروع کیا اس بستی میں

آپ کے مریدان ذی دول رہتے تھے۔ جس وقت آپ اس موضع کے قریب تشریف لے گئے غارت گروں نے آپس ہی میں تلوار چلانا شروع کردی، اس قدر کشت وخون ہوا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے، ناچار افسران بلوہ پردازوں نے آن کر آپ سے معذرت چاہی اور کہا کہ:

جہاں گوسیاں خود براجیں وہاں کس کی مجال ہے کہ ایک تنکا کسی کا لے سکے۔ آپ ہنس کر فرمانے لگے میں تو تماشہ دیکھنے آیا تھا آخر کار وہ لوگ لوٹ گئے۔

شان ان کی ذوالفقار لازوال　　تیغ ان کی جلوہ بخش لایزال
ان کی شمشیر جلالی کا نشاں　　کمتریں رکھتا ہے مہر آسماں
قہر ان کا سایۂ قہر خدا
لطف ان کا ظل لطف مصطفےٰ

حضرت معروف شاہ وارثی کا فرمانا ہے کہ جس وقت میں حسب الحکم اس مکان میں جہاں عورتیں پردہ نشین بند تھیں ان کی تسلی وتشفی کو گیا، ہزاروں جسم بے سر مکان کے اندر باہر تڑپ رہے تھے، اور خون کا ایک دریا بہا ہوا تھا، اہل مکان اور غلامان وارثی کی آبرو بچ گئی اور ناحق اندیشوں کا خون تہ تیغ بیدریغ ہوا سچ ہے۔

اولیاء اطفال حق اند اے پسر　　غایبی و حاضری بس با خبر
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز آرندش ز راہ
ہستش تیغ ہیبت می کشد
تاج ہوش از ہوش منداں می برد

حضور قبلۂ عالم کو سفر میں بخار کا ہرج ہوگیا، آپ اسی شدت میں ریل

پر سوار ہوئے کہ ناگاہ ایک پولیس والے نے دیکھا تو حسب ہدایت قانون حفظانِ صحت آپ کو اس نے کہا کہ آپ اتر جائیں، آپ بیمار ہیں، آپ نے ہنس کر فرمایا کہ ہم بیمار نہیں ہیں تو بیمار ہے یہ آپ کا فرمانا تھا کہ بخار کی کل کیفیتیں جاتی رہیں، آپ نے خادموں سے فرمایا کہ دیکھو اب تو ہم بیمار نہیں ہیں۔

قہر میرا قہر ہے قہر جلیل
میں خلیل حق ہوں حق میرا خلیل

شان سے میری چمکتا ہے جمال
تیغ سے میری جھلکتا ہے جلال

اب اس پولیس والے کا حال سنئے کہ ابھی اندر گاڑی سے پلیٹ فارم پر بھی نہ آیا تھا کہ دوسرے مسافر سے کسی بات پر لڑائی شروع ہوگئی، اور اس طرح دونوں میں روٹی دال بٹی کہ خدا تیری پناہ وہ سپاہی زمین پر گرا ناک وغیرہ اس کی ٹوٹ گئی مسافر پکار پکار کر کہنے لگے کہ یہ بڑا چور ہے، میری گٹھری اٹھائے جاتا تھا لوگ جمع ہوگئے۔

اسٹیشن ماسٹر نے اس پر مقدمہ قائم کر کے فوراً ہی اس کو مجسٹریٹی میں روانہ کیا آپ نے خادموں سے ہنس کر فرمایا کہ چلو کام ہوگیا اتنے میں گاڑی کھل گئی، سچ ہے بزرگانِ دین سے بے ادبی نہیں کرنا چاہئے ورنہ انسان سخت آفت میں گرفتار ہوتا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

اگاٹیر کے تھانہ دار نے سبزی فروشوں پر جو وہاں کے رہنے والے تھے بے گناہ سخت ظلم کیا ان غریبوں کے گھر کی عورتیں حضور امام اولیاء بندہ نواز کی دہائی دے دے کر روتی تھیں کم بخت تھانہ دار نے کچھ رحم نہ کیا اور ان غریبوں کو بلا وجہ بری طرح سے مارا پیٹا وہ سب سبزی فروش آپ کے مرید تھے۔ دوسرے روز حضور امام اولیاء سیر و سیاحت فرماتے موضع اگاٹر رونق افروز ہوئے قضا کار اس روز بڑے زور شور کی آندھی آئی اس وقت تھانہ میں آگ لگی تھانہ دار فی النار والسقر ہوئے اور ایک چیز تھانے کی نہ بچی۔

وارث داتا آن بچاؤ ناؤ پھنس منجدھار
سائیں آپن دیا کرو کہ لاگے بیڑا پار

لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آگ اس مکان سے بہت قریب ہے شعلے اڑ اڑ کر یہاں آتے ہیں دوسری جگہ حضور تشریف لے چلیں۔

حضرت شیخ تراب علی صاحب ناقل ہیں کہ میں نے سخت اصرار کیا کہ حضور اب تکلیف فرمائیں اس طوفان کی آگ لگی ہے کہ برابر شعلے اڑ اڑ کر آرہے ہیں، قیامت کا سامان ہے، آپ نے ہنس کر فرمایا کہ یہ شعلے سب جھوٹے ہیں یہ فرمانا تھا کہ پانی برسنا شروع ہوا پھر نہ وہ آگ تھی نہ وہ شعلے تھے۔

مان لو اے مردمان خود فروش
قہر وارث کو نہ لاؤ تم بجوش

قہر درویش است بس قہر خدا
تیغ درویش است تیغ مصطفےٰ

تھا شقاوت کیش وہ اور بد چلن
رحمت وارث سے محروم اے حسن

جب آپ ایک لمبی مدت تک سیر و سیاحت دیارِ عرب و ایران و اطراف روس و یوروپ کی فرماتے رہے اس زمانے میں اہل وطن یعنی دیوی والوں کی حالت آپ کی مفارقت میں سخت خراب ہوئی اور پھر ان کا جب کوئی وارث نہ رہا تو انواع انواع کی مصیبتوں میں لوگ گرفتار ہوتے گئے۔

پیتم تم پردیش گئے اور لے گئے مورا چین
تمرے کارن رام دہائی کلپت ہوں دن رین

جب آپ ایک مدت تک تشریف نہ لائے تو گنگا بخش چودھری ساکن و مالک قاسم گنج پرگنہ دیوی نے زمینداران دیوی و مالکان قصبہ سے شدید مخالفت پیدا کی اور طرح طرح کی اذیتیں اس نے دینی شروع کیں کہ ناچار وہاں کے لوگوں نے جلا وطنی اختیار کی، بعض زمیندار جو اس کے دست قابو سے باہر نہ نکل سکے مع خانمان ان کو نیست و نابود کر دیا۔

وارث داتا آن بچاؤ ناؤ پھنسی منجدھار
سائیں آپن دیا کرو کہ لاگے بڑا پار
تمہارا نام تو مشہور ہے مشکل کشائی میں

جب حضور امام الاولیاء بندہ نواز سفر حجاز سے واپس تشریف لائے تو لوگوں سے حقیقت اس کی معلوم ہوئی آپ نے بظاہر کچھ ارشاد نہ فرمایا اور ایک سرد آہ بھری۔

دھنی کریں کنگال کو صاحب گریب نواج
وارث گرو کا داسی اوگھٹ کرت ہے جگ میں راج

تھوڑے دن بعد گنگا بخش اور اس کا بیٹا مورد عتاب شاہ اودھ ہوا اور

شیخ قطب الدین حسین خان رئیس لکھنؤ و مرزا وصی علی خاں ندیم سلطان کی حسن تدبیر سے دونوں قتل کیئے گئے، اور کل جائداد ان کی ضبط سرکار ہوئی پھر لوگ جو جو قرب و جوار میں جا جا کر رہ رہے تھے وہ پھر واپس آ کر دیوی شریف میں بسے اور بعض بعض جو اس کے ظلم سے جا چکے تھے، وہ فتح پور، کاکوری، لکھنؤ اور ستھرک وغیرہ میں جا کر رہے اب آپ کے زیر سایۂ عاطفت لوگ بسر کرتے ہیں گویا کہ آپ نے دیوی شریف کو از سر نو آباد فرمایا۔

وارث جب روپ کیو جب راجا دیوانگری آن بسایو
گرو بنے آسی بولت جگ میں تمہری جے سب نرناری

حضور عالم پناہ بندہ نواز جب تیسری بار براہِ خشکی عازم بیت اللہ ہوئے تو اثناء راہ کوہستان میں ایسی جگہ آپ کا گذر ہوا جہاں ڈاکوؤں نے اپنی کمین گاہ بنا رکھی تھی جو مسافر اس طرف سے جاتا اس کو لوٹ لیتے اور مار ڈالتے تھے۔

قہر آمیز کہتی ہے ہر آن میٹ وارث ان شریروں کا نشان
قہر میرا جوش میں مت لاؤ تم جہل سے اپنے ذرا باز آؤ تم
قہر درویش است قہر کردگار
راست داند ایں سخن را ہوشیار

آپ سے کئی آدمیوں نے کہا کہ آپ ہرگز اس راہ سے تشریف نہ لے جائیں آپ نے فرمایا ماجرا کیا ہے انھوں نے کہا کہ ان ڈاکوؤں نے ایک اونٹ پال رکھا ہے اور اس کی ایسی تعلیم کی ہے کہ جب کوئی مسافر اس راہ سے گذرتا ہے۔ اس اونٹ کی مہار کھول دیتے ہیں وہ شیر ژیاں کی طرح اس مسافر پر آ پڑتا ہے اور کھوپڑی مضبوط پکڑ کر ہلاک کر دیتا ہے آپ نے سن کر فرمایا۔

رضینا بقضائے اللہ بالجملہ آپ تشریف لے گئے۔

دور سے آپ نے دیکھا کہ آٹھ دس آدمی ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہیں اور واقعی اونٹ بھی ان لوگوں کے سامنے کھڑا ہے، جس وقت ان ڈاکوؤں کی نظر آپ پر پڑی حسب معمول اس اونٹ کی مہار کھول کر آپ کی طرف اشارہ کیا وہ اونٹ مست بجلی کی طرح آپ کی طرف آیا آپ زمین پر بیٹھ گئے، اور بہت چابک دستی سے چاقو نکال کر جو آپ کے پاس رہتا تھا اس کی زبان کاٹ ڈالی، شتر زمین پر آتا رہا۔

ڈاکوؤں نے جو یہ واقعہ دیکھا تو بہت گھبرائے اور حاضر خدمت ہوئے جس نے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا محو جمال باکمال ہوا بڑے ادب اور تعظیم سے ان اعرابیوں نے یہ عرض کیا کہ حضرت ہم لوگوں کو اپنا غلام بنائیے آپ نے متبسم ہو کر ان اعرابیوں کی اور ان کے سردار کی بیعت لی۔

عون ان کی عونِ پاکِ مصطفےٰ عون پاک مصطفےٰ و مرتضیٰ
رشد ان کا رشد حیدر مو بمو رشد ان کا رشد احمد ہو بہ ہو
تھے انھیں کے پشت پر بارہ امام
رشد کا اپنی پلاتے تھے وہ جام

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ کام نہ کرو خدا رزّاق ہے اور ہی کچھ سامان کر دے گا اس کی رضا پر رہو پھر ان لوگوں سے رخصت ہو کر دوسری جگہ تشریف لے گئے اور ان لوگوں نے اس کام سے توبہ کی۔

رشد اُن کے نام سے نامی ہوا ماہ ان کے جام سے جامی ہوا
مہر اُن کے جام سے سرمست ہے چرخ اُن کے آستاں سے پست ہے
جس پر اُن کا پر تو پڑ جائے ہے
سب لطائف سے نمائش پائے ہے

جناتوں کے واقعات

جب شباب عمر کو پہنچے وہ شاہ　　ہادی عالم ہوئے تا مہر و ماہ
رُشد اُن کا جلوہ بخش عالم تھا　　ہند سے تا ملک روم و شام تھا
جوق در جوق آتے تھے جنی روز و شب
بیٹھتے تھے سامنے با صد ادب
فیض کا اُن کا کھلا گلزار تھا　　رشد کا اُن کے لگا دربار تھا
راز اُن کا تھا تمامی راز حق　　زانکہ تھے وہ شاہ دیں و ساز حق
کوئی ابدالی کا رتبہ پائے تھا
کوئی اوتادی کا لقمہ کھائے تھا

جب حضور قبلہ عالم بندہ نواز ملک شام کی طرف تشریف لے گئے وہاں لوگوں کی زبانی بیئر الالم کی حقیقت سنی کہ وہاں سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کوئی اس وقت تک نہیں گیا ہے۔

یہ قصہ سن کر آپ کو بڑا اشتیاق ہوا غرض اس کی تلاش میں چلے اس مقام پر جس کو بیر الالم کہتے ہیں، تشریف لے گئے وہاں کے عجائب اور غرائب دیکھتے بھاگتے اس مقام میں پہنچے جہاں جن کے سلطان عبدالرحمٰن رہتے تھے۔

اس نے جو آپ کو دیکھا تو ہیبت سے اس کے اندام میں لرزہ پڑ گیا اور مارے خوف کے مجال گفتگو اس کو باقی نہ رہی پھر نہایت ادب سے حاضر خدمت ہو کر دولت بیعت سے مشرف۔ ہوا اور ایک ہفتہ آپ کو کہیں جانے نہ دیا۔

سب رجال اللہ تھے ان کے مطیع　　سب خدا آگاہ تھے ان کے مطیع
جلو گر ہوتا کسی پر نورِ حق　　کوئی ہوتا آن میں تھا طورِ حق
سیر کرتا تھا کوئی آثار کی
سونگھتا بو تھا وہ اس گلزار کی

آپ وہاں سے پھر مکہ معظّمہ تشریف لائے اور وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، پھر ایک مدت تک آپ سیر و سیاحت دیارِ عرب و ایران و اطراف روس و یوروپ کی فرماتے رہے۔

حضور قبلۂ عالم بندہ نواز کا ایک مرید جن تھا، جس کو ہفتہ بعد ایک سبو چہ شربت اور کچھ روٹیاں ملتی تھیں، وہ ایک مکان کے اندر رہا کرتا تھا۔

اتفاقاً ایک چور اس مکان میں آ گیا اس جن نے اس کی ٹانگ پکڑ کر چھت کو اٹھا کر کے شہتیر کے نیچے دبا کر چھوڑ دیا۔

اس چور نے چلانا شروع کیا لوگ اس کی آواز سن کر دوڑے اور پولیس تک پہنچے، دیکھتے کیا ہیں کہ اس آدمی کی ٹانگ چھت کے نیچے دی ہے اب ہزار فکر و تدبیر لوگ کرتے ہیں، مگر اس کا پاؤں نکلتا نظر نہیں آتا اس کوٹھری سے آواز آئی کہ خبردار اب چوری نہ کرنا پھر اس جن نے اس کو اتار دیا آپ کی خدمت میں اکثر جن آیا کرتے تھے۔

کوئی ہے تیغ ادا کا گھائل کوئی ہے صورت پہ تیری مائل
کیا ہے عالم کو تو نے بسمل جمال اپنا دکھا دکھا کر

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم نے جن کو نہیں دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ گے تو نہیں، اس نے عرض کیا کہ مولا آپ کے رہتے ہوئے کیوں ڈرنے لگا، آپ نے پکارا بس ایک مرد نہایت خوبصورت آ کر قدم

بوس ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ غائب ہو گیا۔

اسی طرح آپ نے ایک دن ایک شخص سے فرمایا کہ ڈرو گے تو نہیں، شیر آتا ہے اس نے کہا نہیں مولا، پھر یکا یک پندرہ ہاتھ کا شیر پیدا ہو، جس کے دیکھنے سے انسان کا دل کانپ اٹھے تھوڑی دیر کے بعد اس شیر نے آپ کے جسد اطہر کو چاٹا پھر غائب ہو گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کی تہبند کے نیچے ایک پلہ کتے کا پڑا سوتا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت یہ کیا نجس العین کو آپ لئے ہوئے ہیں، آپ چپ رہے جب وہ حضرت تشریف لے چلے اس کتے کے پلّے نے آدمی ہو کر حملہ کیا وہ بیچارے یہ ماجرا دیکھ کر بیہوش ہو کر گر پڑے پھر وہ جن غائب ہو گیا آپ ہنس کر چپ ہو رہے۔

حضور قبلہ عالم بندہ نواز نے تھوڑے دنوں تک دودھ اور سوہا گہ کھانا فرمایا تھا اور یہ خدمت جناب کرم احمد عرف معروف شاہ کو دی گئی تھی، آپ حسب دستور صبح و شام دودھ اور سوہا گہ لے کر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ حسب معمول دودھ لئے جا رہے تھے کہ صدر دروازہ پر جس مکان میں آپ تشریف رکھتے تھے ایک پلّہ کتا کا دیکھا جب اس کے پاس گئے تو وہ کتا اتنا بڑا ہو گیا کہ دونوں اگلے پاؤں اس نے اوپر کی چوکھٹ پر رکھے اور پچھے دونوں پاؤں نیچے کی چوکھٹ پر رکھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا یہ کیفیت دیکھ کر معروف شاہ نہایت پریشان ہوئے اندر مکان سے حضور قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا کہ چلے آؤ ڈرو نہیں۔

پھر تو معروف شاہ نڈر اس کے بدن کو رگڑتے اندر مکان میں چلے گئے، پھر یہ کتا یعنی معمولی قد کا چھوٹا ہو گیا اور آپ کے پیچھے پیچھے چلا جب آپ حضور کی جناب میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ آج تک ہم نے ایسا واقعہ نہیں دیکھا،

آپ نے فرمایا کہ وہ کتا کہاں ہے معروف شاہ صاحب نے عرض کیا یہ کیا بیٹھا ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی جس میں شیرینی ہے لے آؤ جب شیرینی آئی تو آپ نے کتے کے سامنے رکھوا دی، کتا شیرینی ہانڈی سے نکال نکال کر ہاتھوں سے کھاتا تھا یہ کیفیت دیکھ کر اور بھی معروف شاہ گھبرائے، حضرت نے فرمایا کہ تمہارے مکان میں رہتا ہے اس کے کھانے کی تم کچھ خبر نہیں لیتے ہو۔

کئی مرتبہ اس نے حاضر ہو کر شکایت کی ہے اب اس کا خیال ضرور رکھنا چنانچہ اس وقت سے اس حکم کی تعمیل ہو رہی ہے۔

ایک خطرناک سانپ بلا ناغہ شب کو آپ کے بدن اقدس سے لپٹ کر شب بسر کرتا تھا، ایک خادم خاص نے یہ ماجرا دیکھا اس نے کہا اس کو مار ڈالنا چاہئے، آپ نے اس سانپ کو پکڑ کر ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کو جنگل میں چھوڑ آؤ، وہ آپ کے ارشاد کے مطابق اس سانپ کو جنگل میں چھوڑ آیا۔

آپ کے ہزاروں جن مرید ہیں، بعض بعض جن بھائیوں سے لوگوں کی ملاقات بھی ہوئی ہے اور بات چیت بھی ہوئی اور حال و احوال بھی دریافت ہوئے ہیں۔

عون ان کی عون پاک مصطفےٰ
عون پاک مصطفےٰ و مرتضیٰ

مصطفےٰ و مرتضیٰ کے تھے حبیب
فیض ان کا تھا رہے گا روز حسیب

مرشدی مسترشدی تیرا کام
آن ہے تیری امامت کا مقام

چند واقعات وکرامات

السلام اے مسند آرائے کمال — السلام اے رونق بزم جمال
السلام اے صدر بزم اہل ناز — السلام اے وارث عالم نواز
السلام اے معنی آیات عشق — السلام اے ناطق کلمات عشق
السلام اے صاحب معراج عشق — السلام اے زیب بخش تاج عشق
السلام اے کعبۂ اہل نیاز — السلام اے قبلہ ہر اہل راز
السلام اے عکس حسن مصطفےٰ — السلام اے سایۂ ذاتِ خدا
السلام اے وارث ارث علی
السلام اے حضرت وارث علی

حکیم سید مبارک حسین کا معاملہ:

حکیم سید مبارک حسین عرف سید عبد الادشاہ وارثی فرماتے ہیں کہ شوال ۱۳۰۰ھ میں جبکہ میری عمر غالباً ۳۲ برس کی ہوگی مجھے تہبند عطا ہوا، مجھے بیعت مولانا سید فخر الدین احمد المعروف بہ حکیم بادشاہ نقشبندی الٰہ آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان سے تھی۔

جب میں تحصیل وتکمیل فن طبابت الٰہ آباد گیا تھا انھیں دنوں میری تعلیم بطریق نقشبندیہ ہوئی تھی میں نے طبابت بھی حضرت مولانا علیہ الرحمۃ والرضوان ہی سے پڑھی تھی۔ جب تک مولانا زندہ رہے برابر خدمت میں حاضر رہا جب مولانا علیہ الرحمۃ والرضوان نے انتقال فرمایا تو نامساعدت روزگار سے اجرائے مطب پٹنہ رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا۔ خلاف مزاج آدمیوں

کی صحبت نے مجھے بیکار کردیا، چندے اپنے معمولات سے دور ہوگیا۔ ایسے زمانہ میں حضرت امام الاولیاء عظیم آباد تشریف لائے اور حضرت مولوی سید فضل امام خان بہادر کے مکان پر فرود ہوئے، ساکنان موضع نیورہ آپ کے بڑے معتقد ہیں اور اکثر کو آپ سے بیعت ہے چنانچہ حضرت مولانا سید شرف الدین بیرسٹر اور حضرت مولانا مولوی عبد الحمید صاحب وکیل اور حضرت مولانا مولوی نصیر الدین ڈپٹی مجسٹریٹ ومنشی محمد اسماعیل صاحب آپ ہی کے مرید ہیں چونکہ ان لوگوں سے میری عزیز داری ہے لوگ مجوز ہوکر وہاں لے گئے جہاں امام الاولیاء بندہ نواز تشریف رکھتے تھے۔

جس وقت قدم بوسی کو حاضر ہوا حضرت حکیم یعقوب صاحب خیر آبادی نے جو ہم لوگوں کے دوستوں میں ہیں یوں عرض کیا کہ حکیم سید مبارک حسین صاحب جو حاضر خدمت ہیں بڑے سیاح ہیں بغداد وغیرہ کی سیر کرآئے ہیں، حضور نے مجھ سے بھی ممبئی کی کیفیت پوچھی اور بغداد شریف اور کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کا حال دریافت فرمایا جہاں تک میرا علم تھا عرض کیا پھر آپ نے رخصت کیا رخصت کرتے وقت غایت محبت سے پیٹھ ٹھوکی اور فرمایا کہ حکیم جی جس طرح سونف اور کاسنی یاد رکھتے ہو مجھے بھی یاد رکھنا میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔

بالآخر حضور بندہ نواز پچھّم تشریف لے گئے اور میں بدستور اپنے معمولات سے دور اس مطب کے پیچھے تین برس پڑا رہا، اس درمیان میں مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا اکثر عزیزان ہمارے ان دنوں وہاں رہتے تھے۔

ایک عزیز نے مجھے کہا کہ بھئی یہاں ایک درویش رہتے ہیں ان سے ضرور ملاقات کیجئے چونکہ میرے وہ ہم مذاق تھے، میں سمجھ گیا اور ان بزرگ کی

خدمت میں حاضر ہوا دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا کہ:

گر نبودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود

پھر مجھ سے پوچھا آخر میں عرض کیا:

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

پھر ان سے مذاق کی باتیں ہوا کیں رخصت ہوتے وقت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم نے بہت دیر کی پھر مل کے جانا۔ رات کو جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا اپنے بھائیوں کے ساتھ کھانا کھا کر سو گیا۔

خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہی شاہ صاحب مجھے جگا رہے ہیں، خواب سے جو میں چونکا تو دیکھا کہ شاہ صاحب موجود ہیں محض خواب و خیال سمجھ کر سو رہا پھر بدستور شاہ صاحب کو جگاتے دیکھا اسی طرح دین مرتبہ یہ کیفیت ہوئی۔

صبح کو ایک دوست کو لے کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، دیکھتے یہ فرمایا کہ رات کو خوب سوئے میں نے کہا مہمان نوازی خوب کی پھر حضرت نے یہ کہہ کر رخصت فرمایا کہ تلاش کرو میں رخصت ہو کر عظیم آباد آیا۔

جب سے وحشت دل کی زیادہ ہوگئی اکثر گھبرا گھبرا دریا کی طرف شب کو نکل جاتا اور کبھی اپنے ہم مذاق دوستوں کی خدمتوں میں جایا کرتا، ایک دن بزرگان دین کا جو اس زمانہ میں موجود نہیں ذکر آیا میں نے کہا کہ میرا قصد مصمم ہے کہ ان بزرگوں سے ملوں، غرض یہ دل میں بات تھی ہی کہ اس دن پچھم طرف روانہ ہوا۔ مختصر یہ کہ بارہ بنکی اترا اور دیوی شریف پہنچا، وہاں معلوم ہوا

کہ حضور امام الاولیاء سہامی تشریف لے گئے ہیں، اس وقت وہاں گیا دیوی سے تین کوس پر وہ بستی ہے، غرض جس وقت قدمبوسی کو حاضر ہوا آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ آ گئے اچھا جاؤ مزے کرو۔

میں نے کچھ مطلب اس کہنے کا نہ سمجھا جہاں اور آدمی تھے وہاں آخر بیٹھا یہاں جو جو اہل ریاضت فقراء آپ کے تھے ان کی کیفیت دریافت کر کے اور بھی وحشت ہوئی پھر طلبی ہوئی میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا جاؤ جاؤ یہاں دوئی کا گذر نہیں تم تو مرید ہو چکے ہو جاؤ اسی کو کرو۔

میں نے دل میں کہا کہ خیر یہ اپنی قسمت کی بات ہے یہاں نہ سہی اور جگہ سہی مگر جو سوال مکنون خاطر ہے اس کا جب تک جواب نہ ملے گا۔ نہ جاؤں گا، پھر آپ نے طلب فرمایا اور دو تین باتوں کا جواب دیا اور فرمایا اچھا جاؤ ہفتہ عشرہ میں عظیم آباد آؤں گا تم سے ملوں گا۔

میں رخصت ہوا اور لکھنؤ، کانپور ہوتا ہوا الہ آباد یہاں چند فقرائے کاملین سے جو مختلف اوضاع میں تھے ملاقات ہوئی بالاتفاق سب نے کہا کہ گھبرانا نہیں پایہ استقلال سے نہ گذرنا غرضیکہ حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب علیہ الرحمہ کے مکان پر آیا اور جناب مولوی مسیح الدین صاحب سے جو حضرت مولانا کے صاحبزادے ہیں ملاقات کی حضرت مولانا کو مجھ سے دلی ربط ہے کمال درجہ کی عنایت فرماتے ہیں میں نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ جب سے حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے انتقال فرمایا کیا کہوں کہ میری کیا حالت ہوئی اب دستگیری کیجئے۔

بعض آدمیوں کی رائے ہوئی کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کے یہاں رجوع کرو لیکن حضرت مولانا مسیح الدین صاحب نے

فرمایا کہ کیا تم پر حضرت امام اولیاء سید وارث علی شاہ صاحب کی نظر تو نہیں پڑی میں نے عرض کیا کہ وہیں سے ہوتا ہوا حاضر ہوا ہوں، حضرت مولانا نے فرمایا کہ اب اس زمانہ میں کون ان کے برابر ہے۔ بہت مناسب ہے جہاں تمہارا حصہ ہو کوشش کرو ایک روز رہ کر سیدھا عظیم آباد چلا آیا۔

حضور امام الاولیاء ہفتہ عشرہ کے بعد عظیم آباد تشریف لائے میں حاضر خدمت ہوا فرمایا کہ جاؤ اب جب میں جاؤں تو آپ برابر یہی فرمائیں کہ جاؤ، آخر ایک روز ساقی نامہ لکھ کر پیش کیا آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ تو ازلی شاعر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایک ہولی لکھ لا چنانچہ میں نے ہولی عرض کی آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ حکیم جی ہولی بازم، میں نے عرض کیا بسم اللہ۔

تین روز رہ کر آپ سیوان تشریف لے گئے میں بھی ساتھ ہوا جس وقت اسٹیشن سیوان پر آیا دل کی اور ہی کیفیت ہوگئی، کیا کہوں کہ اس وقت کیا عنایت اور رحمت مجھ پر ہوئی دیکھا سو دیکھا سنا سو سنا۔ اس وقت سے دل میں ایک فریفتگی کی کیفیت پیدا ہوئی پھر آپ گورکھپور تشریف لے گئے۔

جو جو آدمی سیوان تک ساتھ آئے تھے، رخصت کر دئے گئے، حضرت مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹر اور دو ایک آدمی آپ کے ساتھ گورکھپور تشریف لے گئے، میں ساتھ ہوا، غرض گورکھپور میں شب کے وقت دوسری کیفیت گذری اسے کیا لکھوں۔

اب گورکھپور سے ہم لوگ رخصت کر دئے گئے اور حضرت امام الاولیاء تشریف لے گئے رخصت ہوتے وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ ایک مثنوی لکھنا چنانچہ وہ مثنوی لکھ کر دو تین مہینے بعد حاضر خدمت ہوا اب کی فتح پور میں

شرف ملاقات حاصل ہوا، آپ بہت خوش ہوئے۔

فرمایا کہ ایک شجرہ عربی میں لکھ لا جس کا وزن قصیدہ غوثیہ کا ہو آپ کی برکت سے وہ خدمت بھی بجا لایا، دیوی شریف پہنچ کر رخصت کر دیا گیا، اس دفعہ کوئی نئی بات نہ ہوئی۔

جب میں عظیم آباد واپس آیا تو دل کو کمال انتشار رہنے لگا۔ آخر دوسری مثنوی فارسی میں مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان کے طرز پر لکھنے کا اتفاق ہوا اس میں جو کچھ لکھا ہے اپنا واقعہ ہے۔

ایک شب کا ذکر ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھے زرد رنگ کا کفن پہناتے ہیں، میں نے ان لوگوں سے خواب میں کہا کہ کیا ماجرا ہے کہ مجھے زندگانی میں کیوں پہناتے ہو اس اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی جنازہ لئے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ کس کا جنازہ ہے یہاں پر مجھے یاد نہیں آتا کہ لوگوں نے خواب میں کیا جواب دیا مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آواز آئی پانی لاؤ پانی لاؤ میں جلدی سے پانی لے کر حاضر ہوا دیکھتا ہوں تو اپنا ہی جنازہ ہے۔

یہ خواب دیکھ کر نہایت تشویش ہوئی جب مثنوی فارسی ختم ہوئی تو پھر حاضر خدمت ہوا، آپ کی دیوی شریف میں زیارت ہوئی آپ مثنوی ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے اتفاقاً اس شجرۂ عربیہ کو جسے میں نے لکھا تھا آپ خود میرے سامنے پڑھنے لگے اس وقت دل قابو سے جاتا رہا۔ اور کمال گریہ و زاری ہوئی آپ نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم تو حسین ہو تمہارے دادا نے گردن دی تھی، تو یہ نعمت پائی تھی تم سے کیا اغماض ہے؟

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں نے تہبند کی تیاری کی اور ہمراہ حضرت

معروف شاہ اور حضرت بے نظیر شاہ، حضرت مولوی بشارت حسین کے تہبند لے کر حاضر خدمت ہوا، آپ نے اپنا ملبوس تہبند جو زرد رنگ کا تھا مجھے عنایت کیا اور فرمایا کہ لو یہی کفن ہے پہن لو۔

اسی وقت اس خواب کی تصدیق ہوئی میں نے تہبند باندھا اور ترک لباس دنیا کیا جب آپ تہبند عنایت کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا نام سید عبد الادشاہ رکھا۔

بزرگوں کی بات کوئی کیا سمجھ سکتا ہے، یہ سب ازلی معاملات ہیں ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ نعمت آپ کی بندہ نوازی ہے سچ ہے کہ۔

بے عنایت حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

یارو مقام اس کا ہے کہ میرے حق میں دعا کرو کہ خدا اپنی محبت بخشے اور مکروہات دنیا سے بچالے۔

مناظر آپ کے قدموں پر

۱۳۲۰ھ کا واقعہ ہے کہ پنجاب سے ایک مولوی صاحب آئے، اور صدر دروازے کے بالا خانہ میں جہاں ڈپٹی سید محی الدین صاحب وارثی و ڈپٹی قاضی لطیف عالم صاحب وارثی پہلے سے مقیم تھے۔ مولوی صاحب بھی ایک جانب ٹھہرائے گئے۔

دوسرے روز بعد نمازِ ظہر مولوی صاحب نے ان دونوں ڈپٹی کلکٹروں سے کہا کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی کیا معلوم نہیں کہ۔

من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر.

بے نمازیوں کی ترہیب کے لئے حبیب رب العلمین کا فرمودہ ہے کہ بلکہ میں نے سنا ہے کہ جناب حاجی صاحب بھی نماز نہیں پڑھتے ہیں چنانچہ اس کے متعلق ان سے گفتگو کرنے آیا ہوں۔ مولوی صاحب کا یہ بیباکانہ کلام سن کر دونوں ڈپٹی کلکٹروں نے مجھ کو بلا کر یہ قصہ کہا اور خواہش ظاہر کی کہ ہم کو دوسری جگہ ٹھہرا دو۔

حضرت اوگھٹ شاہ وارثی فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا نام ہے اور کہاں سے اور کیوں آئے ہیں تو پنجابی لہجہ میں فرمایا میرا نام عبد اللہ ہے، اور اس لئے ملتان سے آیا ہوں کہ حاجی صاحب سے نماز کی بابت گفتگو کروں، کیونکہ نماز دین متین کی تھونی ہے کیا سنا نہیں ہے کہ:

اوّلیں پرسش نماز بود

اور یہ مسلمہ ہے کہ تارک نماز خارج از دائرۂ اسلام ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

حضرت حاجی بدرالدین عرف اوگھٹ شاہ وارثی فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت مولوی صاحب کو سرکار عالم پناہ کی خدمت میں لے گیا لیکن وہاں مولوی صاحب خاموش بیٹھے رہے۔

جب واپس آئے تو پھر کہا کہ مجھ کو حاجی صاحب کے پاس لے چلو وہ کہاں ہیں، میں نے کہا ابھی تو آپ ملاقات کر کے واپس آئے ہیں لیکن خیر دوبارہ چلئے۔

اور پھر مولوی صاحب کو لے کر گیا اس مرتبہ حضور نے فرمایا کہ یہ کون ہیں عرض کیا کہ یہ ملتان سے آئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ چلو ٹھہرو پھر ملاقات ہوگی۔

غرض اس طرح تین مرتبہ مولوی صاحب حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آکر یہی کہا کہ حاجی صاحب کہاں ہیں، ان سے کچھ باتیں کروں گا۔ آخر چوتھی مرتبہ حاضر ہوئے تو سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب بیٹھو۔ مولوی صاحب فوراً قدم بوس ہوئے، پھر حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے دین جاری ہے اور اسلام کے یہ حامی ہیں۔

مولوی صاحب ہم نے اپنے والد کا کتب خانہ تالاب میں ڈبو دیا اور ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب فی انفسکم افلا تبصرون کے معنی جانتے ہو۔

مگر مولوی صاحب خاموش اور کسی خیال میں ہمہ تن مستغرق بیٹھے رہے پھر حضور نے دریافت فرمایا کہ شب کو مثنوی مولانا روم کون پڑھتا تھا میں نے عرض کیا کہ یہی مولوی صاحب پڑھ رہے تھے تو کسی قدس ترشرو ہو کر حضور انور نے فرمایا کہ۔

مولوی صاحب سمجھ کر پڑھا کرو ورنہ چھوڑ دو مثنوی کا مفہوم اگر نہ سمجھے تو نہ پڑھے، اس کے بعد مولوی صاحب کو رخصت کر دیا۔

اس مرتبہ بالا خانہ پر آکر مولوی صاحب کچھ عرصہ تو ساکت رہے پھر حالت وجد میں مثنوی شریف کا پہلا شعر پڑھا اور جوش میں کھڑے ہو کر وجد کرنے لگے، اور یہ مولوی صاحب ناچ ایسا ناچے کہ دیکھنے والے متحیر تھے کہی پہلے تو بالا خانہ پر یہ ناچ ہوتا رہا، پھر اتر کر در دولت پر عرصہ تک مولوی صاحب یہ ناچ ناچے پھر قصبہ کی گلیوں میں ناچتے پھرے، اور بار بار کہتے تھے کہ اب خوب سمجھ گیا، چنانچہ اسی صورت میں آٹھ دن گذر گیا، اور وہ ناچ ختم نہ ہوا اور اس عرصہ میں مولوی صاحب کو نہ اپنے کپڑوں کا ہوش ہوا، نہ کھانے کی فکر ہوئی، نہ پانی کی تلاش، اور نہ کسی وقت نماز کا خیال آیا، یہی ایک شعر کہ۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

پڑھتے تھے اور بار بار کہتے تھے خوب سمجھ گیا بلکہ کسی نے کہا کہ مولوی صاحب نماز پڑھ لیجئے تو جواب میں کہتے تھے کہ تم اپنی نماز پڑھو میں پڑھ چکا ہوں اور اب میری نماز یہ ہے۔

سرے در سجدۂ ہر در ندارم
جز ایں در قبلہ دیگر ندارم

اور جس وقت زیادہ بے قرار ہوتے تھے تو حالت جوش و اضطراب میں زار زار روتے اور کہتے تھے کہ۔

قادرا بہر جمال خویشتن — برفگن ایں پردہ از رخ برفگن
تا بخود بینم خود در او رو جود — گہ رکوع آریم شادان گہ سجود

ہر چند مولوی صاحب کے حالت زار کا ہر شخص کو احساس تھا مگر راجہ

دوست محمد خان صاحب وارثی نے ان کی اس پریشانی پر بار بار افسوس کا اظہار کیا، آخر ان کے اصرار پر مولوی صاحب کو تالاب پر لے گیا، اور خوب نہلایا، ان کے وجد کا خمار غسل سے بالکل نہیں فرو ہوا لیکن دوسرے ہفتہ میں رفتہ رفتہ افاقہ ضرور ہوا اور جب کسی قدر سکون ہوگیا تو ایک روز بکمال ادب سرکار عالم پناہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر مولوی صاحب نے عرض کیا کہ واللہ کائنات میں ہر ذرہ آپ ہی کے نور سے معمور ہے یہی نسبت شیخ کو پابند اسلام کرتی ہے۔

از رندے و پار سائے تو
میخانہ و خانقاہ در رقص

آقائے نامدار یہ خطا شعار آپ کے کرم اور آپ کی عنایت کا امیدوار ہے اب خاطر بیقرار کو تاب انتظار نہیں ہے، زندگی سے بیزار ہوں کیونکہ۔

خواب زچشم من بشد چشم تو بست خواب من
تاب نماند در تنم تو برو تاب من

سرکار امام الاولیاء اب مستدعی ہوں کہ غلام کو لباس فقر مرحمت ہو اور تعلقات دنیا سے آزاد فرمایئے حضرت امام الاولیاء نے یہ ارشاد فرمایا کہ۔

تم اپنے مکان جاؤ اور دین کا مدرسہ جاری کرو اور اگر خراب ہی ہونا ہے تو پہلے پورب کی سیر کرو۔

اس فرمان کی تکمیل کے لئے مولوی صاحب فوراً مستعد ہوگئے اور قدم بوس ہوکر پورب کی سمت چلے گئے۔

کیا جس نے موہوم ہستی کو اپنی — انہیں میں کمال خدا دیکھتے ہیں
ہوا اصل اپنی سے جو مرد عارف — وہ اپنے کو خاص خدا دیکھتے ہیں
کہ پیر مغاں کی عنایت سے حیدرؔ — یہ کل شئی کو عین خدا دیکھتے ہیں

منزل کہاوت کی تلاش

نفی سے نفع ہم کو حاصل ہوا ہے — وصولِ خدا ہم کو واصل ہوا ہے
یہ ہستی کو اپنی کیا جس نے دور — کہ راہِ خدا میں وہ کامل ہوا ہے
فقیری میں ہوگا وہی مرد کامل — جو اس شغل پر خوب شاغل ہوا ہے
محو رہتے ہیں ذات حق میں ہمیشہ — وصول بقا اس کو واصل ہوا ہے

جو مرشد میں حیدرؔ ہوا مرد فانی
وصول بقا اس کو واصل ہوا ہے

سلسلہ صابریہ کے ایک معمر شخص درویش صورت ضلع ایٹہ سے آئے اور حضرت رحیم شاہ صاحب کے کمرہ کے باہر سائبان میں ٹھہرائے گئے لیکن چار پانچ روز تک وہ اپنے بستر پر بیٹھے رہے۔ حضرت کی خدمت اقدس میں نہیں حاضر ہوئے، حضرت رحیم شاہ نے حضرت اوگھٹ شاہ سے کہا کہ دریافت کرو یہ کون ہیں اور کیوں مقیم ہیں، میں ان کے قریب گیا تو دیکھا ایک کتاب اردو کی ان کے ہاتھ میں ہے اور چند اہل دیہات معمولی طبقہ کے ان کے پاس بیٹھے ہیں، اور شاہ صاحب ان کو سیر وسلوک کے فوائد ان کو سمجھا رہے ہیں، اور درمیان تقریر میں یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ یہاں کوئی شخص نہ یہ نکات جانتا ہے اور نہ ان مقامات سے واقف ہے، اور مرشد کی عنایت سے میں سب منازل طے کر چکا ہوں بلکہ بہت بڑا مقام جس نام لاہوت ہے میں اس کی سیر کرتا ہوں۔

مرغ شاخ درخت لاہوتیم
گوہر درج گنج اسراریم

حضرت اوگھٹ شاہ وارثی فرماتے ہیں کہ پہلے تو میں بھی ان کی روحانی تعلیم خاموشی سے سنتا رہا جب ان کے اس طرز وطریق سے ظاہر ہوگیا کہ شاہ صاحب اپنی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے عوام الناس کو اپنی حقانیت باطنی سے آگاہ کرتے ہیں اور چوں کہ اس کام میں شب روز مصروف رہتے ہیں اس لحاظ سے سرکار کی خدمت میں حاضر ہونے کا وقت ان کو نہیں ملتا ہے۔

بالآخر میں نے کہا کہ حضرت شاہ صاحب اگر تکلیف نہ ہو تو اپنے طے کردہ مقامات کا نام تو بتایئے شاہ صاحب نے نہایت کشادہ پیشانی سے یہ فرمایا کہ صاحبزادے کیا آج تک تم نے سنا بھی نہیں کہ طریقت میں مقامات فقر کے نام کیا ہیں۔

اگر تم کو شوق ہے تو میں تم کو سمجھائے دیتا ہوں یاد رکھو کہ اول مقام ناسوت، دوم ملکوت، سوم جبروت، چہارم لاہوت ہے۔

جن کو یکے بعد دیگرے طے کر چکا ہوں اور وہی کتاب دیکھا کر فرمایا کہ اس میں بھی انھیں مقامات کی تصریح درج ہے اگر زیادہ اطمنان منظور ہو تو اس کو پڑھ لو۔

میں نے عرض کیا کہ جناب شاہ صاحب افسوس ہے کہ جس منزل کا طے کرنا لازمی اور ضروری تھا اور جس مرحلہ کو بغیر طے کئے کاملین میں شمار نہیں ہوسکتا، وہی مقام آپ سے چھوٹ گیا، ورنہ اس قدر نورانیت آجاتی کہ آپ ہوا پر اڑنے لگتے۔ شاہ صاحب نے گھبرا کر فرمایا کہ وہ کون مقام ہے؟ میں نے کہا

کہ اس مشہور اور معروف مقام کا نام منزل کہاوت ہے، جس مسافر راہ سلوک نے یہ دشوار گذار مقام طے کرلیا اس کو سب منزلیں آسان ہوجاتی ہیں ہر چند سالک مقام کہاوت کے نورانی چہرہ پر پہلے فنائیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر آخر میں بقا کا مرتبہ اس کو ملتا ہے اور مکان تمکین میں پر تکلف سند پر بیٹھ کر وہ حقہ پیتا ہے اور کمال اطمینان بھیرو پن کی دہن میں کہتا ہے۔

فنا کیسی بقا کیسی جب اس کے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آٹھہرے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

حضرت شاہ صاحب نے متحیر ہو کر فرمایا کہ آج تک اس مقام کا نام بھی نہ کسی فقیر سے سنا اور نہ اس کتاب میں منزل کہاوت کا ذکر ہے میں نے کہا حضرت رموز واسرار روح سفینہ نہیں ہوتے بلکہ یہ علم سینہ ہے جو بغیر صورت کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

میں نے برسوں خاک چھانی ہے تب بڑی جانفشانی سے اس مقام عالی کو طے کیا ہے ہر کس و ناکس کی مجال نہیں کہ منزل کہاوت طے کرنے کا خیال بھی کرے اور آپ کی تنگ ظرفی سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کوچہ میں قدم رکھنا بھی آپ کو محال ہے البتہ کسی باکمال شخص کی مکمل خدمت کیجئے اور افضال الٰہی بھی شامل حال ہو تو شاید صحرائے کہاوت کی ٹھوکر میں کھانا آپ کو نصیب ہوں ورنہ اس بحر ذخار سے بیڑا پار ہونا بہت دشوار ہے کیا یہ مشہور مقولہ آپ نے نہیں سنا:

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار

حضرت اوگھٹ شاہ وارثی فرماتے ہیں کہ یہ کہہ کر میں تو اپنے بستر پر چلا گیا مگر شاہ صاحب کو منزل کہاوت کی سیر کا اس قدر شوق ہوا کہ حضرت شاہ فضل حسین صاحب اور حضرت معروف شاہ صاحب اور حضرت شیدا میاں کے پاس بار بار گئے اور ان سے باصرار کہا کہ آپ سفارش کر دیں کہ اوگھٹ شاہ مجھ کو منزل کہاوت طے کرا دیں۔

ان لوگوں نے بطور مذاق شاہ صاحب کو یہ سمجھایا کہ ہم بھی آپ کی سفارش کریں گے مگر بہترین صورت یہ ہے کہ آپ جناب حاجی صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ استدعا کریں، قرینہ ہے کہ آپ کی خاطر سے قبلۂ عالم ان کو ضرور یہ حکم دیں گے کہ ان کو منزل کہاوت طے کرا دیں، اور پھر اوگھٹ شاہ کی مجال نہیں کہ کوئی عذر کریں اور آپ کامیاب ہو جائیں گے۔

چونکہ منزل کہاوت کے شوق نے شاہ صاحب کو از خود رفتہ کر دیا تھا اس لئے ''دیوانہ را ہوائے بس است'' کا مضمون ہوا۔

ان کو بھی یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت سرکار عالم پناہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستدعی ہوئے کہ للہ حکم فرمایئے کہ اوگھٹ شاہ مجھ کو منزل کہاوت طے کرا دیں، حضور نے مجھ کو بلا کر شاہ صاحب کا قصہ سنا اور مسکرا کر ارشاد ہوا کہ اگر تم کو معلوم ہو تو منزل کہاوت طے کرا دو۔

میں نے باہر آ کر شاہ صاحب سے اقرار لیا کہ جو کہوں گا اس کی تعمیل کرنا ہوگی۔ اگر گرویدۂ مقام کہاوت نے جب اس کو بھی قبول کیا تو میں نے یہ

تلقین کی کہ آج سے نصف روٹی صبح کو اور نصف شام کو کھایا کرو۔ شاہ صاحب نے وفور شوق میں ایسا ہی کیا لیکن اسی کے ساتھ میں نے بھی اس روز سے نصف ہی روٹی پر قناعت کی۔

اس ہفتہ میں شاہ صاحب کو اس مجاہدہ نے ایسا ضعف کر دیا کہ نشست و برخاست میں تکلیف ہونے لگی، جب ان کا یہ حال دیکھا تو مجھ کو خیال ہوا کہ دل لگی میں صورتِ ملال نہ پیش آ جائے۔

اسی وقت حضور اقدس بندہ نواز کی خدمت بابرکت میں ان کو لے گیا اور عرض کیا کہ یہ مقام کہاوت طے کر آئے ہیں۔ حضور نے ذکر اسم ذات جلالی قاعدہ سے ان کو تعلیم کیا اور فرمایا۔

شاہ جی اب جاؤ۔

شاہ صاحب اسی روز چلے گئے مگر بعدہٗ ضلع ایٹہ کے بعض حضرات سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب نے یہاں سے جا کر جملہ تعلقات منقطع کر دئے اور جنگل میں آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ہر وقت وجدانی حالت رہتی ہے اور اکثر ذکر اسم ذات بالجہر کرتے ہیں۔

ایک وہابی کا تبدیلی مسلک

حضرت اوگھٹ شاہ وارثی تحریر فرماتے ہیں کہ میرے ماموں حاجی اشفاق حسین صاحب کے خیالات میں جس قدر تغیرات ہوئے وہ بھی خاص تصرفات وارثی کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ وہ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید تھے اور علمائے دیوبند کی تقلید کے ہمیشہ پابند رہے نہ کبھی صوفیائے کرام کی تبعیت کی نہ فقراء عظام کی عظمت ان کی نگاہ میں تھی۔

حضرت قادر شاہ صاحب وارثی جو بچھراؤں میں عرصہ سے قیام پذیر تھے۔ ماموں صاحب ان کے بھی قطعی خلاف تھے۔ جب وہ علیل ہوئے تو صرف میری وجہ سے اس قدر رعایت کی کہ اپنی کوٹھی میں لاکر ان کا علاج کرادیا مگر چونکہ بدظن بہت تھے اس لحاظ سے خود ان کی تیمارداری میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ ان کو حقیر سمجھ کر اس گوشہ میں جگہ دی جس میں کاشتکاری کا سامان رہتا تھا۔

حضرت قادر شاہ صاحب مدت حیات قریب اختتام تھی، علاج بھی مفید نہ ہوا اور جب احتضار کا وقت آیا تو ماموں صاحب کا بیان ہے کہ مسافر سمجھ کر میں ایک آنِ واحد کے واسطے ان کے قریب گیا تو یہ تماشہ دیکھا کہ جس قدر ان کا لباس اور بستر بوسیدہ ہے اور کثیف ہے اسی قدر ان کا چہرہ نورانی اور وہ تاریک کمرہ روشن تھا، اور نہایت پسندیدہ خوشبو آرہی تھی، اور ہر سانس کے ساتھ ذکر اسم ذات جاری تھا۔

مجھ کو عبرت حاصل ہوئی اور فوراً خیال آیا کہ آج ان کی یہ شان وعظمت صرف حاجی صاحب کی غلامی کی بدولت ہے میں نے یہ بھی پوچھا کہ کچھ کہنا ہے، تو شاہ صاحب نے بکمال صبر وتحمل جواب دیا کہ تم سے کیا کہیں، جو ہمارا سننے والا ہے اس سے جو کہنا ہے وہ کہہ رہے ہیں۔

تمہارا یہ کام ہے کہ جب روح نکل جائے تو اس مٹی کو جہاں چاہئے دبا دینا اور ہم تو حاجی صاحب کے پاس رہیں گے اس گفتگو کے بعد خاموش ہوگئے اور زیادہ وقفہ نہ گذرا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

یہ حیرت خیز واقعہ دیکھ کر ماموں صاحب کی حالت متغیر ہوئی یہاں تک کہ اس اضطراری میں دیوئی شریف آئے اور مجھ سے فرمایا کہ مرید کرادو۔

میں نے ہر چند سمجھایا کہ آپ حاجی امداد اللہ صاحب کے دست گرفتہ ہیں، اب اس کی ضرورت نہیں کہ یہاں بھی بیعت کیجئے مگر اس قدر بیقرار تھے کہ بار بار اصرار کیا، آخر مجبور ہوکر حضور اقدس کی خدمت بابرکت میں لے گیا اور عرض کیا کہ یہ میرے ماموں حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں اور آج آپ سے طالب ہونا چاہتے ہیں، سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ۔

ہم اور امداد اللہ دو نہیں ہیں بلکہ ہم اور وہ ایک ہیں۔

ماموں صاحب نے نہایت پرحسرت لہجہ میں عرض کیا کہ قبلۂ عالم دوبارہ ہاتھ پکڑنا چاہتا ہوں اس وقت حضور نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ۔

دیکھو یہی امداد اللہ کا ہاتھ ہے ہم سے بھی محبت رکھو۔

اور دو روز کے بعد رخصت کردیا۔

ماموں صاحب سے بعض ان کے احباب نے دریافت کیا کہ آپ مکرر کیوں مرید ہوئے تو ماموں صاحب نے یہی جواب دیا کہ اول تو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جناب حاجی صاحب کے مرید کا انجام اچھا اور بہت اچھا ہوتا ہے، جیسا کہ قادر شاہ صاحب کا ہوا، حالانکہ مجھے ان کے ساتھ سوءِ ظن تھا مگر ان کا خاتمہ ایسا دیکھا کہ مجھے ندامت ہے کہ ایسے خوش انجام شخص سے مجھے بلاوجہ خصومت تھی۔

آج تک متحیر ہوں کہ ان کے انتقال کے وقت وہ کمرہ منور اور معطر کیوں ہوگیا تھا۔ اور ان کی تجہیز و تکفین میں مجمع کیوں ہوا اور یہ لوگ کہاں سے آئے۔ سوائے اس کے حضرت حاجی صاحب قبلہ کی غلامی کا شرف تھا، جس کا آخر وقت اس اقتدار کے ساتھ اظہار ہوا۔

دوم یہ کہ رضا و تسلیم کی تکمیل کامل حاجی صاحب قبلہ نے اس خوبی سے فرمائی کہ جو اپنی نظیر آپ ہے۔ چنانچہ دیوبی شریف میں جا کر معلوم ہوا کہ درحقیقت زہد و استقامت اس کو کہتے ہیں، کہ جو کپڑا جسم اطہر پر ہے وہ بھی اپنا نہیں ہے، اگر کسی نے تہبند پیش کیا تو اس کو باندھ لیا اور جو باندھے تھے وہ اس کو دے دیا۔ یہی صورت بستر کی ہے کہ ایک کرتا ہے اور ایک پاجامہ ہے۔ علیٰ ہٰذا مکان بھی اپنا نہیں ہے۔ کھانا بھی دوسرا لاتا ہے اور کھلا جاتا ہے۔

غرض یہ کہ نہ گھر ہے نہ در، نہ حساب ہے نہ کتاب، نہ عزیز ہیں نہ اقارب، نہ رشتہ دار نہ کسی جھگڑے سے سروکار، واقعہ انقطاع حقیقی اسی کا نام ہے کہ بجز ذات واحد الوجود کائنات میں کسی سے کام نہیں ہے۔

چنانچہ حضور کی بیعت کے بعد ماموں صاحب اس قدر خوش عقیدہ

ہوگئے تھے کہ تازندگی فقراء کی خدمت بھی کی اور ان کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا جس کا عوض یہ ملا کہ خاتمہ کلمہ طیبہ کے ساتھ ہوا جیسا کہ حضور نے متواتر فرمایا ہے کہ:

عاشق کا مرید بے ایماں نہیں مرتا۔

حسن کا جلوہ تجلی زاد ہے — عشق کا شعلہ نیاز آباد ہے
حسن کا بزم ہمدم ناز ہے — آہ و نالہ عشق کا دم ساز ہے
عشق بلبل کو ملا میثاق ہے — حسن گل کو عالم اطلاق سے
حسن ہے شمع جمال ایزدی — عشق ہے شان جلال سرمدی
حسن و عشق آپس میں دونوں یار ہیں — معنی و صورت کے دو سردار ہیں
حسن کیا ہے جلوۂ تشبیہ ہے — عشق کیا ہے شعلہ تنزیہ ہے
عشق ڈھونڈ حسن کی سرکار میں — حسن دیکھو عشق کے انبار میں
عشق کی ہر بات ہے سوز و گداز — حسن کی ہر گھات ہے انداز و ناز
عشق وہ ہے عاشقوں کو صبح و شام — حسن کے جلوے دکھاتا ہے تمام

عشق سے حضرت زبان پاک سے
لی مع اللہ وقت فرمانے لگے

تعلیمات سرکار وارث پاک

حضور سیدنا وارث پاک قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

''پیر بہت ہیں مرید بہت مشکل سے ملتا ہے۔''

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرید میں ذرّہ برابر اسے اعتراض و قیل وقال باقی رہ گیا ہے یا کسی طرح کا چون و چرا اس کے نہاد میں ہو تو وہ خود پرست ہے مرید نہیں ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ پیر پرست ہونا چاہئے یہاں تک کہ وہ خدا پرست ہو جائے۔

پیر پرستی کی علامت یہ ہے کہ مرید اپنے جملہ معاملات کو اور اپنے دین کو پیر کے دین پر فدا کر دے، اگر ایسا نہیں ہے تو وہ اپنے مراد کا مرید ہے، پیر کا مرید نہیں، پیر کا مرید ہونا ہی ہے جسے ان اشعار میں کہا گیا ہے۔

او دلیل تو بس تو راہ مجوئی — او زبان تو بس یاوا مگوئی
ہر چہ او گفت راز مطلق دان — ہر چہ او کرد کردۂ حق داں
خاک او باش بادشاہی کن — آن او باش ہرچہ خواہی کن

تیرا پیر ہی تیرے لئے دلیل راہ ہے تو کوئی اور راہ نہ ڈھونڈ تیرے پیر کا بیان ہی تیرے لئے کافی ہے، پیر نے جو حکم دیا اسے حقیقت کا راز جان اور پیر کے فعل کو حق سبحانہٗ کا فعل جان، پیر کی گلی کی خاک بن جا اور بادشاہی کر اسی کا ہو جا پھر جو جی چاہے کرتا رہ۔

مریدی اور ارادت کوئی آسان کام نہیں ہے، خداوند قدوس تک بہت

سی راہیں ہیں لیکن یہ راہ تمام راہوں سے زیادہ نادر اور زیادہ عزیز ہے لاکھوں میں کوئی شخص ایسا ہوتا ہے جو اس راہ ارادت پر چلتا ہے، اگرچہ سارے جہاں کو اس کو آرزو ہے۔

حضور سیدنا وارث پاک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید ہونا چاہئے، مرید ہو تو پیر کے سینے پر سوار ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔

مقتدی جب امام کی اقتداء کر لیتا ہے تو جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟ امام کی پوری اقتدا کرنی ہوتی ہے ہر وہ حکم و فرمان جو پیران کرام کریں اس پر مرید کا اعتقاد وحی منزل کی طرح ہونا چاہئے اور اگر ایک بال برابر بھی چوں و چرا تمہارے باطن میں باقی ہے تو تم انکاری ہو مرید نہیں ہو۔ مرید اس کو کہتے ہیں جو خود کو پیر میں گم کر دے۔ الارادۃ ترک الارادۃ۔ یعنی مریدی اپنے ارادہ کو ترک کرنا ہے۔

رسمی مرید کا حال واحوال

مرید کو حضور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جیسا ہونا چاہئے اور پیر کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا مہربان ہونا چاہئے ،جیسا کہ ارشاد ہے کہ:

ما صب اللّٰہ شیئًا فی صدری الا وقد صببت فی صدر ابی بکر ۔ جو کچھ اللہ کی جانب سے میرے دل پر نوازش ہوتی ہے وہ بعینہٖ ابو بکر صدیق کے دل پر بھی نوازش کرتا ہوں ۔

سبحان اللہ! کیا ہی بلندی مریدی ہے اور کیا ہی اعلیٰ پیری ہے جب سے یہ عالم قائم ہے نہ ایسا مرید دیکھا گیا اور نہ ایسا پیر سننے میں آیا۔

حقیقی مرید پیر پرست ہوتا ہے وہ یہی اطاعت ہے اگر تمہارے حرکات وسکنات پیر کے ارشاد وفرمان کے موافق ہیں تو تم پیر کے مرید ہو اور اگر اپنی مراد اور اپنی خواہش کی موافقت میں ہو تو تم اپنی مراد اور اپنی خواہش کے مرید ہو پیر کے مرید نہیں ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ حاجی وارث علی شاہ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

پیر کو رسمی مرید بہت ملتے ہیں مگر مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے جیسے حضرت خواجہ ابوسعید کو حضرت غوث پاک ،خواجہ عثمان ہارونی کو خواجہ معین الدین چشتی ،حضرت بابا صاحب کو حضرت سلطان نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی ،حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کو حضرت شمس الدین ترک پانی پتی ، اور حضرت محبوبِ الٰہی کو حضرت امیر خسرو اور حضرت مخدوم بہاری کو مولانا

مظفر رضی اللہ عنہم ۔

آج سارا جہاں پیر ومرید سے بھرا ہوا ہے اور ابھی اور بڑھے گا کیوں کہ آخری زمانہ کا فتنہ دن بدن زیادہ ہی ہوتا جائے گا یہاں تک کہ نوبت آجائیگی جو حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ہماری امت پر وہ دن آئے گا کہ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوں گی مگر ان میں ایک بھی مسلمان نہ ہوگا۔

اگر پیر امراض باطن کا طبیب نہ ہو تو ہو پیری کے لائق نہیں ہے بلکہ وہ خود مریض اور بیمار ہے اور طبیب کا محتاج ہے اسے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ دوسروں کا علاج کرے تو معلوم ہوا کہ آج ساری خرابیاں اسی وجہ سے ہیں کہ نہ مرید جانتا ہے کہ مریدی کیا ہے اور نہ پیر جانتے ہیں کہ پیری کیا ہے۔

لوگوں نے ایک رسم بے حقیقت پر قناعت کر لی ہے اور اس کا نام پیری مریدی رکھ لیا ہے، یہی سب سے بڑی گمراہی اور سب سے بڑی ہلاکت ہے۔

اگر مرید پیر کے افعال کو اپنے عقل وعلم کے ترازو پر تولنے کے لائق ہوتا تو اسے مرید ہونے کی حاجت ہی نہیں ہوتی خود وہ پیری کیا کرتا۔

پیر کا کیا کام ہے جانتے ہو؟ مرید کے باطن میں تصرف کرنا اپنی ولایت کی بنا پر کہ جو مرید کی اصلاح میں اسے حاصل ہے۔

اور مرید کا کام کیا ہے؟ اپنی اصلاح وفلاح کے لئے خود کو پیر کے تصرف میں ڈال دینا ہے اس طرح جیسے مردہ غسل دینے والے کے تحت تصرف میں ہوتا ہے۔

آدمی اور لطیفہ قلب

آدمی وآدمیت کی خوبی حاصل کرنے کے لئے مرید کا پہلا کام یہ ہے کہ برے اقوال بری باتوں، نیک باتوں سے بدل ڈالے، برے کاموں کو اچھے اور پسندیدہ کاموں میں تبدیل کرے برے اخلاق عادات وخصائل کو عمدہ اخلاق سے تبدیل کرے اس کام کو اہل تصوف کی اصلاح میں گردش از نہاد خویش یعنی اپنی بنیاد وسرشت میں تبدیلی کہتے ہیں۔

حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''آدمی ہونا چاہئے، آدمی ہونا بہت مشکل ہے، آدمی اس وقت ہوتا ہے جب لطیفۂ قلب ذاکر ہو اس لئے کہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے، اور معیت اور اقربیت حاصل ہے۔''

آدمی موجودات کا لب ولباب مخلوقات کا نچوڑ ہے، شرافت و کرامت برتری و بزرگی جو کچھ ہے وہ سب آدمی میں ہے، باقی سب صورت تصویر حیران ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ذات غیب کے اسرار کی امانت گاہ تھی ورنہ ایک مٹھی خاک کی اہلیت کہاں تھی کہ حظیرۂ اقدس کے رہنے والے خطیبہائے منابر انس اس کے آگے سجدہ کریں۔ ایک مٹھی بے قیمت مٹی کی یہ عزت کہاں تھی کہ جبرئیل امین، میکائیل مکین، اسرافیل صاحب تمکین سے کہا جائے کہ اس کو سجدہ کرو وہ ایک مٹھی خاک حقیقتاً دل کا راز تھا۔

کامل آدمی بننے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کی کفش برداری

کرے کہ وہ کمال کو پہنچا ہوا ہوتا کہ اس کو بھی کمال کی راہ دکھلائے، اور اس کی تربیت شرائط کے ساتھ کرے، اور اس راہ کی آفتوں اور خطروں سے سلامتی کے ساتھ گذار دے۔

کامل واکمل اس شخص کو کہتے ہیں جو ان چار چیزوں کا حامل ہو، پوری شریعت، مکمل طریقت، کامل حقیقت اور معرفت تامہ، جو ان چار چیزوں سے متصف ہو وہ مقتداء ہے، پیر ہے، شیخ ہے، اور کامل واکمل ہے، ایسا شخص پیری کے لائق ہے اور اس کے علاوہ جو ہے وہ سب گمراہی ضلالت و جہالت ہے جیسا کہ اس دور میں ہو رہا ہے۔ حضور مخدوم حبیب حیدر قلندر صابری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

خدا جس سے ملے پہلے وہی سامان پیدا کر
نہیں گر عشق دل میں عشق کا ارمان پیدا کر
ملائک کا بنے مسجود ایسی شان ہو پیدا
بزرگی پھر وہی پہلی سی اے انسان پیدا کر
نگاہ حق ایسے ہیں وحق جویاں ہو پیدا
نظر آئے گا پھر وہی پہلی سی اے انسان پیدا کر
ملے جس طرح ہم سے وہ وہی سامان ہو جائے
نظر میں یار کی صورت رہے وہ دھیان پیدا کر
خدائی میں خدا کی جلوہ فرمائی نظر آئے
اسی کا نام حق بیں ہے اے ذیشان پیدا کر
گذار عشق مثل شمع ہو وہ دل کی حالت ہو
فدا ہو یار پر پروانہ ساں وہ جان پیدا کر
خودی کا تب مزہ ہے جب خدا میں ہو فنا حیدر
وصال حق کا یہ درجہ ہے یہ ایمان پیدا کر

دل کی صفتیں دو طرح کی ہیں نیک و بد، اچھی اور بری، آدمی کے جملہ افعال واعمال اس کا ثمرہ ہیں کوئی آدمی بری صفت سے خالی نہیں ہے، اور جب تک بری صفت دل میں ہے ہر فعل وعمل جو آدمی سے ظہور میں آئے گا وہ صرف برا ہی ہوگا۔

اگر کوئی ایسا دل ہو جو اچھے اخلاق اور اچھے اوصاف سے آراستہ ہو تو

ہر عمل اور ہر فعل جو اس کے ظاہر اعضاء سے صادر ہوگا، وہ سب کے سب نیک و اچھا ہی ہوگا، ایسے شخص کو اہل دل کہتے ہیں اور ایسے دل کو دلِ زندہ کہتے ہیں، اور یہ اللہ کے ذکر سے تابانی پاتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ۔

الآ بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب ۔ اللہ کے ذکر ہی سے دل کا اطمینان وسکون ہے۔

اور اگر تمامی ملکوت عیاں و روشن ہو جائیں تو اس علم کو علم مکاشفہ کہتے ہیں، اور وہ جو کہا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی راہ نہ آسمان میں ہے اور نہ زمین میں ہے، خداوند تعالیٰ کی راہ خود تیرے اندر ہے یہی کافی ہے۔

فی انفسکم افلا تبصرون ۔ وہ تمہارے اندر ہے کیا تم دیکھتے نہیں، کا اشارہ اسی طرف ہے۔

القلب بیت اللّٰہ دل اللہ کا گھر ہے

القلب عرش اللّٰہ دل ہی عرشِ الٰہی ہے

آج اس دنیا میں جس کا دل ملکوت یعنی باطن کے اسرار کے دیکھنے سے کور و نابینا ہوگا اور اس راہ کے مردوں کی دولت و نعمت سے محروم رہے گا۔

تمام بری صفتوں اور برے اخلاق کو نفس کہتے ہیں اور ایسے شخص کو صاحب نفس کہا جاتا ہے، صاحب نفس، نفس کی آلودگی کے ساتھ برسہا برس اگر جان سے مجاہدہ و ریاضات کرتا رہے تو بھی اس پر کچھ نہ کھلے گا، جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ۔

راہ پاکاں است ایں آلودگاں را نیست راہ
مرد ایں رہ نیستی بیہودہ جانی می کنی

یہ پاک لوگوں کی راہ ہے، گندے اور ناپاکوں کی راہ نہیں ہے، جب تم اس راہ کے مرد نہیں ہو تو فضول جان ہلکان کر رہے ہو۔

نماز نظامِ عالم ہے

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کسی صحیفہ میں پڑھا ہے کہ:

نمازِ فجر: اے موسیٰ دو رکعت نماز ہوگی جس کو میرا رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی امت کے لوگ پڑھا کریں گے یہ فجر کی نماز ہے جو شخص اسے کرتا رہے گا، میں ہر نماز صبح کے بدلہ میں اس رات اور دن کے گناہ بخش دوں گا، اور وہ میری پناہ میں رہے گا۔

نمازِ ظہر: اے موسیٰ چار رکعت نماز ہوگی جس کو مرا رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے امتی ادا کریں گے یہ نمازِ ظہر ہے میں انھیں اس نماز کی پہلی رکعت کے عوض میں مغفرت عطا کروں گا، اور دوسری رکعت کے ثواب میں ان کے میزان عمل کا پلہ نیکی بھاری کروں گا، اور تیسری رکعت کے عوض میں ان پر فرشتے مقرر کروں گا، جو میری تسبیح اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے چوتھی رکعت پر ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دوں گا، جن سے جنت کی حوریں انھیں جھانکیں گی اور میں حوران جنت کو ان کی زوجیت میں دوں گا۔

نمازِ عصر: اے موسیٰ چار رکعت نماز ہے جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

ان کی اہل امت پڑھیں گے، یہ نمازِ عصر ہے جس کے ثواب میں آسمان و زمین کا کوئی ایسا فرشتہ نہ ہوگا جو ان کے لئے دعائے مغفرت نہ کرے، اور جس شخص کے لئے فرشتے دعائے مغفرت کریں اسے کبھی عذاب نہ ہوگا۔

نمازِ مغرب: اے موسیٰ تین رکعت نماز ہوگی جس کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی امت والے غروب آفتاب کے متصل پڑھیں گے، میں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دوں گا، لہٰذا وہ اپنی جس حاجت کے متعلق مجھ سے التجاء کریں گے میں اسے پورا کردوں گا۔

نمازِ عشاء: اے موسیٰ چار رکعت نماز ہوگی جس کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی امت والے شب کو شفق غائب ہوجانے پر پڑھیں گے، یہ نمازِ عشاء ہے جو ان کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگی، اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہوجائیں گے کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔

حضور سیدنا وارث عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

جو شخص نماز نہ پڑھے ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے۔

نیز آپ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

نماز ضرور پڑھنا چاہئے یہ نظامِ عالم ہے اگر یہ چھوڑ دی جائے گی تو عالم کے انتظام میں خرابی آجائے گی۔

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ محمد بن داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز سے خدا کی خوشنودی اور فرشتوں سے محبت حاصل ہوتی ہے اور نماز انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔ اور معرفتِ الٰہی کی روشنی ہے اور ایمان کی اصل بنیاد ہے اور دعا اور اعمال کے قبول ہونے کا ذریعہ ہے۔

رزق کی برکت ہے بدن کی راحت ہے، دشمنوں کے لئے آلۂ جنگ ہے، شیطان کی نفرت کا سبب ہے، خدا کے سامنے سفارش ہے، ملک الموت کے سامنے رفیق ہے۔

قبر کا چراغ ہے، پیٹھ کا بچھونا ہے، منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے، زندگی اور موت کی انیس ہے اور قبر میں قیامت کے دن تک ساتھ دینے والی، جب قیامت برپا ہوگی تو یہی نماز نمازی کے لئے سایہ اور اس کے سر کا تاج اور اس کے جسم کا لباس ہوگی، اور ایک نور بن جائے گی، جو اس کے سامنے نظر آئے گا۔

اور نماز جہنم کے درمیان پردہ بن کر حائل ہوجائے گی، اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اہل ایمان کے لئے مغفرت کی حجت ہوگی اور میزان عمل میں نیکیوں کا پلہ جھکا دے گی، پل صراط پر سواری کا کام دے گی۔

اور بہشت کی کنجی بن جائے گی کیوں کہ نماز میں خدا کی تسبیح ہوتی ہے، اور اس کی حمد اور پاکی اور عظمت ادا کی جاتی ہے، اور اس کا کلام پڑھا جاتا ہے اور اس سے دعا مانگی جاتی ہے، تمام نیک اعمال سے افضل و اعلیٰ وہ نماز ہے جو وقت پر ادا کی جائے۔

نماز میں خضوع وخشوع

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ مومن نجات پائیں گے جو اپنی نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

علماء نے فرمایا ہے کہ خشوع دو معنوں میں مستعمل ہے اور بعض نے اسے اعضائے ظاہری کے افعال میں شمار کیا ہے جیسے اطمینان سے کھڑا ہونا ہے، بے توجہی اور بے پروائی سے بچنا وغیرہ۔

بعض علماء نے اسے افعال قلب میں شمار کیا ہے جیسے ڈر، خوف، انبساط وغیرہ خشوع کے معنی میں ایک یہ بھی اختلاف ہے کہ یہ نماز کے فرائض میں سے ہے یا فضائل میں سے ہے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہیں آیا تو اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ہے نماز کی فرضیت، حج کا حکم، طواف ومناسک حج کا حکم اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے دیا گیا ہے اب اگر ان کی ادائیگی کے وقت دل میں ذکر خدا کی عظمت وہیبت نہ ہو تو اس عبادت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جسے نماز نے فحش اور برے کاموں سے نہیں روکا، وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہی ہوتا جائے گا۔

حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

نماز وہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہو پھر ایک بار یہ بھی فرمایا کہ نماز

برابر پڑھے جائے اگر تمام عمر میں ایک بھی سجدہ ادا ہو گیا تو کل نمازیں بن گئیں۔

فرمانِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نہیں دیکھتا جس میں انسان کا دل اس کے بدن کے ساتھ شامل عبادت نہیں ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا تو حالت نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، آپ نے فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء پر سکون ہوتا۔

حضرت بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

اے انسان اگر تو اپنے مالک کے حضور بغیر اذن کے حاضر ہونا اور بغیر کسی ترجمان کے گفتگو کرنا چاہتا ہے تو اس کے دربار میں داخل ہو جا پوچھا گیا یہ کیسے ہوگا؟ انھوں نے جواب دیا وضو کو مکمل کر لے پھر مسجد میں چلا جا تو اللہ کے دربار میں آ گیا، اب بغیر کسی ترجمان کے گفتگو کر۔

کسی بزرگ کا قول ہے کہ پورا اخلاص اور خشوع تین باتوں پر منحصر ہے۔

(۱) نماز پڑھنے سے فقط خدا کی رضا مندی اور خوشنودی مقصود ہو، مخلوق کی رضا مندی مطلوب نہ ہو۔

(۲) عبادت الٰہی کا بجالانا محض توفیق الٰہی سمجھا جائے۔

(۳) نماز کو اس کے پورے ارکان کے ساتھ عمدہ طور پر ادا کیا جائے، اور اس کی نگہبانی کی جائے تاکہ قیامت کے دن وہ نماز اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے کو مقام فلاح ونجات میں لے جائے۔

حضور عالم پناہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

نماز، روزہ اور چیز ہے، ایمان اور چیز ہے، نماز رکن اسلام ہے اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اس کا بھی خیال نہ کرے بس یہی ایمان ہے۔

فرمایا کہ مسجد پیدل جانے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے، جمعہ کی نماز میں سنت گھر پر پڑھ کر جانا سنت ہے۔

فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد لوگ چار رکعت ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں، یہ شک کی بات ہے اور ہمارے یہاں شک نہیں ہے۔ جو چھپ چھپا کر نماز پڑھتا ہے تو نماز ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ ہر شخص پر اتباع شریعت لازم ہے، شریعت میں خود بینی منافی آداب عبدیت ہے، شریعت ایک انتظامی بات ہے اگر انتظام نہ ہوتا تو سب کام بگڑ جاتے۔

زادان اپنے استاد کے ساتھ حضرت رافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام فرشتے بیت المعمور میں جمع ہوتے ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام چاندی کے سفید روشن منارے پر چڑھ کر اذان کہتے ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام یاقوت کے سرخ ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں، حضرت اسرافیل علیہ السلام امام ہو کر جمعہ کی نماز پڑھاتے ہیں، حضرت عزائیل علیہ السلام تکبیر کہتے ہیں۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام بآواز بلند کہتے ہیں کہ اے خدا کے فرشتوں میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنی اذان کا ثواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے

مؤذن کو بخشا۔

حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے خدا کے فرشتو تم گواہ رہنا کہ میں نے اپنے خطبہ ثواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے خطبہ پڑھنے والوں کو بخش دیا۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے اللہ کے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی امامت کا ثواب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے مکبروں کو ہبہ کیا۔

پھر تمام فرشتے کہتے ہیں کہ اے فرشتگانِ الٰہی ہم تم کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب نے اپنی اس نماز کا ثواب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے گناہگاروں کو بخش دیا۔

اسی وقت باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے فرشتو! کیا تم میرے حضور میں اپنی سخاوت کا اظہار کرتے ہو حالانکہ میں سخاوت و کرم کا سرچشمہ ہوں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے برگزیدہ پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام امت کو بخش دیا اور ان کو بہشت میں بلا حساب و کتاب داخل کروں گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ انسانوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے جمعہ کو سالم کر لیا تو گویا تمام دنوں کو سالم کر لیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو فوت ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب لکھتا ہے اور اسے قبر کے فتنہ سے بچا لیتا ہے۔

دنیا کا ترک اور فقیری حاصل کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

الدنیا ملعونة و مافیھا ۔ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہیں۔ دنیا میں جتنی چیزیں جتنے اعمال ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

ایک وہ کہ صورتاً و معناً دنیا ہے کہ جس کی نیت اور اس کا قصد دونوں ہی دنیا کے لئے ہو کسی صورت بھی مباح نعمت و لذائذ کو بھی کہتے ہیں کہ اس قسم میں داخل ہے اور ایسا اس جہت سے کہتے ہیں کہ مباح تو ہے لیکن نفس کی لذت اور اس کا حصہ ہے جس طرح تمام گنہگاروں کے نفس کا حصہ اور اس کی لذتیں ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو صورتاً یعنی بظاہر تو وہ خدا کے لئے ہو لیکن نیت و ارادہ دنیا کے لئے ہو جیسے خواہشات، شہوات کا ترک اس لئے کہ لوگوں کی نگاہ میں پرہیزگار نظر آؤں، لوگ زاہد سمجھیں اور علم حاصل کرنا اس لئے کہ لوگوں میں صاحب جاہ و مرتبہ نظر آئے، لوگ عالم سمجھیں اور اس علم کے ذریعہ دنیا کی دولت جمع کرنے کا سامان ہاتھ آجائے، یہ سب ملعون ہے اگرچہ ظاہر میں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب خدا ہی کے لئے ہے سلامتی اسی میں ہے کہ تمام دنیاوی نیت و ارادہ ترک کر کے صرف خدا ہی کے لئے ہو۔

تیسری قسم وہ ہے کہ صورتاً یعنی بظاہر تو وہ دنیا ہی دنیا ہو لیکن اس میں بندہ کی نیت اور اس کا قصد و ارادہ خاص اللہ کے لئے ہو وہ ملعون نہیں مثلاً کھانا، پینا، سونا اس نیت سے کہ اللہ کی عبادت کر سکے اور نکاح کرنا بیوی سے ملنا اس نیت سے کہ حرام کاری میں مبتلا نہ ہوگا۔ اس سے اولاد پیدا ہوگی

تو وہ کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا ہوگا، اور اپنی پیشانی سے اس کی مسجدوں کو آباد رکھے گا۔ اور تھوڑے سامان و اسباب کا مہیا کرنا کہ اس سے اطاعت و عبادت میں فراغت اور اطمینان حاصل ہوگا اور مخلوق کا محتاج نہ رہے گا۔

خلاصہ یہ کہ ہر وہ چیز و عمل جس میں نفس کا حظ و حصہ ہے آخرت کے کاموں اور احوال میں ایسے اعمال کی کوئی حاجت نہیں وہ سب دنیا ہی دنیا ہے اور دین کی تباہی و بربادی ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جس نے کسب و اسباب کو ذریعہ بنایا وہ فقیر نہیں ہے۔''

فرمایا کہ فقیر کو چاہئے نہ تکلیف سے گھبرائے اور نہ شکایت کرے کیونکہ محبوب کی دی ہوئی چیز سے گھبرانا محبت کے منافی ہے اور محبوب کی شکایت مذہب عشاق میں کفر ہے۔

فرمایا کہ فقیر کو چاہئے کہ ہر حال میں خوش رہے اور زندگی کے دن کاٹ دے تکلیف ہو تو شکایت نہ کرے اور آرام ہو تو شکر بجالائے۔

فرمایا کہ فقیر رضا و تسلیم پر قائم رہے اور بالکل لاطمع رہے۔ فقیر کو لازم ہے کہ بجز خدا کسی پر بھروسہ نہ کرے۔

فرمایا کہ فقیر کو لازم ہے کہ دنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے اور خدا کے واسطے جان دے دے۔

فرمایا کہ فقیر کو کسی سے ناخوش نہ ہونا چاہئے اس سے مطلب نہیں کہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناخوش فقیر نہ دوست کے لئے دعا کرے نہ دشمن کے لئے بددعا کرے کیونکہ دوست دشمن کا پردہ ہے، دشمن سے بدلہ نہ لے دشمن کے ساتھ سلوک کرے شیر خدا کی سنت ہے۔

فرمایا کہ فقیر کو چاہئے کہ کسی کی چیز کو خیانت سے نہ دیکھے، فقیر وہ ہے جو انتظام سے علیحدہ ہو، فقیر وہ ہے جو اپنی بستی میں رہ کر خویش واقرباء کا ممنون نہ ہو۔

آخرت کے کاموں میں جن چیزوں کی حاجت ہے اور ان کاموں میں اس کی نیت بھی اخروی ہو وہ دنیا نہیں ہے، اگر چہ وہ ظاہری طور پر دنیا ہی کیوں نہ معلوم ہو جیسے سفر حج کے لئے خرچ واخراج خوراک وسواری کا سامان اس کا کرایہ وغیرہ کا انتظام ہے۔

علمائے کرام نے دنیا کے تین درجے قائم کئے ہیں، پہلا درجہ ضرورت کی مقدار میں کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان، دوسرا درجہ حاجت کی مقدار میں ہے، تیسرا درجہ حاجت سے زیادہ بمقدار زیب وزینت، حسن و جمال، فخر و بڑائی کے اور اس کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے، جس طرح ھاویہ دوزخ کے گڈھے کی گہرائی کی کوئی حد نہیں ہے، یہاں نجات وسلامتی اس کے ترک ہی میں ہے۔

اسی لئے بزرگانِ دین نے ضرورت کی مقدار پر اکتفا فرمایا ہے وہ راہ وروش کے مقلد اور امام حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

انھوں نے اپنے اوپر دنیا کو ایسا تنگ کر دیا تھا کہ دنیا والے سمجھتے تھے دیوانہ ہیں، سال دو سال گذر جاتے لوگوں کی نگاہ ان پر نہیں پڑتی۔

ان کی غذا خرما کی وہ گھٹلیاں ہوتیں جو راستے میں گری پڑی رہتی اس کو چن کر تناول فرمالیتے تھے۔

اور آپ کا لباس وہ گدڑی ہوتا جس کے ٹکڑے کوڑے سے چن چن کر اٹھالاتے اور اسے دھو دھو کر صاف کر کے اسی سے خرقہ بنالیتے اور اسی کو زیب تن فرمالیتے تھے۔

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کو اچھی طرح پہچان لیا ہے اور دنیا کی آفتوں کو دیکھے ہوئے ہیں ان لوگوں کی روش اور سیرت وہی ہے جو انبیاء و اولیاء کی ہوتی ہے، لیکن اگر آدمی اس درجہ تک نہ پہنچ سکے تو کم سے کم اتنا تو ہو کہ حاجت کی مقدار پر اکتفا کرے تا کہ دین سلامت رہ سکے۔

حضور قبلہ عالم سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ:

فقیر وہ ہے جو اکنگ رہے، فقیر جورو وبچوں کی محبت میں نہ پھنسے، فقیر دنیا کی عورتوں کو اپنی ماں بہن سمجھے، فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس بجز خدا کے کچھ نہ ہو۔ فقیر وہ ہے کہ جو نہ کسی کی ملک ہو اور نہ کسی چیز کا مالک ہو، فقیر وہ ہے کہ جس کی کوئی سانس خالی نہ جائے، فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں، فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو تو فقیر ہے، زر، زن، زمین جھگڑا ہے اس کو چھوڑ دو تو آزاد ہو، گمنامی کو دوست رکھو، اور شہرت سے بچو۔

جس کے دل میں زن وفرزند کا غم، ان کے کھانے پینے کی فکر ہو اسے باطن کی مشغولیت کیسے حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ وہ دل تباہ و برباد ہو چکا ہے اور تباہ و برباد دل سے باطنی مشغولیت ہو نہیں سکتی ہے۔

اس کا دل ہمیشہ دنیا کے غم واندوہ میں مبتلا رہے گا، اور جب کوئی دل دنیا کے غم واندوہ کا گھر ہوتا ہے تو وہ شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ کسی بھی کھانے پینے لذت وشہوت رانی کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔آدمیوں اور جنوں کو ہم نے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

فقیر کے پاس کھانے کی چیز رہے، کھائے اور اگر موجود نہ ہو تو قرض لے کر کام چلائے ایسا شخص فقیر کیسے ہوسکتا ہے۔

حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

فقیر اسی پر قناعت کرے جو بے طلب اس کو غیب سے پہنچے، جب فاقے ہوں تو ضبط کرے، اگر سات روز کا بھی فاقہ ہو جائے تو زبان پر نہ لائے اور اللہ سے بھی نہ کہے کیا وہ نہیں جانتا جو اس کے پاس ہے، فقیر کو سوال حرام ہے، بڑی فقیری یہ ہے کہ مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ فرمایا کہ ہاتھ نہ پھیلائے بلا مانگے دے تو لے لے۔ فرمایا کہ اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے چاہے مر جائے، خدا سے بھی نہ کہے چاہے کتنی ہی تکلیف ہو، کیا اللہ نہیں دیکھتا ہے، فقیر کو چاہئے اللہ سے بھی نہ مانگے کیا وہ نہیں جانتا جو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔

بزرگوں کا قول ہے اگر فقیر کو فاقہ ہو تو وہ رات اس کے معراج کی ہوتی ہے فقیری میں سب سے بڑا کام فاقہ اور بھوک ہے۔

شکم سیر و آسودہ ہو کر کھانے والا آدمی ہرگز دین کی راہ میں نہیں چل سکتا ہے، کہتے ہیں کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا، اس کی اس مصیبت کا سبب شکم سیری ہی تھی۔

اور کہا گیا ہے سیر و آسودہ شخص نماز ادا کرتا ہے، تو وہ شیطان کے گود میں ہوتا ہے اور بھوکا اگر سویا ہوا بھی رہتا ہے تو شیطان اس سے بھاگا ہوا رہتا ہے، مسلمان اور اہل ایمان کے بہتر فرقے کافروں کے سات سو فرقے، سب نے فاقہ کی تعریف و تحسین کی ہے اور سیر شکمی کو ناپسند کیا ہے۔

شہوات و خواہشات کی مثال لکڑی کی ہے بھوک آگ ہے تمام شہوتیں اس فاقہ سے جلا کرتی ہیں، بھوک ایک ایسی بدلی ہے کہ جس سے حکمت کی بارش ہوتی ہے، سیری وہ آفت و بلا ہے کہ جس سے کفر و گناہ کی راہ کھلتی ہے۔

تسلیم و رضا

حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ سے بر سبیل تذکرہ ہے لوح محفوظ میں سب سے اول جو چیز لکھی گئی وہ یہ تھی۔

بلا شبہ اللہ میں ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں اور میرا حکم یہ ہے کہ جو میری مرضی سے راضی نہ ہو، میری نعمتوں پر شکر نہ کرے میر بلاؤں پر صبر نہ کرے اس سے کہہ دو کہ وہ میرے سوا کوئی اور خدا تلاش کرے اگر کوئی ہو۔

صاحبان بصیرت اور تاجداران معرفت اس حدیث شریف کی تنبیہ کی دہشت سے ہر گھڑی یہی چاہتے ہیں کہ نیست و نابود اور معدوم ہو جائیں لیکن عدم کا دروزہ چوں کہ بند ہے تو کیا کریں بے بس ہو کر یہی کہتے ہیں کہ:

جانی دارم کہ بار عشق تو کشد
تا در سر کارت نشود نگریزم

میں وہ جان رکھتا ہوں جو آپ کے عشق کا بار اٹھا سکے جب تک یہ جان آپ کے کام نہ آ جائے اس وقت تک ہٹنے والا نہیں ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے پوچھا:

ما انتم۔ تم کن لوگوں میں ہو۔

سب نے عرض کیا ہم لوگ مومن ہیں، پھر سوال فرمایا:

ما علامة ایمانکم۔ تمہارے ایمان کی دلیل کیا ہے۔

عرض کیا بلا میں صبر کرتا ہوں نعمت میں شکر، تقدیر اور اللہ کے فیصلے پر راضی رہتا ہوں، ارشاد ہوا رب کعبہ کی قسم تم لوگ مومن ہو۔

حضور سرکار عالم پناہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

دعا مانگنا تسلیم و رضا کے خلاف ہے، تسلیم و رضا بی بی فاطمہ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے، حضرت امام حسین نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان کو میدان کربلا میں شہید کرا دیا، کوئی کیا سمجھ سکتا ہے، رمز عاشقی و معشوقی نازک ہے۔

فرمایا کہ رضائے یار عاشق کا ایمان ہے، جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے، تسلیم و رضا تو جب ہے کہ شر کو بھی خیر سمجھے اور خیر تو خیر ہی ہے اور تکلیف بھی عاشق و معشوق کا ایک راز ہے۔

جس نے قضا و قدر پر نظر رکھی وہ حق تعالیٰ کے نظارہ میں مشغول رہا اگر دونوں جہاں کی بلائیں اس پر ڈال دی جائیں تو پہاڑ پر ایک ذرّہ کے برابر شمار کرے اور جس نے خود اپنی طرف نگاہ رکھی وہ نالہ و فریاد میں مشغول ہوا، بلا و مصیبت کا ایک ذرّہ تنکے پر پہاڑ کے مانند اسے محسوس ہوگا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بادشاہت اور فقیری دونوں میں سے کسی کو قبول کرنے کا اختیار دیا گیا چونکہ فقر بلاؤں کا گھر ہے اور بلا خانہ ہی میں وہ سب کچھ رکھا گیا ہے، جو خاص دوستوں کے لئے رکھا جاتا ہے۔

ملک دو جہاں بہ زیر پا آری
گر ہوا را بزیر را آری

چونکہ جہانِ محبت اور عالم خصوصیت سے ایک ذرّہ بھی فرعون و نمرود کی قسمت میں نہ تھا تو ان سب کو صاحب سلطنت اور مال و جاہ دنیاوی والا بنا دیا تاکہ لوگ جان لیں کہ ولیوں اور محبین کے ساتھ معاملہ دوسرا ہے بیگانوں اور دشمنوں کے ساتھ دوسرا ہے۔

اس بارگاہ پاک میں کوئی محبت و معزز و مکرم اور بزرگ حضرت محمد

مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوئی فرزند معزز و عالی وقار صاحب عز و شرف امیر المومنین حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے زیادہ نہیں ہے، آپ کی مصیبت دیکھو اگر مصیبت کی گھڑی میں شیطان بہکا دے، نفس وسوسہ ڈالے تو اس کو دیکھو اور اس پر غور و فکر کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا ایمان صبر و سخاوت کا نام ہے اور فرمایا صبر، جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قناعت کی وہ معزز ہوا اور جس نے لالچ کی وہ ذلیل ہوا، نیز فرمایا کہ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا ہے۔

حضور قبلۂ عالم سرکار وارث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فقیر خدا کا عاشق ہوتا ہے اور عاشق کو چاہئے کہ وہی کرے جو معشوق کی مرضی ہو نہ اس سے مانگے اور نہ انکار کرے اس کا نام تسلیم و رضا ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے معمولی رزق پر راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال پر راضی ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے راضی ہو جاتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے اگر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کر لیتا ہے اور اگر وہ آزمائش پر راضی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چن لیتا ہے۔

تعلیماتِ وارثیہ عمومی

فقیر کا دوسرا نام عاشق بھی ہے، جس جگہ عاشق کے محاسن بیان ہوں تو اس کے مخاطبت فقیر ہی سے سمجھیں، بلکہ یوں ذہن نشین کریں کہ حضور وارث عالم نواز نے اس تعلیمی احکامات کے پردہ میں ایک طرف تو عوام کو فقیر کی شناخت کے لئے تمیز عنایت فرمائی ہے اور دوسری طرف فقیر کی اصلاح کے لئے تعلیم مدنظر ہے۔

حضور سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عشق تین حرفوں سے مرکب ہے، ع۔ش۔ق۔

عین سے عبادت الٰہی مقصود ہے اور شین سے پابندیٔ شریعت اور قاف سے قربانی نفس ہے۔

اور پھر اس طرح بھی وضاحت فرمائی کہ:

عاشق کے شروع میں عین ہے اور شرع کے آخر میں عین ہے۔ یہ اشارہ اس طرح ہے کہ جو کوئی شرع شریف کے درجات آخر تک طے نہ کرے وہ عشق میں کمال حاصل نہیں کرسکتا، کمال یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے۔

اور یوں قطعی طور پر فرمایا کہ ہر شخص پر اتباع سنت لازم ہے، و پابندیٔ شریعت ضروری ہے۔

محبت نام ہے پسندیدہ چیز کی طرف میلان طبع کا اگر یہ میلان شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں، اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے، یہاں

تک کہ عاشق محبوب کا بندۂ بے دام بن جاتا ہے اور مال و دولت اس پر قربان کر دیتا ہے۔

جب حضرت منصور حلاج کو قید میں اٹھارہ دن گذر گئے تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا اے منصور محبت کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا آج نہیں کل یہ سوال پوچھنا، جب دوسرا دن ہوا اور ان کو قید سے نکال کر مقتل کی طرف لے گئے تو وہاں حضرت منصور نے حضرت شبلی کو دیکھ کر کہا شبلی محبت کی ابتداء جلنا اور انتہاء قتل ہو جانا ہے۔

محبت کا صدق تین چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے محبّ محبوب کی باتوں سے اچھا سمجھا ہے، اس کی مجلس کو تمام مجالس سے بہتر سمجھتا ہے، اور اس کی رضا کو اوروں کی رضا پر ترجیح دیتا ہے۔

ایک شیخ کامل سے عاشق کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا عاشق میل ملاپ سے دور، تنہائی پسند، غور و فکر میں ڈوبا ہوا، اور چپ چاپ رہتا ہے۔

جب اسے دیکھا جائے وہ نظر نہیں آتا جب بلایا جائے تو سنتا نہیں جب بات کی جائے تو سمجھتا نہیں اور جب اس پر کوئی مصیبت آجائے تو غمگین نہیں ہوتا۔

وہ بھوک کی پرواہ اور برہنگی کا احسان نہیں رکھتا، کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا، وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے، اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے، وہ دنیا کے لئے دنیا والوں سے نہیں جھگڑتا ہے۔

حضور سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا کہ:

اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے، فرمایا عشق میں سر دے دے تو یہ مہم سر ہے۔ اپنی تکلیف کو کسی سے بیان نہ کرے خدا سب دیکھتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت آسیہ کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا جب لوگ لوٹ جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ کرتے تھے، اور اپنے جنت والے گھر دیکھتی رہتی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب فرعون نے حضرت آسیہ کو دھوپ میں لٹا کر چار میخیں اس کے جسم میں گڑوائیں اور ان کے سینے پر چکی کے پاٹ رکھ دئے گئے تو حضرت آسیہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کی۔

اے میرے رب میرے لئے اپنے جوار رحمت میں جنت کا مکان بنا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے طفیل آسیہ کو فرعون سے باعزت رہائی عطا فرمائی اور ان کو جنت میں بلا لیا جہاں وہ ذی حیات کی طرح کھاتی پیتی ہیں۔

مصائب اور تکالیف میں اللہ ہی کی پناہ مانگنا اس سے التجا کرنا اور رہائی کا سوال کرنا مومنین اور صالحین کا طریقہ ہے۔

دنیا کی راحت اور آرام

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ:

جس شخص کو دنیا حاصل ہو جائے اور وہ اس کو پا کر خوش ہو تو اس نے اپنی حماقت کا ثبوت دیا اور اس سے بڑھ کر احمق وہ شخص ہے کہ دنیا کے فوت ہو جانے پر رنج و غم کرے کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پر ایک زہریلا سانپ حملہ کرنے کے لئے دوڑا اور خدا نے اس کے شر سے اس شخص کو محفوظ رکھ کر نجات دی اور وہ شخص سانپ کے ضرر نہ پہنچانے پر رنج و غم کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ سنگ دل آدمی کی پانچ علامتیں ہیں۔ (۱) علماء سے پرہیز رکھنا۔ (۲) حرام میں قوی ہونا۔ (۳) جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا۔ (۴) جھوٹ بولنا۔ (۵) دل میں دنیا کی محبت کا گھر کر جانا۔

حضور سیدنا عالم پناہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ٹوپی و جوتا فقط آرام کے لئے پہنتے ہیں، اور فقیر کو آرام و تکلیف سب برابر ہے، ٹوپی جوتا جس طرح دنیا دار کے لئے ضروری ہے، اس طرح فقیر کے لئے جھگڑا ہے، ادب یہ ہے کہ راہ طلب میں ننگے سر اور ننگے پیر رہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص دنیا سے قطع تعلق کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی امور کا کفیل ہوگا، اور اس کو ایسے طور پر بلا محنت رزق پہنچائے گا کہ اسے خبر نہ ہوگی۔

اور جو اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کر کے دنیا کی طرف جھک جائے گا، اس

کو اللہ تعالیٰ دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے، اور خود اس سے سروکار نہیں رکھتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کو طلب کرے اور حرص دنیا میں مبتلا ہو کر عقبیٰ سے بالکل بے خبر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ عذابوں میں گرفتار کر دے گا۔ تین عذاب دنیا میں اس کو ہوں گے اور تین آخرت میں۔

دنیا کے تین عذاب یہ ہیں۔(۱) اس کے دل میں ایسی بڑی آرزوئیں ہوں گی جن کی انتہا نہ ہو۔ اور ان کو پورا ہونا محال ہو۔(۲) اس پر حرص غالب ہوگی اور قناعت کی توفیق نہ ملے گی۔(۳) عبادت کی حلاوت اس کے قلب سے دور ہو جائے گی۔

اور آخرت کے تین عذاب یہ ہیں۔(۱) روزِ قیامت کی ہولناکی سے وہ بدحواس ہوگا۔ (۲) اس کے اعمال کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔ (۳) قیامت کے دن اس کو بے انتہا حسرت ہوگی۔

حضرت بندار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تو دنیا سے کنارہ کشی کی باتیں کرنے والے دنیاداروں کو دیکھے تو سمجھ لینا کہ یہ شیطان کا مرید ہے۔

مزید فرمایا جو دنیا کی طرف متوجہ ہوا اس کے شعلے نے اسے راکھ کر دیا جو آخرت کی طرف متوجہ ہوا اس کے شعلوں نے اسے کندن کا ٹکڑا بنا دیا اور جس نے رب کی طرف رجوع کیا اس کی وحدت کی آگ نے اسے بے مثال ہیرا بنا دیا ہے۔

جب دنیا کی محبت وطلب غالب ہوتی ہے تو دنیا کو اس کی ہولناکی اور سختیوں کے ساتھ موت کے وقت سامنے کھڑا کر دیتے ہیں تاکہ دنیا کا یہ شیدائی اس کی ہولناکی دیکھ کر سخت دشواری وسختی میں جان دے دے۔

تکبر وفخر کی معرفت

حکماء کا قول ہے کہ قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبت ہے، اور تکبر کا پھل عداوت ونفرت ہے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

فرمان نبوی ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے منھ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ آدمی اپنے نفس کی پیروی میں برابر بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھا جاتا ہے اور اسے انھیں کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جہنم میں ایک محل ہے جس میں تمام متکبروں کو جمع کیا جائے گا، اور پھر وہ محل ان پر گرا دیا جائے گا۔

حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرما کر کہا تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

حضور سیدنا عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ:

ہم تکیہ کو پسند نہیں کرتے فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں، فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو تو فقیر ہے ہم نے کبھی تکیہ نہیں رکھا۔

فرمایا کہ تخت، مونڈھا، پلنگ، کرسی پر نہ بیٹھنا اس پر بیٹھنے سے رعونت آتی ہے، انسان کا خمیر خاک سے ہوا ہے اور خاک ہی میں اس کو ملنا ہے، تو فقیر

کو چاہئے کہ انجام کو دیکھے اور زمین ہی کو اپنا بستر بنائے، فقیر ہمیشہ زمین پر سوتے ہیں، زمین پر بیٹھنا خاکساری کی دلیل ہے، زمین پر بیٹھنا اور زمین پر سونا ہمارے باپ دادا کی سنت ہے۔

فرمایا مکان نہ بنانا چند دن کی زندگی کے لئے مکان بنانا فضول ہے۔ سیاحت کے لئے سواری کا انتظام بیکار ہے، فرمایا گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔

حضور سیدنا سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشادات سے واضح ہو رہا ہے کہ، آپ کو دکھاوا اور تکبر بالکل ناپسند تھا۔ اور انکساری عزیز تھی آپ نے تکبر کی مذمت ملاحظہ فرمائی، اب انکساری کے فضائل ملاحظہ فرمایئے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو اللہ اپنے محبوب بندوں کے سوا کسی کو عطا نہیں فرماتا، خاموشی اور یہ پہلی عبادت ہے، توکل، تواضع اور دنیا سے کنارہ کشی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا میں تواضع کرنے والوں کے لئے خوش خبری ہے، وہ قیامت کے دن ممبروں پر ہوں گے، لوگوں میں اصلاح کرنے والوں کو خوشخبری ہو یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن جنت الفردوس کے وارث ہوں گے، اور دنیا میں اپنے دلوں کو پاک کرنے والوں کو بشارت ہو یہی لوگ قیامت کے دن دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اسلام کی ہدایت دی، اسے بہترین صورت دی اور اسے اس کے غیر پسندیدہ

مقام سے دور رکھا اور ان سب نوازشات کے بعد اسے متواضع بنایا اس سے ثابت ہوا کہ تواضع اللہ کی پسندیدگی کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں اس شخص کی نماز قبول فرماتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے انکساری کرتا ہے، میری مخلوق پر تکبر نہیں کرتا اور اس کا دل مجھ سے خوف زدہ رہتا ہے۔

فرمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ کرم تقویٰ کا، عزت تواضع کا اور یقین بے نیازی کا نام ہے۔

آج کل کے عوام تباہ و برباد ہو چکے ہیں، وہ تم کو عبادات سے روک دیں گے، اس لئے اس زمانے میں گوشہ نشینی واجب ہے اور لوگوں سے بھاگنا اور زمانہ کی تباہی سے خدا کی بارگاہ میں پناہ مانگنا ضروری ہے۔

ہمیشہ اپنی شکستگی میں مگن رہو، اور رنج و غم کے ساغر اور حسرت و اندوہ کے جام چڑھاتے رہو، اور ایک لحظہ اہل مصیبت سے فارغ نہ بیٹھو۔

ایک شخص وہ ہے جو عبادت کرتا ہے اور ثواب کی لالچ رکھتا ہے، ایک وہ ہے جو گناہ کرتا ہے اور بخشش کی امید رکھتا ہے اور ایک وہ ہے جو اپنے وجود سے شرماتا ہے اور دونوں جہاں میں منہ دکھانے کی ہمت نہیں کرتا، تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنی تعریف و تطہیر سے دور رہو اور اپنے کو مردودوں اور بدبختوں میں شمار کرو تا کہ حقیقی نجات حاصل کرو۔

ارشادات منازل فقر وفقیری

حضور سیدنا عالم پناہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

سلسلہ فقر اہل بیت کرام سے ہے، تسلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی چیز ہے، ہر شخص کا حصہ نہیں، عشق جس کو ملا حضرت پنجتن سے ملا ہے، صحابہ کے متعلق فرمایا چاروں صحابہ کو درجہ بدرجہ اپنے درجہ پر مانے، فقیر یہ ہے کہ تیرا کچھ نہ ہو اور اگر کچھ ہو تو تیرا نہ ہو، چنانچہ سلطان المشائخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ۔

الفقر هو الله ۔فقیر کیا اللہ ہے۔ اور یہ تصوف کا آخری مقام ہے، جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ۔

النهاية هو الرجوع الى البداية ۔مقامات فقر کی انتہا ابتداء کی طرف رجوع کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی اطاعت فرض ہوگئی۔ اطاعت ظاہری مرتبۂ ولایت سے تعلق رکھتی ہے، اور اطاعت باطنی اسرار ولایت سے تعلق رکھتی ہے، اور مرتبۂ ولایات یہ ہے کہ **لی مع الله وقت** ۔میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے۔

اس وقت میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براہ راست اللہ تعالیٰ سے اخذ فیض کرتے ہیں۔

لوگوں کی اکثریت رسول خدا کی اطاعت ظاہری میں رہ گئی اور بہت کم

لوگ اسرار ولایت سے بہرہ ور ہو کر اطاعت باطنی میں مشغول ہوئے ہیں، یہ حضرات اہل باطن کہلاتے ہیں۔

گروہ اول کو اہل ظاہر کہتے ہیں، اہل ظاہر کا دارو مدار اجماع و دلائل اور رائے اور قیاس پر ہے، اور اہل باطن کا دارو مدار نصوص و اجازت و اخلاص پر ہے۔

حضرت قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ رسالہ اشغال میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مامور تھے، کہ اسرار ولایت بغیر طلب صادق کسی کو تعلیم نہ کریں اور یہی حضرات اہل باطن کا معمول ہے۔

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغموم بیٹھے تھے، کہ ہر شخص مجھ سے احکام شریعت کے متعلق دریافت کرتا ہے اور اسرار باطن کے متعلق کوئی نہیں پوچھتا، شاید یہ راز ہمارے ساتھ قبر میں چلا جائے گا۔

اسی وقت حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری متابعت تو کر لی لیکن انھوں نے اپنے احوال باطن کے بارے میں کوئی تعلیم نہیں دی تا کہ متابعت باطنی سے بہرہ ور ہوتا۔

تو کمال صدق و اخلاص کے ساتھ جا کر حضور فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر سوال کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے کہ مجھے اسی طرح حکم تھا کہ بغیر طلب صادق یہ راز کسی کو تعلیم نہ کیا جائے۔

الحمد للہ! کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ راز حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

یا علی انت نظیری فی الولایۃ التی ھی معاینۃ الحق۔

اے علی تو میری مانند ہے میری ولایت میں کہ یہ معائنہ حق ہے۔

تو وہ راز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے گروہ صوفیہ تک پہنچا۔

العلماء ورثۃ الانبیاء۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسی سبب سے کہا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی نے اپنی کتاب خیر المجالس میں اس اجمال کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ:

سالک کو صدق دل سے جاننا چاہئے کہ صوفیہ کرام کی متابعت صورتاً، معناً عین متابعت رسالت پناہ علیہ السلام ہے، پس طلب راہ حق کو لازم ہے کہ صوفیائے کرام کے احوال واقوال وعقائد کو کماحقہٗ سمجھے اور ان کے قدم پہ قدم صراطِ مستقیم پر سلوک تمام کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ کے آل کامل کے کمالات، صحابہ کرام کی تمام صفات اور ائمہ عظام کے احسانات کا حساب وشمار طاقت بشری کے امکان میں نہیں ہے، درحقیقت یہ تمام حضرات دریائے نبوت کی نہر ہیں اور آسمانِ رسالت کے چاند ہیں، جس فیض کو فروغ ملا یا جو نور دین میں ظاہر ہوا وہ ان ہی بزرگوں کے طفیل ہوا، ان میں ہر نہر کا پانی جدا اور ہر چاند کی روشنی الگ ہے۔

ان میں سے ہر بزرگ کتاب فضیلت کا ایک مستقل باب اور مستقل فصل ہے کوئی صدق وراستی میں مشہور ہے کوئی عدل وانصاف میں معروف، کوئی لباس حیا سے مزین اور کوئی علوم بے پایاں کا ماہر غرض کہ خاتم نبوت کے خلفاء کا اختتام خاتم ولایت کی مہر سے ہوا۔

اصحاب پیمبر ہمہ مستغرق نور اند
در شعشعۂ ذات چہ از دور چہ نزدیک

اے در رہِ ظلمات خلافت شدہ حیراں
چوں جسر صراط ست بسے روشن وباریک

خوش راہ غریبی سب عجب مشکل وآساں
چوں جسر صراط است بسے روشن وباریک

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام نور میں غرق ہیں اگرچہ ذات کے اعتبار سے دور ہوں یا نزدیک ہوں۔

اے راہ خلافت کی پیچیدگیوں میں پریشان ہونے والے اندھیری رات میں نور وہدایت کے بغیر نہ چل۔

راہ غریبی بہت خوب ہے لیکن عجب ہے کتنی مشکل کتنی آسان ہے جیسے پل صراط کہ بے انتہا روشن اور بے انتہا باریک ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جن پر شجر ولایت کی انتہا ہوگئی اس شجر سے درخت طوبیٰ کی طرح بہت سی شاخیں نکل کر تمام عالم کو اپنے نور سے چمکا رہی ہے، اور تمام دنیا حضرت علی کے نور جمال ولایت سے روشن ہو رہی ہے خصوصاً رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد امجاد اور عالی نژاد نواسوں نے ان کمالات سے وراثت حقیقی اور نسبت ذاتی کے سبب پوری طرح فیض حاصل کیا اور اپنی ذاتی عصمت کی وجہ سے باطنی حکومت کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت کو دوسروں کے سپرد کر دیا۔

نواب نبی بملک نبی ایشانند
حکام ولایت یقین ایشانند

از کشتی نوح و بحر موسیٰ گوئی
مقصود و مراد حق ہمیں ایشانند

مملکت دین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب وہی حضرات ہیں حکومت ایمان کے حکام وہی حضرات ہیں،

حضرت نوح کی کشتی ہو یا حضرت موسیٰ کا سمندر سب میں اللہ کا مقصود ومراد یہی حضرات ہیں۔

نور ولایت خاندان نبوت سے کبھی جدا نہیں ہوتا ہے، اور نہ آسمان ولایت ان قطبوں کے بغیر کسی اور چیز پر قائم رہ سکتا ہے۔

ظاہر از اہل بیت نور نبی
ہمچوں در ماہ نور خورشید است

از ازل تا ابد بود ظاہر
زانکہ ایں نور نور جاوید است

اہل بیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور جلوہ ہے جس طرح چاند میں آفتاب کا نور ہوتا ہے، ازل سے ابد تک اس کا ظہور ہے کیونکہ یہ نور نور جاودانی ہے۔

خاندانِ نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنا دیا۔

اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرت حسنین کریمین، حضرت خاتون جنت اولاد امام حسن اور اولاد امام حسین اور جملہ ائمہ اطہار میں اور ہی قسم کا جمال وکمال ہے اور ان حضرات کا جمال دراصل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال اور ان کا کمال در حقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔

اولیائے کرام کا وجود ایک ہمہ گیر رحمت اور عام نعمت ہے ان کے حالات وارشادات اور تعلیمات کا عام کرنا ضروری ہے جو دراصل اس عظیم نعمت کا شکر ہے اور ان بزرگوں سے عقیدت رکھنا اور محبت کرنا ضروری ہے۔

ہر کس کہ کمال اولیاء را نہ شناخت
ایں نعمت خاص بے بہا را نہ شناخت

پس شکر نہ گفت و حب ایشاں نگریز
میداں بیقین کہ او خدا نہ شناخت

جس نے اولیائے کرام کے حالات کو نہیں پہچانا اس نے مفت کی خاص قسم نعمت کی قدر و قیمت نہ جانی، اس نے نہ تو شکر ادا کیا اور نہ ان کی محبت کو اپنایا یقین رکھو کہ اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا۔

عشق اور عشق کا تقاضہ

جب بندہ اس بات کو جاننا چاہے کہ وہ خدا کا دوست ہے یا نہیں تو اس کی نشانیوں سے دلیل قائم کرے کیوں کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اذا احب الله عبدا ابتلاه فان احبه الحب البالغ اقتناه.

جب خدائے بزرگ و برتر کسی بندہ کو دوست بناتا ہے تو اس کو بلاؤں میں ڈال اور جب وہ دوستی میں زیادتی کرتا ہے تو اسکو اقتنا میں ڈال دیتا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا اقتنا کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کا مال اور اس کے بال بچوں کو چھین لیتا ہے، تو بندے کے ساتھ خدا کی دوستی کی نشانی یہ ہے کہ اس کو غیر خدا سے بیگانہ نہ کردے اور بندے اور خدا کے بیچ میں کوئی دوسری ہستی نہ آنے پائے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

☆ عاشق وہ ہے جو معشوق پر جان قربان کردے۔

☆ یار کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔

☆ عاشق یار سے خبردار اور موجودات سے بے خبر ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

اذا احب الله عبدا ابتلاه فان صبر اجتباه وان رضیٰ اصطفاه.

جب خدائے بزرگ و برتر کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو بلاؤں میں مبتلا کردیتا ہے پھر اگر اس نے صبر کیا اجتبا کے لقب سے سرفراز کیا جاتا ہے، اور اگر سر تسلیم خم کردیا تو اصطفا کی خلعت سے نوازتا ہے۔

اجتبا کے معنی یہ ہیں کہ خداوند قدوس خاص فیض بندہ کو عنایت فرماتا ہے جس سے تمام نعمتیں بغیر کوشش کے اس کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

اور اصطفا کے مطلب یہ ہیں کہ اس کو ساری آلودگیوں سے پاک و صاف کردے۔

ایک عالم ربانی نے کہا ہے کہ اگر تو دیکھے کہ تو اس کو دوست رکھتا ہے، تو وہ بھی تجھ کو دوست رکھتا ہے، اور پھر تو دیکھے کہ تجھ کو مبتلا کرتا ہے تو سمجھ لے کہ وہ تیری صفائی چاہتا ہے، اور وہ صفائی دوسروں کے لگاؤ سے اپنے کو الگ کرلینا ہے۔

حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔

بہت سے لوگ طبیعت اور مزاج کو دوست رکھتے ہیں، جب وہ بیمار پڑ جاتے ہیں تو وہ صحت و تندرستی کی تمنا کرتے ہیں اور کوئی نقصان کرنے والی چیز کھا لیتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ اس سے ضرر پہنچے گا، اور یہ اس چیز کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ طبیعت اور مزاج کو دوست نہیں رکھتے لیکن ممکن ہے کہ طبیعت اور مزاج کے متعلق اس کی معرفت کمزور اور خراب ہو، اور بھوک اور رغبت اور خواہش زیادہ ہو تو محبت کا جس قدر حق ہے اس کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا ہے۔

ایک عارف نے فرمایا ہے کہ جب محبت دل کی ظاہری سطح میں ہوگی تو خدا کی محبت درمیان میں ہوگی، اور جب محبت دل کی گہرائیوں میں پہنچ جائے گی تو کمال کے درجے کو پہنچے گی، اور اس سے گناہ سرزد نہ ہوں گے۔

معرفت الٰہی اور علم و عقل

معرفت الٰہی مومن کی روح کا ایک ذریعہ ہے، جس شخص کا خدا کی معرفت میں کوئی حصہ نہیں گویا حقیقتاً اس شخص کا وجود ہی نہیں ہے، اور پیدا کرنے والے کی معرفت پیدا ہونے والوں کی معرفت سے ظاہر ہوتی ہے اور پیدا کرنے والے کی معرفت سے عارفوں کو بقا اور نجات حاصل ہوتی ہے۔

معرفت کا پہلا جز یہ ہے کہ دنیا کے تمام مخلوقات کو مجبور و عاجز اور خدا کا قیدی سمجھے اور سب چیزوں سے اپنے لگاؤ اور نسبت کو توڑ دے اور سمجھے کہ ایک ہی خدا ہے اس کی ذات ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی اور اس کے صفات بھی ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔

حضور سیدنا عالم پناہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

معرفت کسبی چیز نہیں ہے، محض وہبی ہے جس کو خداوند کریم اپنی معرفت دے دے کسی کا اجارہ نہیں ہے، عشق اور چیز ہے اور علم اور چیز ہے جہاں حضرت عشق آئے وہاں علم و عقل کا کام نہیں رہتا، سنا سنا آنکھ بند کرنے اور سانس روکنے سے اور حق حق کرنے سے کیا ہوتا ہے، یہ وہی چیز ہے جس کو خدا چاہتا ہے اپنی معرفت دیتا ہے، یہاں کسب کا کام نہیں ہے۔

طریقت والے لوگ معرفت کے راستہ میں اپنی ذات میں کھو جاتے ہیں اور اپنے وجود ہی سے تلاش کی ابتدا کرتے ہیں، اور اپنی ذات ہی سے

کثیف اور لطیف کی کل باتیں ڈھونڈتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی معرفت کی دلیلیں اور نشانیاں پالیتے ہیں۔

کسی کو ریاضت و شفقت کے ذریعہ معرفت تک پہنچاتا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۔جن لوگوں نے مجاہدہ کیا اور میرے لئے تکلیف اٹھائی ان کو ہم اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔

کسی کو بغیر کسی وسیلے اور اسباب کے ہدایت کا نور اس کے دل کو منور کر دیتا ہے اور اپنی معرفت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔

فھو علی نور من ربہ ۔وہ اپنے رب کی مہربانی سے نور کی منزل پر پہنچ گئے۔

بعض لوگوں کو معرفت کی حقیقت سے پردے میں ڈال دیتا ہے۔

ما قدروا اللہ حق قدرہ ۔جہاں تک خدا کی معرفت کا حق تھا نہیں پہچانا۔

بعض لوگوں کو معرفت کی راہ سے بالکل حجاب میں ڈال دیتا ہے۔

ختم اللہ علی قلوبھم ۔ان کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے۔

ان مختلف حالات و معاملات سے معلوم ہو گیا کہ خدا کی معرفت عقل و دانش سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ناواقف اور بیگانے اگرچہ صاحب عقل ہیں لیکن خدا کی معرفت سے محروم ہیں۔

خدا کا پانا تلاش اور طلب سے نہیں بلکہ محض اس کی عطا ہے، وہ شخص نہیں پاتا جو اس کو ڈھونڈھتا ہے مگر وہ شخص پالیتا ہے جس پر بخشش و کرم فرمایا جائے۔

اور نہ ہر شخص دیکھ سکتا ہے جو دیکھنے کی کوشش کرے مگر وہی جس کو اپنا جلوہ خود ہی دکھائے، دکھانے کے اسباب دیکھنے کی کوشش کرنا نہیں بلکہ خود اس کا دکھانا ہے۔

اور پانے کا سبب جستجو اور تلاش نہیں بلکہ اس کی عطا و بخشش ہے بہتیرے ڈھونڈنے والے ایسے ہیں جنہوں نے آج تک نہیں پایا۔

اور بہت سے پانے والے ایسے ہیں جنہوں نے بغیر تلاش و جستجو کے پالیا جہاں تک تلاش کرنے کا تعلق ہے سب برابر ہیں مگر پانے میں فرق ہے۔

بزرگوں نے کہا کہ معرفت تلاش کرنے والوں کے پاس ایک شفاف آئینہ ہے اور یہ اس کا دل ہے، جو اس کے سامنے رکھ دیا ہے اور اسی میں وہ دیکھتا ہے۔ وہ مصنوعات کی حد اور صانع کے حق کو پہچانتا ہے، اور معرفت کا جو طریقہ ہے وہ جاری رہتا ہے، اور جو بزرگ ہستی عارف ہوگئی تو سارا جہاں اس کی آنکھ میں سما گیا۔

طریقت والوں کی معرفت کا ایک حال ہے یعنی یہ لوگ حال کی صحت صاحب معرفت سے چاہتے ہیں، علماء اصول، علم اور معرفت میں کوئی فرق نہیں کرتے، ناواقفیت کی بنا پر یہی کہا کہ خدا کو عالم ہی جان سکتے ہیں۔ لیکن مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس علم کو جس کو حال اور معاملہ سے لگاؤ ہو اور اس کا جاننے والا اس کے ذریعہ اپنا حال ظاہر کرے اس کو معرفت کہتے ہیں، اور اس کے جاننے والے کو عارف کہتے ہیں۔

سخت تعجب کا مقام یہ ہے کہ اس درگاہ کا ایک فقیر خواجہ اویس قرنی علیہ

الرحمۃ والرضوان بھی اتنی مستیاں رکھتا ہے کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے بھی اس کا بوجھ اٹھا نہیں سکتے، اس کی مہربانی کی ہوا کا ایک جھونکا جب ایک شتربان پر پہنچا تو فرشتے بیہوش ہوگئے۔

تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا ہم نے سات لاکھ برسوں میں ایسی خوشبو نہیں سونگھی جیسی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں آئی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا:

انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن ۔البتہ میں پاتا ہوں خدا کی خوشبو ملک یمن کی طرف سے، یہ ایک دل جلے شتربان کے جلے ہوئے سینے کی ہوا ہے جو یمن کی طرف سے آتی ہے۔

شور در شہر فگند آن بت زنار پرست
چون خرامان زخرابات بروں آمد مست

اس زنار پرست معشوق نے شہر میں شور مچا دیا جب شراب خانے سے مستی میں لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا۔

ریاضت ومجاہدہ اور محنت

نفس کی محنت ومشقت اور اس کی سرزنش ہر مذہب اور ہر دین میں پسندیدہ سمجھی گئی ہے، اور دنیا کی تمام اقوام وہ حق ہوں یا باطل اور جملہ محققوں نے مجاہدے کو ثابت کیا ہے اور مشاہدے کا سبب گردانا ہے کہ مشاہدات، مجاہدات کی میراث ہیں، جو مجاہدہ کرتا ہے اسے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ پیغمبروں کا آنا شریعتوں کا جاری ہونا، آسمانی کتابوں کا نزول اور جملہ احکام کا تکلف سب مجاہدہ ہی ہے۔ طبیعتوں کے بدل جانے اور عجیب وغریب صفتوں کے پیدا ہونے سے مجاہدے کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اور آئے دن کا مشاہدہ اس کی دلیل ہے اس کا انکار مشاہدہ کا انکار ہے اور اس سے برتری ظاہر ہے، الغرض ہر شریعت کا دار ومدار مجاہدے پر ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قربت میں ہونے کے باوجود، عافیت سے مامون اور لباس عصمت سے آراستہ ہونے کے بعد بھی کس قدر مجاہدہ کیا ہے، طویل بھوک، مسلسل روزے، راتوں کی بیداری اس درجہ اختیار کی کہ فرمان خداوندی آیا۔ اے محبوب ہم نے تمہارے پاس قرآن اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دو۔

ماحصل یہ ہے کہ مجاہدہ اور ریاضت بالاتفاق پسندیدہ ہے لیکن مجاہدہ کا دیکھنا ایک آفت ہے کیونکہ مجاہدہ بندے کا فعل ہے اور مشاہدہ عنایت

خداوندی ہے جب تک عنایت ونوازش حق نہ ہو بندے کے کسی کام کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

حضور قبلۂ عالم اعظم اللہ ذکرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

محنت اور ریاضت سے دوسرے فائدے ہوتے ہیں، مزدور کی مزدوری ضائع نہیں ہوتی جو علم وعمل سے تعلق رکھتے ہیں، مگر من تو شدم تو من شدی یہ کام عشق کا ہے اور عشق پر کسی کا زور نہیں ہے اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

بلبل و گل را ہوئے دیگر است
من نمی دانم کدامے دلبر است

نفس کا مجاہدہ نفس کی صفات ذمیمہ کو فنا کرنے کے لئے ہوتا ہے نفس کو فنا کرنے کے لئے نہیں ہوتا کیونکہ اس کی انانیت کی اصل فنا نہیں ہوسکتی لیکن جب صاحب مجاہدہ نفس پر قابض ومالک ہوجاتا ہے اور اسے اپنا محکوم بنالیتا ہے تو اس کی بقا سے کوئی خوف نہیں ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جو جنت کا امیدوار ہوا اس نے نیکیوں میں جلدی کی، جو جہنم سے ڈرا اس نے خود کو ناجائز خواہشات سے روک دیا اور جسے موت کا یقین آگیا اس نے لذات دنیا کو ختم کردیا۔

حضرت خواجہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا محبت نام ہے ارادوں کو ختم کردینے تمام صفتوں اور حاجتوں کو مردہ کردینے اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں غرق کرنے کا نام ہے۔

عشق اور مقامات عشق وکمالات عشق

عشق بندہ کو خدا تک پہنچاتا ہے، اس معنی کی رو سے عشق کو فرض راہ قرار دیا گیا عشق ہے تو حیات ہے عشق نہیں تو موت ہے۔

پیغمبرانِ علیہم السلام کی میراث سونا چاندی نہیں ہوتی ان کی دولت جو بھی تھی وہ ان سوختہ دلوں کو ورثہ میں ملی اور یہ دل جلے آج بھی اس وراثت پہ نازاں ہیں۔

حضور سیدنا عالم پناہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

- جس کو معشوق چاہتا ہے اپنے عشق کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے۔
- عاشقی ایک ملامت ہے، انسان دنیا سے گذر جاتا ہے اور فراق میں مرجاتا ہے اسی فراق میں تو مزہ آتا ہے ورنہ کچھ نہیں۔
- عشق میں انتظام نہیں ہے۔
- عاشق کی سانس بلا کسب وذکر عبادت ہے۔
- عاشق غافل نہیں سمجھا جاسکتا اس کی یہی نماز اور یہی روزہ ہے۔
- معشوق کی جفا کو بھی عاشق عطا سمجھتا ہے۔

عاشق محبوب بندۂ بے دام بن جاتا ہے اور مال و دولت اس پر قربان کردیتا ہے حضرت زلیخا کی مثال لے لیجئے جس نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال و دولت قربان کردیا، حضرت زلیخا کے پاس ستر اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی تھے جو عشق یوسف میں نثار کردئے جب کوئی یہ کہہ دیتا کہ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتی یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا اس نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ

چھوڑا تھا اور فرط محبت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا سب کچھ بھول گئی تھی جب آسمان کی طرف دیکھتی تو اسے ہر ستارے میں حضرت یوسف کا نام نظر آتا تھا۔

حضور سیدنا عالم پناہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے۔

عاشق جو کچھ معشوق کی نسبت کہے وہ بجا ہے اور جو تعظیم کرے سزاوار ہے اور معشوق جو کچھ عاشق کی نسبت کہے وہ بجا ہے اور جو تعظیم کرے سزاوار ہے، اور معشوق جو کچھ عاشق کی نسبت کہے وہ مقام تسلیم ورضا ہے، عاشق کو چارہ نہیں، عاشق اپنے معشوق کی تعریف ہر پہلو سے کرسکتا ہے نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر عذاب وثواب ہے، لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید پس دوسرا آنکھ نہیں پاسکتا ہے۔

محبت کا صدق تین چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے محبّ، محبوب کی باتوں کو سب کی باتوں سے اچھا سمجھتا ہے اس کی مجلس کو تمام مجالس سے بہتر سمجھتا ہے اور اس کی رضا کو اوروں کی رضا پر ترجیح دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ عشق پردہ دری کرنے والا اور رازوں کو افشاء کرنے والا ہے اور وجد ذکر کی شیرینی کے وقت روح کا غلبۂ شوق کا بار اٹھانے سے عاجز ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اگر وجد کی حالت میں انسان کا عضو کاٹ لیا جائے تو اسے محسوس تک نہ ہوگا۔

حضور سیدنا عالم پناہ سرکار وارث پاک نے ارشاد فرمایا کہ:

تمام صفات عشق ذات میں فنا ہوجاتے ہیں اور اس میں گم ہوجانے کو وصال کہتے ہیں، خودی میں نہ رہنا ہی کمال ہے، عشاق جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کردیتے ہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ جب آفتاب فلک پر نور افشاں ہوتا ہے تو ستارے مخلوق کی نظر سے کالعدم ہوجاتے ہیں، جس

طرح کواکب کا وجود آسمان پر ہے اسی طرح عشاق کا وجود معشوق میں بفحوائے

من کان اللّٰہ کان اللّٰہ لہ۔ جو اللہ کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔

عاشق و معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں، اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ آفتاب حقیقی تمام انوار و اوصاف عشاق کو اپنے میں جذب کر لے، عاشق کو ایک صورت کے سوا دوسری صورت حرام ہے۔

عشق ایک بے نظیر معشوق ہے اور محبوب کے محبت کے اثرات اس میں کیمیا کا اثر رکھتے تھے۔

ایک شیخ سے عاشق کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا عاشق میل ملاپ سے دور، تنہائی پسند، غور و فکر میں ڈوبا ہوا اور چپ چاپ رہتا ہے، جب اسے دیکھا جائے وہ نظر نہیں آتا، جب بلایا جائے تو سنتا نہیں ہے، وہ بھوک کی پرواہ اور برہنگی کا احسان نہیں رکھتا، کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا، وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے وہ دنیا کے لئے دنیا والوں سے نہیں جھگڑتا ہے۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے حب خدا کی نشانی حب قرآن ہے، حب خدا اور حب قرآن کی نشانی حب نبی ہے، اور حب نبی کی نشانی نبی کی سنت سے محبت ہے، اور حب سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے، آخرت کی محبت دنیا سے بغض کا نام ہے، اور دنیا سے بغض کی نشانی معمولی مالِ دنیا پر راضی ہونا ہے، اور آخرت کے لئے دنیا کو خرچ کرنا ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

- عشاق بے خود و غیر مکلّف ہیں دنیا دار مکلّف ہیں۔
- معشوق کی عطا ہو یا جفا عاشق کے لئے ایک راز ہے۔
- عاشق نہ تعریف سے خوش ہوتا ہے نہ ملامت سے رنجیدہ۔

- عاشق سب کو چھوڑتا ہے تو یار سے ملتا ہے۔
- عشق میں کوئی غیر نہیں اور بجز یار کسی سے سروکار نہیں ہے۔
- جن کا عشق کامل ہے، ان کا شوق و جوش حیات و ممات، وصال و فراق میں یکساں ہوتا ہے، نہ اس کے لئے ترقی نہ تنزلی بلکہ از دیاد و نقصان سے منتزع ہوتا ہے۔
- ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق ہجر کی شکایت کرتا ہے نہ وصل کی طلب۔
- عاشق ایک ساعت بھی اگر معشوق سے غافل رہے گا تو وہ ساعت اس کے لئے بمنزلہ موت ہے۔
- عاشق کو چاہئے کہ معشوق کا ایسا فرماں بردار ہو جیسے غلام آقا کا ہوتا ہے۔
- عاشق کا منصب یہ ہے کہ معشوق کے آگے سر تسلیم خم رہے جیسا غسال کے ہاتھ میں مردہ بے اختیار ہوتا ہے۔
- عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے۔

حضرت خواجہ ابوالحسن زنجانی کا قول ہے کہ عبادت کی بنیاد تین چیزیں ہیں، آنکھ دل زبان، آنکھ غیرت کے لئے، دل غور و فکر کے لئے، زبان سچائی کا گہوارہ اور ذکر و تسبیح کے لئے ہو۔ چنانچہ خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

تم اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔

حضرت ابو حماد الاسود رحمۃ اللہ علیہ تیس برس کعبہ کے مجاور رہے مگر کسی نے انھیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ ایک لمحہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوئے۔

عاشق کے لئے ضروری ہے کہ تحمل اور بردباری کو اپنے افعال میں لازم رکھے دکھ جھیلے مگر برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے، گناہوں سے استغفار کرتا

رہے خود بینی اور ریا کے قریب نہ جائے کیونکہ خود بینی شیطان کی صفت ہے۔

عاشق اپنے آپ کو حقارت سے اور نیک لوگوں کو احترام سے دیکھے، اس لئے کہ جو شخص نیکوں کے احترام کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ اسے ان کی صحبت سے محروم کر دیتا ہے، اور جو شخص عبادت کی حرمت وعظمت کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے عبادت کی شیرینی نکال دیتا ہے۔

فرمان نبوی ہے دنیا سے کنارہ کشی جسم وجان کی تازگی ہے اور دنیا کی رغبت میں غم واندوہ کی فراوانی ہے، دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور کنارہ کشی ہر خیر وبرکت کی بنیاد ہے۔

سچی معرفت یہ ہے کہ انسان دنیا وآخرت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا ہی ہو جائے اور شراب محبت کا ایسے جام پئے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کئے بغیر ہوش میں نہ آئے ایسا شخص ہی ہدایت یافتہ ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ

عاشق کا کام رونا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے عاشق شکایتیں کرتا ہے اور معشوق سنتا ہے، طریق عشق میں جو کرے وہ کئے جائے بڑی وضعداری ہے۔

جس نے جان قربان نہیں کی وہ عاشق نہیں ہے، لیلیٰ کے ہزاروں اور حضرت یوسف کے لاکھوں چاہنے والے تھے مگر یہ مجنون اور زلیخا کا حصہ تھا، پس جس کا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔

عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اس کا حشر ونشر قیامت، دوزخ وبہشت بلکہ کثرت جذب میں خود وہی ہو جاتا ہے جس کو عشق ومحبت نہیں وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا نہ اس راہ میں چل سکتا ہے۔

خیال صورت معشوق نقش کرنا چاہئے جو صورت نقش ہوگئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہے گی، بلکہ اس کے ساتھ حشر ہوگا، عاشق وہی ہے جو ذاتِ

معشوق میں فنا ہو جائے۔

عشق کی الٹی چال ہے جس کو پیار کرتا ہے اسی کو جلاتا ہے جس کو پیار نہیں کرتا اس کی باگ ڈھیلی کر دیتا ہے، عاشق کبھی بے ایمان نہیں مرتا ہے۔

عاشق کا گوشت درندوں پر حرام ہے، اس پر نہ سانپ کا زہر اثر کر سکتا ہے اور نہ شیر کھا سکتا ہے، اگر عاشق کی زبان سے کوئی غلط بات بھی نکل جائے تو اللہ اس کو سچ کر دیتا ہے۔

عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے۔ عاشق کے مرید صادق کا انجام خراب نہیں ہوتا ہے۔ معشوق کا ترسانا اور حجاب وعتاب ہی رحم وفضل ہے۔

اگر ہو سکے تو آج ہی عشق کا ایک ذرّہ حاصل کرلو کہ عاشقی کی یہی صفتیں تمہارے ساتھ قبر میں جائیں گی، اور تمہیں یہ اس وقت میسر ہوگا جب اپنے دل کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے ان سب سے خالی کرلو۔ دل جو اللہ کا گھر ہے، جب وہ غیر کے نقش ونگار سے پاک ہوگیا تو دوسروں کے لئے جس نعمت کا کل کا وعدہ ہے انھیں آج ہی یہاں حاصل ہوگیا۔

اس کے لئے چشم بینا ہونا چاہئے تاکہ وہ مشاہدہ کرے دنیاداروں اور شہوت پرستوں کو یہ آنکھ کہاں ہوتی ہے، اس بارے میں اصل کام غیر اللہ سے دل کا پاک کرنا ہے، اور جو تم نے سنا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کا میلان ایک ذرا اسماعیل علیہ السلام کی طرف ہوا تو خواب میں دیکھا حکم ہوتا ہے بیٹے کو قربان کر دو اور جب بیٹے کی محبت دل سے نکال دی تو فرمان آیا مجھے اس چھوٹے سے بے گناہ کے ذبح سے کوئی غرض نہ تھی، میرا مقصد آپ کے دل سے غیر کی محبت قطع کرنا تھا، جب آپ کا دل پاک ہوگیا تو اس بچے کو چھوڑ دیئے۔

عاشق غیور ہوتا ہے وہ اپنے محبوب کو غیر کے ساتھ دیکھنا پسند نہیں کرتا اور غیرت کی کمی وبیشی محبت کی زیادتی وکمی کے اندازہ سے ہوتی ہے، محبت جس قدر ہوگی اتنا ہی زیادہ غیرت ہوگی۔

حضور سیدنا وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ:

ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دل نہ پکڑے، محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں، محبت کا ادب یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو دیکھو اچھی معلوم ہو، محبت عین ایمان ہے، محبت کرو محبت، محبت ہی سب کچھ ہے، بے محبت نماز روزہ بھی سب بیکار ہے، دیکھو واقعہ کربلا کو کہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے، مگر محبت دل میں آل عبا کی نہ تھی تب تو پرخاش پر کمر باندھ ستیاناس ہوئے۔

ہر وہ دل جس میں اللہ کے سوا کسی چیز نے گھر کرلیا وہ ویران ہے اور ویران گھر ہمارے تمہارے رہنے کے لائق نہیں ہے، تو حق تعالیٰ کے لائق کیسے ہوسکتا ہے؟ گندے پاؤں سے امراء وملوک کے فرش پر نہیں جاسکتے تو گندے اور ناپاک دل کے ساتھ حق تعالیٰ کی قربت کیسے پاسکتے ہیں۔

یقین کے ساتھ دل نشین کرلو کہ آج جس چیز کے ساتھ تمہارے دل کا لگاؤ ہے موت کے بعد وہی چیز تمہارے سامنے آئے گی۔

آج اگر کسی کے دل میں دنیا بسی ہوئی ہے تو اس کا مقصود ومطلوب دنیا ہے، مرنے کے بعد دنیا کو ایک شکل دے کر اس کی نگاہوں کے سامنے پشت کو آراستہ کرکے اس کی نظروں کے سامنے پیش کردیں گے، اور اگر آج کسی کا دل خداوند قدوس کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کا مطلوب ومقصود حق تعالیٰ ہے تو اسی موت کے ذریعہ درمیان سے پردہ اٹھادیں گے اور اپنے جمال جہاں آراء کی تجلی اس پر فرمائیں گے۔

محبان خدا سے محبت کرنے والے

محبان خدا کی محبت ان مشتاقان حق کا اشتیاق معمولی دولت نہیں ہے ہر شخص کا دل اس نعمت کے لائق نہیں ہوتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روزانہ کی یہ دعا تھی کہ:

اللّٰھم احینی مسکینًا وامتنی مسکینًا واحشرنی فی زمرۃ المساکین ۔اے اللہ مجھے مسکینوں کے ساتھ رکھ، مسکینوں کے ساتھ اٹھا اور مسکینوں کے زمرے میں حشر فرما۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ اے اللہ مجھے حیات و ممات میں مسکینوں کے ساتھ رکھ میرا حشر مسکینوں کے ساتھ کر اسی سے جاننا چاہئے کہ یہ مساکین کس درجہ کے لوگ ہیں اور ان سے محبت کرنا کس قدر عظیم دولت ہے، کہ اگر جان و دل دے کر بھی یہ دولت میسر آئے تو یہ جان و دل ضائع نہ جائے نفع ہی نفع ہے، نقصان نہیں ہے۔

حضور سیدنا عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

جس نے فقیر کو خوش رکھا اس نے ہم کو خوش رکھا، اور جس نے ہمارے فقیر کو رنج دیا اس نے بلاشک ہم کو رنج پہنچایا، محبت میں شاہ وگدا کا فرق نہیں ہوتا، محبت ہے تو سب کچھ ہے، محبت کا خاصہ ہے کہ محبوب کا عیب بھی ہنر معلوم ہوتا ہے، انسان اسی کے ساتھ رہتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔ محبت بھی خدا کا ایک راز ہے۔ محبت کسی کو ہنساتی ہے کسی کو رُلاتی ہے، بام حقیقت کی کمند محبت صادق ہے۔

محبت کی حقیقت تحریر وتقریر میں نہیں آسکتی ہے، فرشتوں کو محبت جزوی

ملی ہے اور انسان کو محبت کامل دی گئی ہے، محبت میں رقابت ضرور ہوتی ہے، محبت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے، محبت میں ادب اور بے ادبی کا فرق نہیں ہوتا۔ محبت میں بے ادبی عین ادب ہے۔

دنیا کی محبت انسان کو حیوان سے بدتر بنا دیتی ہے، ایمان خدا کی محبت کا نام ہے، جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے، جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو۔

محبان خدا اور مشتاقان حق تعالیٰ سے جس قدر محبت رکھتے ہو مبارک ہو رات دن جان و دل زن و فرزند سب صدقہ کر کے اسی محبت کے زیادہ ہونے کی طلب کرو اور ان کی اس محبت میں صادق رہو، محض دعویٰ کرنے والے نہ بنو بلکہ ان محبان خدا اور مشتاقان حق تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں۔

جب کہ محبت کے قانون کے تحت ہر محبّ اپنے محبوب کے ساتھ ہے، اگر چہ دونوں میں مشرق و مغرب کی دوری ہو تو کوئی خوف نہیں ہے، اس لئے کہ:

لا بعد مع المحبة۔ محبت میں بعد مسافت نہیں ہے۔

ایک دفعہ ایک اعرابی مدینہ شریف آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو بیحد محبوب رکھتا ہوں اور میرا مسکن مدینہ سے بہت دور ہے ہمارے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے؟ ارشاد ہوا۔

المرء مع من احب۔ ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہے۔

محبت کے قانون کے تحت اگر چہ تن و بدن سے کتنا ہی دور ہو۔ کہتے ہیں کہ جب سے اسلام ظہور پذیر ہوا ہے اس وقت سے کبھی بھی ایسی خوشی مومنین کو نہیں ہوتی تھی جیسی کہ اس حدیث شریف کے سننے سے پیدا ہوئی، حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام سوختگان آتش محبت آج اسی حدیث شریف کے سہارے زندہ ہیں۔

مشائخ کرام سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو بالکل قریب پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور ہمارے اور ان کے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہے اس اعتبار سے کہا ہے۔

ولا قرب مع العداوة۔

عداوت میں قرب نہیں ہے اس معنی کا راز ہے۔

اور بہت سارے لوگ وہ ہیں جو مغرب و مشرق میں ہیں لیکن وہ ہمارے ہم زانو اور قریب ہیں یہی بات ہے کہ۔

ولا بعد مع المحبة۔

محبت میں دوری نہیں کا یہی راز ہے۔

محبّ کو جس قدر محبوب کا دیدار حاصل ہوتا ہے اسی قدر اس کی تشنگی و اشتیاق تیز تر ہوتا ہے اس کا یہ حال ہوتا ہے گویا دیکھا ہی نہیں، محبت کی شراب اور عشق کی لذت کا یہی دستور ہے۔

کل جب دیدار کی گھڑی آئے گی تو ہر شخص کو معلوم ہوگا کہ تنہا وہی دیکھ رہا ہے اگر وہ جان لے کہ میرے علاوہ بھی کوئی دیکھ رہا ہے تو اسے ایسا دکھ ہو کہ یہ لذت یافت ختم ہو جائے۔

تمام بھائیوں کے ساتھ کھانا کھانے میں خوشی ہوتی ہے لیکن محبوب کے دیدار میں کسی کی شرکت گوارہ نہیں ہے، محبّ کو خود اپنے دل اور دیدہ سے غیرت ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ اس فقیر قادری برکاتی رضوی کو ان درویشوں، مردانِ خدا کے نعلین کی گرد اور جوتیوں کی خاک بنا دے۔

علم نافع کیا ہے؟

سب سے اول راہِ خدا پر چلنے والوں کے لئے لازم ہے کہ علم شریعت حاصل کرے کیونکہ یہ عبادت کا موقوف علیہ ہے، اور اسی پر اس کا دارومدار ہے، علم اور اس کے مطابق عبادت دو ایسے کمال ہیں کہ مصنفین کی تصنیفات، معلمین کی تعلیمات، واعظین کے واعظ، مفکرین کی نظر وفکر وغیرہ جو بھی دیکھ رہے ہیں یا سن رہے ہیں سب کچھ اس علم وعمل میں کمال حاصل کرنے کے لئے ہیں، بلکہ انزال کتب، بعثت انبیاء، ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان مخلوق کی پیدائش بھی اس لئے ہے۔

علم اور عبادت کو ہی سب سے زیادہ عظمت والی چیز تصور کرنا چاہئے کیونکہ پیدائش کائنات سے مقصود ان ہی دو چیزوں میں کمال حاصل کرنا ہے۔

اس لئے بندے کو چاہئے کہ ان ہی دو میں غور وفکر کرتا رہے ان ہی دو کے ساتھ مشغول رہے ان ہی دو کے حصول کے لئے مشقتیں برداشت کرے۔

ان دو کے سوا جو کچھ دنیا میں ہے سب باطل ہے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں اور ان کے علاوہ جو کچھ ہے لغو بات ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہے، جب ذہن میں علم وعبادت کی اہمیت آ گئی تو اب یہ بات سمجھ لو کہ علم عبادت سے افضل واشرف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری اپنے ادنیٰ امتی پر ہے۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:

عالم کی طرف ایک بار نظر میرے نزدیک سو برس روزے رکھنے اور سو برس رات کو نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔

یک ساعت صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک اور جگہ آپ نے فرمایا

کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بلند مرتبہ والے جنتی نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتایئے! تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری امت کے علماء ہیں۔

مچھلیاں پانی میں ذرّے خاک اور برگ وشجر
نیک عالم تو دعا دیتے ہیں ہر شام وسحر

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ:

علم کو اس طرح حاصل کرو کہ عبادت کو نقصان نہ دے اور عبادت اس طرح کرو کہ علم کو نقصان نہ ہو۔

یہ بڑی پختہ بات ہے کہ علم وعبادت دونوں ضروری ہیں مگر پہلے علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ علم عبادت کی بنیاد اور اس کا رہنما ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم عمل کی بنیاد ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔

علم کا نفع بہت زیادہ ہے کیونکہ بندہ عبادت کے معاملہ میں علم کا سخت محتاج ہے اور عبادت کی دیوار علم پر ہی قائم ہوتی ہے۔

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ:

علم نافع حاصل کرو، آپ نے عرض کیا نافع علم کون سا ہے؟ تو رب تعالیٰ نے فرمایا علم نافع وہ ہے جس سے تجھے میرے جلال میری عظمت، میری بڑائی اور ہر شئے پر میری کمال قدرت کا پتہ چلے کیوں کہ ایسا علم ہی تجھے میرے قریب کرسکتا ہے۔

جو شخص اس غرض سے علم حاصل کرے کہ لوگ اس کی طرف توجہ کریں اور علم کے ذریعہ امراء کی ہم نشینی حاصل ہو اور علم کے سبب بحث و مناظرہ کرنے والوں کے سامنے فخر و شیخی کرے اور ذلیل دنیا کو جمع کرے تو ایسے شخص کی نیت فاسد ہے اور اس کی یہ تجارت تباہ اور اس کا لین دین نقصان دہ ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جو شخص اس لئے علم حاصل کرے تا کہ علماء کے سامنے فخر کرے یا بیوقوفوں کے ساتھ علم کے ذریعہ جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھیرے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ میں ڈالے گا۔

دن رات علم حاصل کرنے میں لگے رہو اور اسے لازم کرلو آرام و آسائش، نیند، بھوک سب کو کنارے کردو، علم ہر معاملہ یعنی ریاضت و مجاہدہ میں مثل طہارت کے ہے جیسے نماز میں طہارت ضروری ہے کوئی عمل بغیر طہارت کے نہیں ہوتی ہے، اس کو کہا ہے۔

کار بے علم بار و بر ندہد
تخم بے مغز ہم ثمر ندہد

اگر کوئی شخص بغیر علم کے تمام عمر مجاہدہ و ریاضت کرتا رہے، وہ جیسے تھا ویسا ہی رہے گا اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی برسوں بے وضو نماز پڑھتا رہا ہو

اور بغیر ایمان لائے ہوئے یعنی کافر قرآن کی تلاوت کرتا رہا ہو۔

حضور سیدنا قبلۂ عالم بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ:

علم وہی حاصل کرے جو مرنے کے وقت کام آئے، اور وقت موت کلمہ زبان سے نکلے اگر زبان سے کلمہ نہ ادا ہوا تو علم کس کام آیا۔

فرمایا کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے، منزل عشق میں جانشینی نہیں ہے، جو ہم سے محبت کرے وہی ہمارا خلیفہ ہے۔

فرمایا کہ کتابیں پڑھنے سے کیا ہوتا ہے تصدیق اور چیز ہے۔

فرمایا کہ عشق اور چیز ہے اور علم اور چیز ہے جہاں حضرت عشق آئے وہاں علم و عقل کا کام نہیں رہتا ہے۔

فرمایا کہ ہر شخص پر اتباع سنت لازم ہے، و پابندئ شریعت ضروری ہے۔

فرمایا کہ اگر طلب صادق ہے تو دستار مولویت کو طاق پر رکھ دو۔

پست شو تا فیض حق فائض شود
ہر کہ جا پستی است آب آنجا رود

معلوم ہونا چاہئے کہ علم دو طرح کا ہے، جیسا کہ سرکار وارث پاک بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ کتابیں پڑھنے سے کیا ہوتا ہے تصدیق اور چیز ہے۔

اول علم۔ ایک علم کسبی ہے جو استادوں سے پڑھ کر یا کتابوں سے مطالعہ سے لوگ اخذ کرتے ہیں۔

دوم علم: اور دوسرا علم وہ ہے جو سینہ کے اندر پیدا ہوتا ہے اس علم کی

تین قسمیں ہیں۔

بعض وہ ہے کہ اس بارگاہ بے نیاز سے پیغامبروں کے قلوب میں نازل ہوتے ہیں اسے وحی کہتے ہیں۔

اور بعض یہ ہے کہ اللہ کے ولیوں کے دلوں میں اتارتے ہیں اسے الہام کہتے ہیں۔

ایک اور قسم وہ ہے جو پیغمبران علیہم السلام کے واسطہ سے صدیقوں کے سینہ میں پہنچتے یں اور اسی طرح پیروں کے واسطہ سے مریدوں کے سینہ میں پہنچتے ہیں چنانچہ اس حدیث شریف کے یہی معنی ہیں۔

الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔ پیر اپنے مریدوں کی جماعت میں ویسے ہی ہیں جیسے نبی اپنی امت میں ہوتے ہیں۔

یعنی جس طرح صدیقان خداوند تعالیٰ کو پیغامبروں کے سینہ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں اسی طرح مریدان بھی خداوند عزوجل کو پیروں کے دل کے آئینہ میں پاتے ہیں، اور جانتے و پہچانتے ہیں۔

وہ جو مشائخ عظام کے اقوال میں آتا ہے کہ مرید خداوند تعالیٰ کو پیر کے دل میں دیکھتا ہے، دیکھنے سے یہی جلوہ مراد ہے، چشم ظاہر سے دیکھنا نہیں اس میں اچھی طرح غور وفکر کرنا چاہئے۔

جس طرح مومن کو بدبختی اور کفر سے دور رہنا چاہئے اسی طرح جہالت اور جاہلوں سے دور رہنا واجب ہے چنانچہ شریعت کا فتویٰ ہے۔

العالم حبیبی والجاھل عدوی۔ علم والے میرے دوست ہیں اور جاہل میرے دشمن ہیں۔

تو جس طرح جاہلوں اور جہالت سے دور رہنا واجب ہے اسی طرح

علم کی قربت اور علماء کی صحبت فرض ہے اس سے مراد علماء آخرت اور علم آخرت ہے علم دنیا اور علمائے دنیا نہیں ہیں۔

بہت سارے مجاہدے اور ریاضتیں وہاں نہیں پہنچا سکتیں جہاں اس جماعت صوفیہ کے بزرگوں کی ایک روز کی نیک صحبت پہنچا دیتی ہے۔

اس جماعت صوفیہ کے بزرگوں اور عارفوں کی صحبت کی فضیلت ان کے اثر و برکت کو اسی سے سمجھو، جانو اور پہچانو کہ اس رسم و عادت پرستی کی عبادت سے اس وقت تک نکلا نہیں جا سکتا جب تک کسی اہل دین بزرگ کا سایہ دولت میسر نہیں ہوتا اسی کو کہا گیا ہے کہ۔

مرشد کامل کو جب تو پائے گا — راہ روشن وہ تجھے بتلائے گا
اہل دل کا جان و دل سے ہو غلام — ان کی صحبت کو تو اب اکسیر مان
جب نظر رحمت کی وہ تجھ پر کریں — سب ترے مقصود کے دامن بھریں
گر تجھے منظور وصل کبریا — خاک پائے اولیاء ہو اولیاء
خود شناسی کا سبق تو یاد کر — نقد عمر اپنی نہ تو برباد کر

جا کسی سے ساقی سے پی لے تو شراب
ورنہ پچھتائے گا تا روزِ حساب

محبت کے ساتھ ساتھ دلی تصدیق ضروری ہے

حضرت خواجہ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ:

سچائی زمین پر خدا کی تلوار ہے، جس پر پڑتی ہے کاٹ کر چھوڑتی ہے۔

صدق کا مطلب سبب بنانے والے کو دیکھنا ہے نہ کہ سبب کا ثابت کرنا، سبب ثابت کرنے سے صدق کا حکم باقی نہیں رہتا ہے اس لئے کہ ایمان کی حقیقت ہی یہ ہے کہ خدا کے سوا کچھ نہ چاہے۔

جس نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ کو صدق ایمان حاصل ہے اس نے مان لیا کہ بجز خدا کے سوا کوئی چیز دیکھے تو اس سے آنکھیں پھیر لے، اگر ایسا نہ کرے گا تو وہ اپنے دعوے میں سراسر جھوٹا ہے۔

حضور سیدنا قبلہ عالم پناہ بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

- محبت سے کچھ نہیں جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔
- کتابیں پڑھنے سے کیا ہوتا ہے تصدیق اور چیز ہے۔
- خدا ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، خیر و شر سب اسی کی جانب سے مگر تصدیق مشکل ہے۔
- تصدیق ہزاروں میں ایک کی ہوتی ہے، ہر شخص کے حصہ نہیں پھر اس کی بھی کئی صورتیں ہیں، زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا ہے، صاحب توحید ہونا آسان ہے اور صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ ہے کہ

ان میں سے ایک نے نعمت اور دولت پائی اور ایک نے بلا و مصیبت پائی، نعمت اور بلا دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں میں سے ہر ایک نے خدا کی طرف رجوع کیا اور انھوں نے نعمت کے باوجود نعمت کی لذت نہیں اُٹھائی، وہ نعمت دینے والے کی طرف دھیان لگائے رہے اور شکرانے میں **نعم العبد** کا خطاب پایا۔

اور حضرت ایوب علیہ السلام نے بلا کی حالت میں بلا دینے والے کو دیکھا صبر و شکر کے ساتھ اس کی طرف رجوع کیا اور بلا سے فریاد نہیں **نعم العبد** کہہ کر سراہے گئے۔

اور خدا کے ساتھ رجوع کرنا یہ ہے کہ بندے کو جو واقعہ کہ دنیا میں سامنے آتا ہے دو حال سے خالی نہیں ہے، یا نعمت یا بلا ہے، اور دونوں کے وسیلہ سے خدا تک پہنچ سکتا ہے، اور ان ہی دونوں کے ذریعہ خدا سے جدا بھی ہوسکتا ہے۔

خدا کے احکام عقل و سمجھ اور قیاس سے بالاتر ہیں حضرت آدم صفی اللہ نے کیا کیا تھا کہ ان کو صفوت کی خلعت پہنائی گئی اور کم بخت شیطان نے کیا کیا تھا کہ فرشتوں کا لباس اس کے بدن سے اتار لیا گیا۔

ایمان کی سچائی اللہ تعالیٰ کی بزرگی کو قائم رکھنا ہے اور بزرگی کے قیام کا نتیجہ خداوند تعالیٰ سے شرم کرنا ہے جب ایمان ہوگا تو اسرار کا مشاہدہ ہوگا اور جب مشاہدہ صحیح ہوگا تو تعظیم بجالائے گا۔

جب باطن میں تعظیم ہوگی تو ظاہر بھی اس کی متابعت کرے گا۔ باطن میں تعظیم دیکھے گا تو ظاہر کو اس کے خلاف کرنے سے شرم آئے گی۔ اس گروہ کے نزدیک مشاہدہ کے معنی باطن کا دیکھنا ہے، ظاہر کا نہیں، اور یہ بات اگرچہ

بہت چھوٹی ہے لیکن دونوں جہاں کا علم اس میں سمویا ہوا ہے۔

جس مرتبے تک اسرار خداوندی کا مشاہدہ ہوگا ماسوا کا وجود اس سے جدا ہوتا جائے گا۔ جب کمال استغنائے الٰہی کا مشاہدہ ہوگا ساری خواہشیں اور لالچ اس سے دور ہو جائیں گی۔

جب کمال قدرت کا مشاہدہ کرے گا تو سارا خوف اس کے دل سے جاتا رہے گا، اور جب خدا کے اکرام و مہربانی کا مشاہدہ ہوگیا تو خدا کے ساتھ اس کو اتنی محبت ہوگی کہ کسی اور کی محبت اس کے دل میں باقی نہ رہے گی۔

جب خدا کے انتہائی فضل و عطا کا مشاہدہ ہوگا تو اس کو خدا کی ذات کے ساتھ اس قدر سرور و نشاط ہوگا کہ سارے جہاں کو اس کی ضرورت لاحق ہوگی۔

جب خدا کے قہر کا مشاہدہ ہوگا تو ساری عقل و سمجھ اس کے دل و دماغ سے نکل جائے گی، اور جب خدا کے کاموں کی بے سببی کا مطالعہ کرے گا تو اس کو اپنے کسی کام پر بھروسہ نہ رہے گا۔

جب اس کی بزرگی اور جلال کا مشاہدہ ہوگا تو اس کو بے تعلقی کا خوف و ہراس ایسا ہوگا کہ اس کو کسی طرح قرار و آرام حاصل نہ ہو سکے گا۔

پھر اگر ایمان میں اس درجہ کی صداقت نہ ہو کہ مشاہدہ ہو سکے تو کم از کم ایمان میں اتنا صدق تو ہو کہ اگر ہم خدا کو نہیں دیکھتے تو خدا ہم کو دیکھ رہا ہے، اس وقت کم سے کم اس کی اتنی تعظیم تو کرے جتنی مخلوق کی کرتا ہے۔

حضور سیدنا عالم پناہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جا کر کیا کرے گا، وہاں جا کر بجز پتھر

کے اور کیا دیکھے گا، خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو ایک چھت ہے۔

زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دلی تصدیق نہ ہو، جس کو تصدیق ہے وہ خدا سے بھی نہیں مانگتا۔

انسان کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے جب خدا نے اس کی ضروریات کا ذمہ لیا ہے تو برابر کام بن جائے گا، جب ذمہ دار اللہ ہے تو اندیشہ بے کار ہے مگر تصدیق چاہئے۔

نماز، روزہ اور چیز ہے تصدیق اور چیز ہے، اگرچہ تصدیق مانع صلوٰۃ نہیں مگر حالت ضرور قابل لحاظ ہے۔

کسی بزرگ نے یہ کہا ہے کہ ساری دنیا محبت اور عاشقی کی دعویدار ہے مگر ان کے دعوے کو جب غور سے دیکھتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب خود اپنے ہی معشوق بنے ہوئے ہیں، عاشقی سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، کیونکہ جو شخص محبت کا مدعی ہوا اس کے دعوے کی سچائی اس سے معلوم ہوگی کہ وہ اپنی مرادوں سے دامن جھاڑ کر باہر نکل آیا ہے یا نہیں۔

اگر مراد کی طلب اب بھی باقی ہے تو یہ محبوبی نہیں تو اور کیا ہے اس کو محبت نہیں کہا جا سکتا اس کا دعویٰ سراسر جھوٹا اور لغو ہے، اسی سے ظاہر ہوگیا کہ اس وقت تک محبت کا دعویٰ صحیح نہیں جب تک کہ محبّ کو محبوب کے سوا کونین کے ایک ذرّہ کی بھی ہوس باقی ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کوئی خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ وہ کہے اے مٹی کے پتلے تو دل کی صفائی کے ساتھ میرا ہو جا۔ اے پانی کے ناچیز قطرے سوائے میرے کسی سے دل نہ لگا، اے خاک کے ٹھیکرے میرے وصال کے محل میں

پاؤں رکھ۔

اس پیکر آب وگل کو اتنی بڑی دولت ملتی ہے کہ اپنے فضل وکرم سے حکم فرماتا ہے کہ دن رات میں پانچ مرتبہ میرے وصال کی خلوت میں داخل ہوکر معراج صلوٰۃ حاصل کیا کر اور عالم میں پکار کر کہا کہ:

قُسِمَتِ الصَّلوٰۃُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ ۔نماز بانٹ دی گئی ہے میرے اور میرے بندے کے درمیان میں۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو دربار کے کلیم تھے، چالیس دنوں تک انھیں سخت انتظار میں رکھا گیا مگر جب امت محمدیہ کی باری آئی تو ساقی لطف وکرم نے یہ کہہ کر ساغر وصل پلا دیا کہ:

الصلوٰۃ معراج القلوب. نماز دلوں کی معراج ہے۔

اس سے یہ نہ سمجھو کہ اس کو امت کو پیغمبروں پر فضیلت دی گئی ہے لیکن سنا ہوگا کہ۔

من کان اضعف فالرب به الطف. جو زیادہ عاجز وناتواں ہے اس پر خدا زیادہ مہربان ہے۔

حقیقی پیر اور حقیقی مرید کا حال

مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد مبتدی پر فرض ہے کہ ایسا پیر پختہ تلاش کرے جو نشیب وفراز راہ سے آگاہ، صاحب حال ومقام ہو، صفات جلالی کے قہر وغضب اور صفات جمالی کے لطف و کرم کا مشاہدہ کر چکا ہو۔

العلماء ورثة الانبیاء ۔علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔

جس کی شان میں پورا پورا صادق آتا ہو، اور ایسا طبیب حاذق ہوگیا ہو کہ مرید کے جملہ امراض وعوارض باطن کا علاج جانتا ہو اور سب کی دوا کر سکتا ہو۔

کلام اللہ کا حکم ہے کہ۔

کونوا مع الصادقین ۔صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ مرتبہ اول درجہ میں پیغمبروں کو حاصل ہے، ان کے بعد ان کے خلفاء کا درجہ ہے یعنی مشائخ کرام کا کیونکہ:

العلماء ورثة الانبیاء ۔علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں۔

انھیں کے فرمان کا سرنامہ ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

الشیخ فی قومه کالنبی فی امته ۔شیخ اپنی قوم میں جیسے نبی اپنی امت کے درمیان ہے۔

شیخ اپنی قوم میں خدا کی راہ اسی طرح دکھلانے والا ہے جس طرح اپنی امت میں پیغمبر ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ امت کو راہ طلب میں بغیر پیغمبر کے چارہ نہیں ہے، تو قوم کو بغیر شیخ یعنی خلیفۂ پیغمبر کے چارہ نہیں ہے، اسی وجہ سے حضرات مشائخ کا قول ہے:

لا دین لمن لا شیخ له ۔جس کا کوئی پیرومرشد نہیں اس کا مذہب ہی نہیں ہے۔

مشائخ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نظر کی صفائی اور دل کی پاکی کے باعث رموز واشارات قرآن کریم واحادیث رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خوب واقف ہوتے ہیں، اور باطن کی راہ طے کر کے بیٹھے ہیں، مریدوں کے لئے اصول وضوابط قاعدہ وقانون ان حضرات نے مقرر کر دیئے ہیں، اور احکام جاری کئے ہیں۔

پہلا حکم: ایک شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بینائی دی کہ اپنے افعال میں سے نیک کو نیک اور بد کو بد سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ میری باتیں دور ہو جائیں لیکن اس غریب کو اس کی خبر کہاں کہ اس کا طریقہ کیا ہے۔

تو ایسی صورت میں اس کو چاہئے کہ مقرب اور مقبول درگاہ بندے کے ساتھ اپنے کو وابستہ کر دے اور اپنے صفات ذمیمہ کے بدلنے کا ارادہ کر لے تاکہ وہ بندۂ مقبول اس دور افتادہ اور گم شدہ کو قبول کر لے اور نفس امارہ کے مکر سے بچالے۔

دوسرا حکم: اگر مرید میں کچھ قصور وفتور پیدا ہو گیا ہو تو از راہ لطف و شفقت پیر ایسی ترغیب دے کہ ہمت بلند ہو جائے۔

تیسرا حکم: بروں کی صحبت اور ہم نشینی سے اور بری باتوں کو سننے سے مرید کو منع فرمائے حالت یہ ہے کہ مرید سالہا سال میں جو بات حاصل کر سکتا ہے یہ حضرات ایک ساعت میں اس کے دل کو ویسا بنا دیتے ہیں۔

حضور سیدنا عالم پناہ بندہ نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ:

مرید کی ترقی کا زینہ ادب ہے، مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اور پھر اسے کوئی قطرہ نہیں کہتا ہے۔

فرمایا کہ پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے جو پیر کی شکل ہے یہی سب کچھ ہے، پیر کی ذات میں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا مرتبہ مل جاتا ہے۔

فرمایا کہ جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور ہے وہ پیر ناقص ہے، پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے پیر کی صورت ہر وقت سامنے رہے وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے گی یہی فنا فی الشیخ ہے۔

فرمایا کہ مرید کو کامل یقین کرنا چاہئے مرید ہونا چاہئے، مرید ہو تو خاک کے ڈھیر سے لے سکتا ہے، مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ مرید نے جب کسی پیر کی صحبت اختیار کر لی تو بغیر اجازت اس کی صحبت سے الگ نہیں ہو سکتا اور دوسرے پیر کے یہاں رجوع نہیں کر سکتا، اس امر کی سخت نگہداشت رکھنا چاہئے اور پیروں کی غیرت سے بچنا چاہئے کیونکہ اگر بغیر اجازت یا بطریق بطلان اپنے پیر کو چھوڑ کر مرید دوسرے پیر کی طرف رجوع کرے گا تو وہ مرتد طریقت ہوگا۔

حضور سیدنا وارث عالم پناہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

ہر جگہ ایک ہی نشان دیکھے جگہ جگہ مرید ہونا ہرجائی عورتوں کا شیوہ ہے، قیامت کے دن ہم اپنے مریدوں کو خدا کے سامنے پیش کردیں گے کہ اتنے بندوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے میں شہادت دیتا ہوں وہ رحیم وکریم ہے یقین ہے کہ ضرور کرم فرمائے گا۔

فرمایا کہ ایک صورت پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ یہاں رہے گی اور وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ ہوگی، جس کے تصور میں مروگے اسی کے ساتھ حشر ہوگا، جس صورت کا خیال پختہ ہوجائے گا وہی صورت بعد مرگ بھی قائم رہے گی۔

فرمایا کہ خدا محض آسمان پر نہیں ہے ہم تم میں چھپ کر سب کو دغدغے، وسوسے میں ڈال دیا ہے بس ایک صورت کو پکڑ لو خدا مل جائے گا، انسان جس چیز کو مضبوط پکڑ لے اور اس پر رُک جائے وہی خدا ہے۔

فرمایا کہ جب کوئی مصیبت پڑے ہمارے برزخ کا تصور کرو، تصور کا قاعدہ یہ ہے کہ تصور کرے اور جب صورت قائم ہوجائے تو مع اس صورت کے دل صنوبری کی جانب متوجہ ہو اور دل کی آنکھ سے دیکھے، تصور کے متعلق فرمایا آنکھ بند کرکے کیا دیکھتے ہو آنکھ کھول کر دیکھو، آنکھیں ہوتے ہوئے نابینا ہوجانا خدا کی ناشکری ہے۔

مشائخ کی توجہ دینے کے متعلق فرمایا کہ جس کے دل میں محبت نہ ہو اس پر کیا اثر ہوگا، شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے، یہاں دل کے شجرہ کا کام ہے، فقیر کم مشائخ زیادہ ہوتے ہیں چونکہ منزل عشق سخت دشوار گذار ہے، اس لئے طالب اس راستہ کو مشکل سے پسند کرتے ہیں۔

فرمایا کہ لا الہ الا اللہ زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور بات ہے بے دیکھے کسی چیز کا خیال محال ہے، دیکھ کے عاشق ہونا ممکن ہے۔

مشائخ رضوان اللہ علیہم کی یہ روش رہی ہے کہ جب کسی مرید نے ان کے ساتھ تعلق پیدا کرلیا تو تین سال تک کی مدت میں تین کام اس سے لیتے ہیں اگر اس پر اس نے استقامت کی اور اچھی طرح انجام دیا تو مرید کو تقلیداً نہیں بلکہ تحقیقاً خرقہ پہناتے ہیں، اگر مرید حسب فرمان کاربند نہ ہوا تو فرماتے دیتے ہیں کہ طریقت اس کو قبول نہیں کرتی ہے، وہ تین باتیں یہ ہیں۔

ایک سال خلق اللہ کی خدمت کرنا۔

ایک سال اللہ تعالیٰ کی بکثرت بندگی کرنا۔

ایک سال دل کی پاسبانی کرنا۔

جو چیز جس کو ملنا تھی ازل ہی میں مل چکی اور جس کو جہاں جہاں پہنچنا تھا، ازل ہی میں پہنچ چکا، کیا تم سمجھتے ہو کہ یہاں آکر کوئی آدمی نیا کام کرتا ہے، نہیں نہیں وہی کام کرتا ہے جس پر قلم چل چکا ہے، ہر شخص قدم مارتا ہے اور کام نکلنے کا ایک بہانہ ہوجاتا ہے۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

واہ رے شان کی بے نیازی کہ صدیقوں کے دل کو تیغ قہر سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور ان کے جگر کو ایک قطرے کے انتظار میں پانی پانی کردیا، مگر کسی کو شربت دیدار نصیب نہ ہوا، اللہ اللہ ناز معشوقانہ کی کوئی حد بھی ہے۔

مشائخ طبقات مرید کس کو کہتے ہیں، اور مراد کس کو کہتے ہیں اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعضوں کا خیال ہے کہ جب کوئی شخص کسی بزرگ صاحب

ولایت کی صحبت میں رہا اور اس کے حرکات وسکنات کی اس نے متابعت کی تابع مرید ہوا متبوع مراد شیخ ہوا۔

اور بعضوں کا خیال یہ ہے کہ مرید اس کو کہتے ہیں جس کے سر پر کوئی شیخ صاحب ولایت یا عارف یا عالم قینچی چلا دے اور اس کو قبول کر لے، اب جس کے سر پے کچھ بال تراشے گئے اس کو مرید کہتے ہیں اور جس نے بال تراشے اس کو مراد و شیخ کہتے ہیں۔

بزرگوں کا قول ہے کہ کوئی بقعہ و مقام ایسا نہیں ہے جہاں ایک صاحب ولایت نہیں ہے جتنے بے دولت ہوتے ہیں سب اس کی پناہ اور سایہ دولت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ ہمیشہ ہماری امت میں تین سو چھپن ولی موجود رہتے ہیں، انھیں کے دم قدم کی بدولت عالم قائم رہتا ہے، راحت و رحمت اہل زمین پر انھیں کی برکت سے نازل ہوا کرتی ہے۔

حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی صفت کیا ہے، ارشاد ہوا کہ وہ لوگ دنیا سے کنارہ کش ہیں اور عقبیٰ کی طرف متوجہ ہیں اور خدا کی مشیت اور قدرت کے ساتھ راضی ہیں۔

خواہشات نفس امارہ

خواہش نفس کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے واصلانِ حق کے لئے یہ حجاب ہے اور مریدوں کے لئے راستہ روک دینے والی ہے، طالبان حق کے لئے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ سب طالبان راہ کے خلاف مامور کئے گئے ہیں تا کہ اچھے کاموں سے روک سکیں جیسا کہ کہاوت ہے کہ

من رکبھا ھلک و من خالفھا ملک۔ جس نے خواہشات کی پیروی کی ہلاک ہوگیا، اور جس نے اس کی مخالفت کی مراد پائی جیسا کہ کہا ہے:

سر ز ہوا تافتن از سروری است ترک ہوا قوت پیغمبری است
توسن طبع تو چوں راست شود سکۂ اخلاص بنا مت شود

خواہش سے منھ پھیر لینا سرداری کی باتیں ہیں خواہش کا ترک کرنا پیغمبری کی طاقت ہے، جب تیری طبیعت کا گھوڑا تیرا فرماں بردار ہو جائے تو اخلاص کا سکہ تیرے نام ہو جائے گا۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا کہ:

تعمیل خواہشات نفس امارہ خدا سے دور کرتی ہے، جو شخص اپنا کام آپ کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی علیحدہ ہو جاتا ہے، اور جو اللہ کے بھروسے پر چھوڑتا ہے تو اللہ اس کے کام کو پورا کر دیتا ہے، یقین کے ساتھ خدا کو مددگار جانو۔

خواہش نفس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لذت و شہوت کی خواہش۔ دوسرے مرتبۂ عہدہ اور ریاست کی خواہش۔

جس کو لذت وشہوت کی خواہش ہوتی ہے وہ میخانے میں مقیم ہوتا ہے اور دوسرے لوگ اس کے فتنہ وشر سے محفوظ رہتے ہیں۔

مگر جس کو ریاست ومنصب کی خواہش ہوتی ہے وہ عبادت گاہوں، خانقاہوں اور دائروں میں رہتا ہے، اور مخلوق کے لئے فتنہ ہوتا ہے، خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور مخلوق کو گمراہ کرتا ہے تو جس کے تمام افعال خواہش کے مطابق ہوں اور نفس کی رضامندی ہی اس کا مقصود ہو وہ اگر آسمان پر بھی پہنچ جائے تو وہ خدا سے دور ہی رہے گا۔

چوں ترا صد بت بود در زیر دلق
چوں نمائی خویشتن صوفی بہ خلق

جب تیری گدڑی میں سیکڑوں بت چھپے ہوئے ہیں تو خود کو لوگوں کے سامنے صوفی کیوں ظاہر کرتا ہے۔

اور جو کوئی خواہش سے دور ہوگا، اور نفس کی متابعت سے کنارہ کشی اختیار کرے گا، اگر وہ کہیں بھی ہوگا تو خدا کے ساتھ ہوگا۔

ہر کہ ایں سگ را کند بند گراں
خاک او بہتر ز خون دیگراں

جس نے اس کتے کو بھاری زنجیر میں جکڑ دیا اس کی خاک دوسروں کے خون سے بہتر ہے۔

جو کوئی چاہتا ہو کہ خدا کے قرب کی بزرگی حاصل کرے اس سے کہو کہ وہ اپنی خواہش کے خلاف کرتا رہے کیوں کہ بندے کی کوئی عبادت خواہش کی مخالفت سے بڑھ کر نہیں کیونکہ ناخن سے پہاڑ کھودنا آسان ہے مگر خواہش کی مخالفت کرنا مشکل ہے۔

توحید خداوندی کی تشریح

بزرگوں کے نزدیک از روئے شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت اجمالاً توحید کے چار درجے ہیں۔ اور ہر درجہ میں مختلف حالت اہل توحید کی ہوا کرتی ہے۔

چاروں درجوں کی توحید میں جو فرق ہے وہ اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے، اخروٹ میں دو قسم کے پوست اور ایک قسم کا مغز ہوتا ہے پھر مغز میں روغن ہے۔

(۱) منافقوں کی توحید پہلے چھلکے کے درجہ میں ہے کیونکہ وہ چھلکا کسی کام کا نہیں ہوتا ہے۔

(۲) عام مسلمانوں اور متکلموں کی توحید دوسرے چھلکے کے درجہ میں یہ کچھ کارآمد ہوتا ہے۔

(۳) عارفانہ توحید مغز کے درجہ میں ہے اس کا فائدہ اور اس کی خوبی ظاہر ہے۔

(۴) موحدانہ توحید روغن کے درجہ میں ہے اس کی تعریف کی حاجت نہیں ہے۔

دیکھو اخروٹ تو پورے مجموعہ کو کہتے ہیں مگر پہلے چھلکے سے روغن تک جو فرق ہے وہ صاف روشن ہے اسی طرح توحید تو ہر توحید کو کہتے ہیں مگر درجات، ثمرات، قاعدے، ضابطے میں تفاوت ہزار، ہزار ہیں۔

حضور سیدنا قبلۂ عالم حاجی وارث علی شاہ فرماتے ہیں کہ:

موحد ہونا مشکل ہے، آج کل توحید ٹکے سیر ملتی ہے بھیک مانگتے ہیں بڑی چیز یہ ہے کہ مر جائے مگر ہاتھ نہ پھیلائے توحید کی آج کل قدر نہیں ہے، توحید سے واقف ہونا دشوار ہے۔

توحید کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو اکیلا جانے اور اس پر صحیح علم رکھے چونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ بے مثل ہے، اپنی ذات وصفات میں بے نظیر ہے اور اپنے افعال میں لاشریک ہے، توحید کے ماننے والے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کو ان ہی خوبیوں کے ساتھ جانا ہے اور اس جاننے کو توحید کی یکتائی کہا ہے۔

خود بینی حجاب ہے

دوست کا دل دوست کے دیدار کے اشتیاق میں ہمیشہ مضطرب رہتا ہے جس طرح اجسام روح کی مشتاق ہیں یا جسم کا قیام روح کے ساتھ ہے اسی طرح دوستی کا قیام محبت کے ساتھ ہے اور محبت کا قیام محبوب کے وصال اور اس کی رویت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں کے حق میں یہ ہے کہ اس پر نعمت کی ارزانی فرمائے اور دنیا و آخرت میں اجر و ثواب عطا فرما کر مقام سزا سے محفوظ رکھے اور اسے ارتکاب معاصی سے بچا کر وقیع احوال اور مقامات علیا سے سرفراز فرمائے۔

اس کے باطن کو اغیار کے التفات سے پاک و صاف کر کے ازلی عنایات کا مستحق بنائے یہاں تک کہ بندہ ہر ایک سے کنارہ کش ہو کر خالص رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھنے لگے، حق تعالیٰ بندے کو ان معانی میں مخصوص فرما لیتا ہے تو اس کے ارادۂ تخصیص کا نام محبت رکھ دیا جاتا ہے۔

حضور سیدنا وارث پاک عالم پناہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

محبت کر و کسب سے کچھ نہیں ہوتا ہے، ایمان محبت کاملہ کا نام ہے، جب تک خود بینی ہے حقیقت سے حجاب رہے گا، خود پرستی حجاب کو بڑھاتی ہے، اور مقصود سے دور رکھتی ہے اور بیخودی حجاب کو اٹھاتی ہے، جس کی قسمت میں جو ہے وہ ضرور ملے گا اگر زندگی میں نہ ملا تو مرتے وقت ملے گا۔ اگر مرتے وقت نہ ملا تو اس کی قبر میں ٹھونس دیا جائے گا۔ دنیاداری دوکانداری ہے، جو کچھ ہے لگاؤ ہے، باقی جھگڑا، سب دکھلانے کی چیز ہے اگر لگاؤ نہیں تو خاک ہے، یقین

اعتقاد کی روح ہے جس میں یقین کی کمی ہے، خدا پر بھروسہ ہے تو وہ خود سامان کر دے گا، خدا نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے، اپنی وضع پر قائم رہنا اگر ایک وضع بھی بن گئی سب کچھ ہے، جو خدا کو پہچانتے ہیں وہ بندوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

نفس کی بلندی و عظمت کے خیال کو کبر کہتے ہیں اس خیال سے تکبر پیدا ہوتا ہے، اور تکبر عام یہ ہے کہ انسان معمولی نوعیت کے لباس مکان اور سواری وغیرہ پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس میں بلند و ارفع حیثیت کا طلب گار رہو۔ اور تکبر خاص یہ ہے کہ انسان نفس کو حق کے تابع کرنے کی کوشش نہ کرے، ایسا تکبر گناہ کبیرہ و معصیت ہے۔

انسان کا قضائے الٰہی پر رہنا ضروری ہے، جو قضائے الٰہی پر راضی نہیں رہتا ہے اس کا دل ہمیشہ مغموم اور مشغول رہتا ہے، جب دل تفکرات میں مشغول رہے گا، تو عبادت کے لئے فراغت نصیب نہ ہوگی، جب دل تفکرات، وساوس اور دنیاوی خیالات سے پُر ہوگا تو یادِ خدا اس کی عبادت اور فکر آخرت کے لئے کون سا گوشہ ہے جو خالی ہوگا۔

قضائے الٰہی پر اظہار ناراضی سے غضب الٰہی کا خطرہ ہے، جس نے اس کے دربار میں شکوہ کیا تو جو شخص غیروں کے آگے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرے وہ تو سخت ترین سزا کا مستحق ہے۔

بندے کو اس امر کا یقینی ہو جائے اور اس کا دل اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائے کہ میرا جسم اور ڈھانچے کو باقی رکھنا میری حاجات کو پورا کرنا اور ہر تنگی و تکلیف سے بچانا صرف خدا اگر چاہے تو میرے جسم کی بقا اور دیگر حاجات کے لئے کسی مخلوق کو وسیلہ بنا دیتا ہے یا دنیا کے کسی اور شے کے ذریعہ بنا دیتا ہے، اور اگر وہ چاہے تو بغیر ظاہری اسباب دنیا اور بغیر کسی مخلوق کے آسرے کے مجھے زندہ رکھ سکتا ہے وہ اسباب و ذرائع کا محتاج نہیں ہے۔

حج مقبول کیا ہے؟

حج میں مالی و بدنی دونوں عبادت کی شرکت ہے اس میں بڑے بڑے اسرار اور عجیب عجیب معاملات ہیں درحقیقت زیارتِ کعبہ معظّمہ، زیارتِ خداوند تعالیٰ ہے، اس عزت وتوقیر کا منشاء اس کا کرم عمیم ہے، حق تو یہ ہے کہ طالبانِ صادق کا مقصود حج خانہ سے خداوند خانہ ہے، خانہ صرف درمیان میں بہانہ ہے۔

عاشقانہ رنگ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ محبّ صادق کے لئے جمال کعبہ اس محبوب بے نشان کا ایک نشان ہے آخر کریں تو کیا کریں۔ وہاں پہنچ کر اپنے دل کو تسلی دیتے ہیں کہ:

من منع عن النظر یتسلی بالاثر جو شخص محبوب کا جمال دیکھنے سے مجبور ہے لامحالہ اس کی نشان سے دل بہلاتا ہے۔

اسی طرح طالبان صادق جب خانۂ کعبہ میں پہنچتے ہیں تو جبین نیاز اس آستانہ کی خاک پر غایت شفقت سے ملتے ہیں، اور درد دل سے نالہ کرتے ہیں اس آرزو اور اس امید میں رہتے ہیں کہ شاید گھر دیکھتے دیکھتے صاحب خانہ بھی نظر آجائے اور ''درچشم طلبگار عیانم میں ڈھونڈنے والوں کی آنکھ میں ظاہر ہوں'' کا جلوہ ظاہر ہو۔ وہ بیت اللہ ہے اس کے ساتھ جو شغف دل میں نہ پیدا ہو تھوڑا ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ:

جانتے ہو حج مقبول کس کا نام ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ عاشق و معشوق سے مل جائے اس کا نام حج مقبول ہے۔

فرمایا کہ صاحب توحید ہونا آسان ہے اور صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے، جس کے یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جا کر کیا کرے گا، وہاں جا کر بجز پتھر کے اور کیا دیکھے گا، خدا تو ہر جگہ ہے، کعبہ تو ایک چھت ہے، خدا کا ملنا صرف تہبند یعنی احرام پر موقوف نہیں طلب پختہ ہو تو وہ ہر لباس میں مل سکتا ہے، رنج پہنچے تو صبر کرو اور راحت ملے تو شکر کرو، جو نشیب و فراز میں رہے گا، اس کو خدا نہیں ملے گا، جو اس سے نکل جائے اس کی نجات دنیا میں ہو جائے گی۔

حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز کیا فرماتے ہیں، میں پہلی دفعہ جب حرم محترم گیا، صرف جمال کعبہ کی بہار لوٹی، دل میں سوچا کہ خالی گھر دیکھنے کا کیا حاصل ہر قسم کی عمارتیں تو بہت دیکھنے میں آئی ہیں میں تو صاحب خانہ کا متلاشی ہوں، واپس چلا آیا۔

دوسرے سال پھر گیا، حرم میں پہنچا، دل کی آنکھ کھولی، مکان و مکین دونوں پر نظر پڑی خیال ہوا کہ ایں چہ معنی دارد۔

عالم الوہیت میں شرکت کہاں اور عالم وحدانیت میں دوئی کا وجود کیوں کر؟ پھر محبوب خانہ اور میں، تین تین کا مجموعہ پناہ بہ خدا، ایک کے سوا اس راہ میں جو شخص دو دیکھتا ہے، وہ علیحدہ ہے، وائے برحال ما کہ میں دو سے بڑھ کر تین تک پہنچ گیا۔ میرے ملحد ہونے میں کیا شک باقی رہا یہ سوچتے ہی فوراً لوٹا۔

اور تیسرے سال پھر گیا، حرم میں پہنچا، لطف محبوب نے مجھ کو آغوش میں لے لیا اور سارے حجابات میرے دل کی آنکھ سے دور کر دیئے شمع معرفت میرے دل میں روشن کی اور میری ہستی کو انوارِ تجلیات سے جلا ڈالا بعدہٗ میرے لطیفۂ سر میں یہ خطاب ہوا کہ:

انت زائری حقا فحق علی المزور ان یکرم زائرہ.

تو سچے دل سے میری زیارت کرنے آیا ہے تو جس کی زیارت کی جاتی ہے اس پر حق ہے کہ زیارت کرنے والے پر بخشش کرے۔

تا چشم بر کشادم نوا رخ تو دیدم
تا گوش برکشودم آواز تو شنیدم

آج میں نے آنکھ کھولی تو تیرا ہی جلوہ دیکھا جب میں نے کان لگایا تو تیری ہی آواز سنی۔

جسم کعبہ دل پہ اسود خوب ہے — روح اعظم آپ خود معبود ہے
پہلے خانہ کی تو اب کر لے تلاش — صاحب خانہ تو ہی خود ہیگا آپ
عاشقوں کو ہے گا حاصل یہ نیاز — وہ خاص بیت اللہ میں پڑھتے ہیں نماز
حج ظاہر پہلے تو کرے ادا — پھر ملے گا حج باطن کا پتہ
عامیوں کی ہیکی خانہ تک گذر — صاحب خانہ پر عاشق کی نظر
حج ہے دربارِ حق کی سیرگاہ — دید بازی یار کی کچھ ہے جدا
جب ملی نعمت ہمیں دیدار کی — کب رہی پرواہ درو دیوار کی

پر زبانی گفتگو کچھ ہے نہیں
مرتبہ ہو جب ترا حق الیقن

دکھاوا اور ہے حقیقت اور ہے

خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے کہ:

''اور تمہاری ضرور آزمائش ہوگی، تمہارے مالوں میں اور تمہاری جانوں میں، اور تم ضرور سنو گے یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے اذیت دینے والی باتیں۔''

اور پھر فرمایا:

''تو اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو بہت ہمت کا کام ہے''

اللہ تعالیٰ ان آیات میں یہ فرما رہا ہے کہ اپنی جانوں کو مصائب و تکالیف برداشت کرنے کا خوگر بنالو، تو اگر تم ان مصائب میں صبر کرو گے تو واقعی تم اپنی مردانگی کا ثبوت دو گے، اور واقعی تمہارے ارادے مردوں والے ہوں گے۔

پس جو شخص بھی عبادت و نیکی کا عزم کرے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے صبر عظیم کا ارادہ کرے، اور نفس کو مسلسل بڑی مشکلات برداشت کرنے کا عادی بنائے یہاں تک کہ موت آجائے، ورنہ وہ ایک ایسی چیز کا ارادہ کر رہا ہے جس کا اس کے پاس ہتھیار نہیں ہے اور جس ذریعہ سے وہ کام انجام کو پہنچ سکتا ہے وہ اس کے برعکس کا قصد کر رہا ہے۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ:

جو شخص طریق آخرت طے کرنے کا عزم کرے وہ اپنے اندر پہلے موت کے چار رنگ پیدا کرے۔

(۱) سفید (۲) سرخ (۳) سیاہ (۴) سبز

موت کا سفید رنگ تو بھوک ہے، اور سیاہ رنگ لوگوں کی مذمت ہے، اور سرخ مخالفت شیطان ہے اور سبز حوادث ایام پر صبر کرنا ہے۔

صبر کرنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا وآخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے اور نجات وکامیابی سے انسان ہمکنار ہوتا ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ:

مدینہ منورہ میں ایک مولوی صاحب بار بار کہتے تھے کہ:

ان اللّٰہ مع الصابرین ۔اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دوپہر کو جب ہوا گرم ہوئی تو مولوی صاحب گھبرائے ، پانی بھی ان کے پاس ختم ہو چکا تھا اس وقت ہم نے کہا، ان اللّٰہ مع الصابرین ۔اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تو مولوی صاحب خفا ہو گئے پس زبان سے کہنا اور بات ہے اور دل سے تصدیق اور بات ہے۔

فرمایا کہ مکہ معظّمہ میں ایک مولوی صاحب نحن اقرب من حبل الورید کا وعظ بہت زیادہ کرتے تھے ان کے پاس ایک معمولی فرد تھی اس میں سردی معلوم ہوئی ، میرے پاس دو کمبل تھے وہ شب کو ایک کمبل مانگنے آئے ، ہم نے کہا کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید سے نہیں مانگتے اس کے بعد فرمایا کہ زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا کوئی بندہ مصائب میں مجھ سے سوال کرتا ہے ، میں اسے مانگنے سے پہلے دے دیتا ہوں ، اور اس کی دعا کو مقبول کر لیتا ہوں اور جو بندہ مصائب کے وقت میری مخلوق سے مدد مانگتا ہے میں اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیتا ہوں۔

اس لئے ہر عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصائب پر صبر کرے ، اور حرف شکوہ زبان پر نہ لائے تا کہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرے کیونکہ اس دنیا میں مصائب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہی پر زیادہ وارد ہوئے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کی اہمیت ومقام

حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذات مجمع برکات قدسی صفات سے اولیائے کاملین ، متقدمین ومتاخرین نے اکتساب فیضان کیا ، اور اس امر کا اعتراف بھی کیا بے شمار شواہد کتب ارباب طریقت میں موجود ہیں ، بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ جس کو ظاہری یا باطنی فیض ملا ہے حضور سیدنا غوث الاعظم کی وساطت سے ملا ہے ، خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔

کوئی ولی آپ کی مہر تصدیق کے بغیر منظور ومعتبر نہیں ہو سکتا ، حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے ، جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرما دیں اور جسے چاہیں معزول کر دیں۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

خاندانِ قادریہ سے جن کو نسبت ہے ان پر جادو ٹونے کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

گیارہویں شریف کے متعلق فرمایا کہ:

مقام ھو ایک عجیب مقام ہے ، بحساب ابجد ھ کے پانچ اور واؤ کے چھ مل کر گیارہ ہوئے ، حضرت غوث پاک کی یہی منزل تھی ، انتہا یہ کہ گیارہویں والے میاں مشہور ہو گئے۔

ایک پر جوش لہجہ میں آپ نے فرمایا کہ سنا سنا لوگ چاہتے ہیں کہ فاتحہ درود بند ہو جائے مگر نہ یہ بند ہوا ہے نہ کبھی بند ہو گا۔

سلسلہ قادریہ کو سب سلسلوں پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلے کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب سے ہے۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہاں حریفین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

سلسلہ قادریہ کے مرید کے لئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیضیاب ہوتے ہیں اور اول و آخر ان ہی طفیل ان پر در معرفت وا ہوتا ہے، اگر وہ اقطاب و نجباء وقت ہوں، ہاں دیگر سلاسل کے مریدین کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ ان کے لئے فیض کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

یہ چشتی سہروردی نقشبندی ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث
انھیں تو قادری بیعت ہے تجدید وہاں خاطی جو مستبدل ہے یا غوث

حضرت شاہ ابوالبرکات موصلی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا جان شیخ عدی بن مسافر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی مشائخ کرام کے مریدوں سے مجھ سے خرقہ لینے کی آرزو کرے تو اس کو پہنا دوں مگر شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو نہیں پہنا سکتا کیونکہ وہ رحمت بے نہایت اور عنایت بے غایت کے دریا میں غرق ہیں ان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، وہ کیوں کسی کی طرف التفات کریں کیونکہ کوئی سمندر چھوڑ کر حوض کی طرف نہیں آتا ہے۔

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

سلسلہ عالیہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بہ ظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے تاہم یہ سلسلہ طریقہ اویسیہ روحانیہ کا مظہر ہے، اس سلسلہ میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ امر ظاہر و عیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لئے کہ انھیں وصال کے بعد ملاء اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہوگئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے، لہٰذا ان کے طریقے میں ایک خاص روح و زندگی پیدا ہوگئی ہے۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

حضور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ افریقہ میں فرماتے ہیں کہ:

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس و انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ و نفوث جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

نفس اور طبیعت پر قابو کرنا

نفس کے افعال کی دو قسمیں ہیں، ایک معصیت و نافرمانی دوسرے کمینہ خصائل جیسے تکبر، حسد، بخل، غصہ اور کینہ وغیرہ۔

ان کے سوا وہ تمام باتیں جو عقل و شریعت کے نزدیک مذموم و رکیک ہیں نفس کے افعال بد ہیں۔

اس لئے ریاضت و مجاہدہ سے ان برے خصائل کو زائل کیا جا سکتا ہے، جس طرح توبہ سے معصیت کو دور کیا جاتا ہے، اور یہ کہ معاصی نفس کے ظاہری اوصاف سے ہے اور کمینہ خصائل اس کے باطنی اوصاف سے تعلق رکھتے ہیں۔

ریاضت و مجاہدہ اس کے ظاہری افعال کو اور توبہ اس کے باطنی افعال کو نیست و نابود کرتے ہیں، اور کمینہ خصائل سے جو باطن میں کدورت پیدا ہوتی ہے وہ ظاہری اوصاف یعنی ریاضت و مجاہدے کے ذریعہ پاک و صاف کی جا سکتی ہے اور جو کدورت ظاہری افعال بد سے پیدا ہوتی ہے وہ باطن کی صفائی سے جاتی رہتی ہے۔

نفس و روح دونوں قالب میں اتنے ہی لطیف ہیں جتنے عالم شیاطین و فرشتے اور جنت و دوزخ، لیکن ایک محل خیر ہے اور ایک محل شر ہے۔

جس طرح آنکھ محل بصر، کان محل سماعت اور زبان محل ذائقہ ہے اس طرح کچھ ایمان و اوصاف قالب انسان میں بطور امانت رکھے گئے ہیں، لہٰذا نفس کی مخالفت تمام عبادتوں کی جڑ اور مجاہدوں کی اصل ہے، اس کے بغیر بندہ راہِ حق نہیں پا سکتا ہے، اس لئے کہ نفس کی موافقت میں بندے کی ہلاکت ہے اور اس کی مخالفت میں بندے کی نجات ہے، چونکہ حق تعالیٰ نے اس کی مذمت

فرمائی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے ''جس نے نفس کو خواہش سے روکا بیشک جنت اس کا مسکن ہے۔''

رسولِ گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب بندے سے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اسے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ہر انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس اور طبیعت کو قابو میں رکھے، انجام کار کامیاب ہوگا، اگر نفس کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائے گی تو اس کے وجود کو سزا دی جائے گی۔

چوں قلم در دستِ غدار بود
لا جرم منصور بر دارے بود

یہاں غدار سے مراد نفس ہے۔

فرمایا کہ اگر طلب صادق ہے تو دستار مولویت کو طاق پر رکھ دو۔

پست شود فیض حق فائض شود
ہر کہ جا پستیت آب آنجا رود

فرمایا جب انسان اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم اس کے تحت میں آ جاتا ہے، وحوش و طیور سب مطیع ہو جاتے ہیں۔

نفوس کا ذائقہ موت ہے اور روح کا ذائقہ موت نہیں ہے۔

جس نے اپنے نفس کی بابت یہ جان لیا کہ وہ فنا ہونے والی چیز ہے تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اور سمجھ لیا کہ وہی باقی رہنے والی چیز ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو جان لیا کہ وہ ذلیل و خوار ہونے والی چیز ہے اس نے اپنے رب کو پہچان لیا کہ وہ عزت و کرامت بخشنے والی ذات ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو بندگی سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو ربوبیت سے پہچان لیا جس نے اپنے ہی کو نہ پہچانا وہ دوسرے کو کیا پہچانے گا؟ اس جگہ معرفت نفس سے مراد معرفت انسانیت ہے۔

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بندے کے لئے سخت ترین حجاب نفس کو دیکھنا ہے اور اس کی تدبیر کی پیروی کرنا ہے، کیونکہ نفس کی پیروی میں حق تعالیٰ کی مخالفت مخفی ہے، اور حق تعالیٰ کی مخالفت حجابات کا منبع ہے۔

حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

نفس کی خوبی ایسی ہے کہ وہ باطل ہی سے چین پاتا ہے اور راہِ حق سے اسے کبھی فرحت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

حضرت سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کفر کی بنیاد اپنے نفس کی آرزو پر تیرا قائم رہنا ہے، گویا نفس کی خواہشات پر قائم رہنے میں بندے کے لئے کفر کی بنیاد ہے، کیونکہ اسلام کی لطافت کے ساتھ نفس کو کوئی لگاؤ نہیں ہے، لہٰذا خواہشات نفس سے اعراض کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اس سے پہلوتہی کرنے والا منکر ہوتا ہے بلکہ منکر بیگانہ۔

حضرت ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

نفس امانت میں خیانت کرنے والا اور رضائے الٰہی سے روکنے والا ہے، اور سب سے بہتر عمل نفس کشی ہے، کیونکہ امانت میں خیانت بیگانگی اور رضائے الٰہی کے ترک میں کمشدگی ہے۔

حسد اور ناجی فرقہ کون ہے؟

بے شک حسد نیکیوں کو تباہ کرتا ہے اور گناہوں پر راغب کرتا ہے یہ بڑا برا مرض ہے جس میں بڑے بڑے علماء وقراء مبتلا ہیں، عوام اور جہلا کا کیا ذکر ہے۔

اس حسد نے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نار دوزخ میں ڈال دیا ہے کیا آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ:

چھ قسم کے لوگ چھ وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔ عرب عصبیت کی وجہ سے، چودھری لوگ تکبر کی وجہ سے، تاجر لوگ خیانت اور بد دیانتی کے باعث، اہل دیہات جہالت کے باعث اور علماء حسد کی وجہ سے۔

بے شک جو آفت علماء کو بھی دوزخ میں لے جانے کا باعث اور سبب ہے اس سے بچنا بہت ضروری اور لازمی ہے، حسد کی وجہ سے پانچ خرابیاں ابھرتی ہیں۔

(۱) طاعات میں خرابی آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح برباد کرتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔

(۲) حسد سے دوسری چیز جو پیدا ہوتی ہے وہ گناہ اور برائیاں ہیں، حاسد کی تین نشانیاں ہیں، جب سامنے آتا ہے چاپلوسی کرتا ہے، پیٹھ پیچھے غیبت کرتا ہے اور جب دوسرے پر مصیبت آتی ہے خوش ہوتا ہے۔

(۳) حسد سے تیسری چیز بے چینی اور بے مقصد غم وفکر کا لاحق ہونا

ہے بلکہ غم وفکر کے ساتھ طبیعت پر بوجھ اور معصیت کی رغبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابن سماک علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا ہے کہ:

میں نے حاسد کے سوا کسی ظالم کو مظلوم کے ساتھ زیادہ مشابہت والا نہیں دیکھا، بیچارہ ہر وقت افسردہ طبیعت رہتا ہے، پریشان خیال رہتا ہے اور ہر وقت غم میں مبتلا رہتا ہے۔

(۴) حسد سے چوتھی خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ دل اندھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ہمیشہ خاموش رہنا اختیار کر کہ اس سے تیرے اندر ورع پیدا ہوگا لالچی نہ بن تا کہ فتنوں سے محفوظ رہے، نکتہ چین نہ بن تا کہ لوگوں کے طعن وتشنیع سے محفوظ رہے، حاسد نہ بن تا کہ تجھے فہم کی تیزی نصیب ہو۔

(۵) حسد سے پانچویں خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ انسان ذلت اور محرومی کی لعنت میں گرفتار ہو جاتا ہے، اپنی کسی مراد میں کامیاب نہیں ہوتا ہے اور نہ اپنے کسی دشمن پر غالب آسکتا ہے

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

کینہ پرور دیندار نہیں ہوتا، لوگوں کے عیب نکالنے والا عبادت گذار نہیں ہوسکتا، چغل خور کو امن نصیب نہیں ہوسکتا، اور حاسد شخص نصرت خداوندی سے محروم رہتا ہے۔

حاسد شخص اپنی مراد میں کیسے کامیاب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اس کی مراد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تمام نعمتیں چھن

جائیں اور مجھے مل جائیں، اور حاسد آدمی اپنے دشمنوں پر کیسے غالب آسکتا ہے کیونکہ اس کے دشمن تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہوتے ہیں۔

حضور سیدنا سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حسد سے ایمان خراب ہوتا ہے، حریص حرماں نصیب ہوتا ہے، لالچ ذلت کا پیش خیمہ ہے، وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو، دوسرے کا احسان یاد رکھو اور اپنا احسان بھول جاؤ، کسی بندہ پر احسان کرنے سے خدا کے ان احسانات کا شعور ہوتا ہے، جو ہر وقت وہ بندہ نوازتم پر کرتا ہے، یہ شعور حاصل ہونے سے شکر ہوتا ہے، اور شاکرین میں شمار ہو جاتا ہے، بھائی بھائی میں محبت ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو باپ سے محبت ہے، دشمن سے بغض نہ رکھو کیونکہ بغض کی کثافت دین کو خراب کرتی ہے، اگر کسی کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے تو قبل اس کے کہ وہ منفعل ہو تم معاف کر دو۔ باوجود اختیار کے دشمن سے بدلہ نہ لو کیونکہ فاعل حقیقی ایک ہے تو بدلہ کس سے اور کون لے گا۔

فرمایا کہ حسد سے ایمان خراب ہوتا ہے، کسی نے عرض کیا کہ تہتر فرقوں میں بہتر ناری ہیں اور ایک ناجی ہے تو وہ کون سا فرقہ ہے۔

فرمایا کہ جو حسد سے الگ ہو اور جو حسد میں شامل ہے وہ بہتر میں شامل میں ہے، ابجد کے اعتبار سے ح کے آٹھ عدد، سین کے ساٹھ، دال کے چار، کل ملا کر بہتر عدد ہوئے۔

حضور سرکار وارث عالم پناہ نے مختصر الفاظ میں ہر فرقے کا جامع تعارف فرما دیا ہے، مسلمانان اہل سنت و جماعت میں یہ عیب موجود ہی نہیں ہے، وہ تمام صحابہ کرام، جملہ اہل بیت کرام، جملہ امہات المومنین، جملہ مجتہدین کرام، جملہ بزرگانِ دین کا حسب مراتب احترام، تعظیم اور محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔

باقی شیعہ حضرات، حضرات صحابہ کرام سے حسد رکھتے ہیں، خارجی

حضرات مولائے کائنات سے حسد رکھتے ہیں، یزیدی امامین کریمین سے حسد رکھتے ہیں، غیر مقلد جملہ مجتہدین کرام سے بغض وحسد رکھتے ہیں، وہابی حضرات بزرگانِ دین سے حسد وکینہ رکھتے ہیں، اور ان کے فضائل ومناقب کے منکر ہوتے ہیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو پاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حسد ایک ایسی بیماری ہے جو عبادات کے اجر وثواب کو تباہ کرتی ہے، شر ومعصیت کی تخم ریزی کرتی ہے، آرام وسکون کو ختم کر دیتی ہے، دین کی سمجھ سے محروم کرتی ہے، اس کے ہوتے ہوئے انسان اپنے دشمن پر غالب نہیں ہوسکتا ہے، اور نہ اپنی مراد میں کامیاب ہوسکتا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ حسد سے زیادہ کوئی خطرناک بیماری ایسی نہیں جس کے علاج کی فوری ضرورت ہو لہٰذا اس مرض کے علاج سے غفلت نہ کرو بلکہ جلد اس مرض حسد کو دور کرنے کی فکر کرو۔

حضور سرکار عالم پناہ رضی اللہ عنہ نے اس تعلیمی احکامات وارشادات کے پردے میں عوام وخواص کی اصلاح اور تزکیہ نفس اور ایمانی حرارت کو تیز فرمانے کا نسخہ عطا فرمایا ہے، ابھی آپ کے جملہ ارشادات پر مکمل بحث نہیں کی جاسکی ہے، ان شاء اللہ کوئی نہ کوئی کرہی دے گا، ہر روز اور ہر آن آپ کی بارگاہ عالی جاہ میں عقیدت ومحبت کے نذرانے مختلف انداز میں پیش کئے جاتے ہیں، یہ فقیر قادری برکاتی رضوی فیضی کی طرف سے بھی یہ ایک حقیر نذرانہ ہے اگر آقا قبول فرمالیں تو ان کی مہربانی ہے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

سلام بارگاہ خیر الانام

از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

شافع روزِ جزا تم پہ کروروں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو وغفور
بخش دو جرم وخطا تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

طیبہ کے ماہ تمام جملہ رسل کے امام
نوشہ ملک خدا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

ایک طرف اعدائے دیں ایک طرف ہیں حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درود

گندے نکمے کمین مہنگے ہیں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا تم پہ کروروں درود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

☆☆☆

شجرہ عالیہ (دعا)

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بیخودی سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد نے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے

طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانہ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتہا کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دوجہاں میں خادمِ ال رسول اللہ کر
حضرت ال رسول مقتدیٰ کے واسطے

نور جان و نور ایماں ، نور قبر و حشر دے
بوالحسین احمد نوری لقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل ہمیں
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

ہمیں عبد المصطفٰے کر بہر شیخ مصطفٰے
حضرت مفتی اعظم بے ریا کے واسطے

سایہ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
رحم فرما ال رحمٰن مصطفٰے کے واسطے

صدقہ ان عیان چھ عین عزو علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس گدا کے واسطے

ایمان وعقیدے کو سنوارنے والی مصنف کی دیگر کتابیں

انوار ہدایت (اردو)	انوار ہدایت (ہندی)
جلوۂ انوار حق	چھ ماہ کے فضائل
فضائل رمضان المبارک	فضائل شعبان المعظم
فضائل عاشورہ	فضائل ایام اور برکات
فضائل شعبان (ہندی)	حج اور عمرہ کے احکام وآداب
چار ماہ کے فضائل	توصیف عالم پناہ